ممالک روئے زمین کی تاریخوں کا سلسلہ (نمبر اوّل)

# تاریخ جنوبی افریقہ

پندرھویں صدی کے آخر سے لیکر کہ جب سے پرتگال والوں نے
راس اُمید کے قریب مُلک آباد کیا ۔ بیسویں صدی کے آخر
تک کہ جبکہ بوئروں اور انگریزوں میں عظیم الشان جنگ چھڑی

کارپردازانِ کارخانہ پیسہ اخبار نے انگریزی سے اُردو میں ترجمہ کیا

سنہ ۱۹۰۳ء

کارخانہ پیسہ اخبار کے مطبع خادم التعلیم پنجاب لاہور میں منشی عبدالعزیز صاحب کی اہتمام سے چھپی

قیمت فی جلد (عہ/)

## جنوبی افریقہ کے قدیمی باشندے

اہل یورپ کی مداخلت سے پہلے جنوبی افریقہ مین جو لوگ آباد تھے ۔ وہ غایت درجہ کے وحشی اور جاہل تھے ۔ ان لوگون کا قد کوتاہ تھا ۔ ان کا رنگ بھوسلا زردی مائل تھا ۔ انکی پشت کی ہڈی عموماً خمدار ہوا کرتی تھی ۔ جس سے یہ بہت جلد کوزہ پشت ہو جاتے تھے ۔ انکا گوشت اور جلد بدن اس قسم کے تھے کہ ایام قحط مین انکے چہرے پر بے شمار جھریان نمودار ہو جاتی تھین ۔ ان اصلی باشندون کے چہرے تکونے ہوا کرتے تھے ۔ مگر آنکھین چہرونکے مقابلہ مین بہت چھوٹی چھوٹی تھین ۔ ناک انکی چپٹی اور ہونٹ ستطبر تھے ۔ ان لوگون کا دستور تھا کہ اپنے جسم پر چربی مل لیا کرتے تھے یا کرتی تھی اور اگر چربی دستیاب نہ ہو تو نیلگون مٹی سے اپنے بدن پر عجیب قسم کے بے ڈھنگے نقش و نگار بنا لیتے تھے ۔ ان لوگون کا لباس بھی عجیب تھا ۔ ذکور تو کسی حیوان کو مار کر اُس کا چمڑہ شانون پر ڈال لیتے تھے ۔ اور اناث ایک قسم کے چمڑے کا کرتہ پہنتی تھین *

جب اہل یورپ پہلے وہان گئے تو انہون نے دیکھا کہ یہ لوگ زمین پر کاشت کرنا

نہین جانتے تھے عموماً درختون کے پتے یا جنگلی جانورون کی غذا تھی۔ ان کے آلات پتھر کے تھے جو ابتک زمین مین سے دفن کئے ہوئے نکل رہے ہین۔ کتے کے بغیر انکے پاس اور کوئی پالتو جانور نہ تھا شکار کا نہایت شوق تھا۔ اور جنگلی پودے۔ شہد ملخ اور تیتر وغیرہ بہت خوش ہو کر کھاتے تھے۔ ان لوگون مین کوئی طرز حکومت نہ تھی۔ ہر ایک اپنا پیٹ آپ پالتا تھا اور کسی کی پرواہ نہ کرتا تھا۔ ان لوگون کے جسم تو کمزور تھے۔ مگر انکی بصارت بہت تیز تھی۔ بڑے بڑے فاصلے سے چیزون کو دیکھ سکتے تھے۔ اور دوڑ دھوپ مین تو آندھے تھے۔

ان کا ہتھیار صرف ایک قسم کی لچکدار کمان تھی۔ اس کمان کے ذریعہ یہ تیر چلاتے تھے اور تیرون پر کچھ اس قسم کا زہر لگاتے تھے کہ ذرا سا بھی زخم لگ جائے تو پھر زخمی انسان یا حیوان جانبر نہ ہو سکتا تھا۔ ان جاہلون کو اہل یورپ نے "بش من" یعنے جھاڑیون کے باشندے نامزد کیا ہے۔ ان "بش من" کے علاوہ جنوبی افریقہ مین اہل یورپ کے وہان جانے سے پہلے ایک قسم کے اور باشندے بھی وہان موجود تھے جن کو اب "ہاٹن ٹاٹ" کہتے ہین۔ ان لوگون کے عادات اور اطوار قریب قریب شایستہ لوگون سے ملتے جلتے تھے۔ بعض کا خیال ہے کہ "ہاٹن ٹاٹ" اور "بش من" ایک ہی ہین اور جب ہاٹن ٹاٹ پست حال مین ہو گئے تو بش من کہلانے لگے۔ مگر یہ غلط ہے۔ ان دونون مین بہت فرق ہے۔ صورت سے ہی واضح ہوتا ہے کہ وہ اور ہین وہ اور ہین۔ دونون کا کاسہ سر آپس مین نہین ملتا۔ ہاٹن ٹاٹ کا سر لمبا ہوتا ہے۔ بش من کا کان بھی عجیب قسم کا ہوتا ہے۔ انکے کان مین نیچے کا گوشت نہین ہوتا قطع نظر اس کے ان کے عادات اور اطوار مین بھی فرق ہے۔ ہاٹن ٹاٹ بہت سی بیویان کرتے تھے اور بش من مین یہ بد عادت نہ تھی۔

"ہاٹن ٹاٹ" کی تعداد بہت کم تھی اور یہ لوگ دریاے اورنج کے کنارون پر آباد تھے۔

مدت تک ان دونون فرقون مین خانہ جنگیان ہوتی رہین۔ آخر کار

ہاٹن ٹاٹ نے بش مین کو زیر کر لیا۔ انکے مردون کو قتل کر دیا اور عورتون کو مال غنیمت سمجھ کر اپنا بنا لیا۔ اور ایک قسم کی دو غلی نسل پیدا ہو گئی ان دوغلی نسل مین جنکو ہاٹن ٹاٹ ہی کہنا چاہئے۔ کیونکہ مرد تمام ہاٹن ٹاٹ تھے۔ ہر ایک کنبہ کا ایک علیحدہ سردار تھا اور ہر ایک شخص کو اپنی راے دینے کا اختیار تھا اور عوام الناس کی راے ہی اس زمانہ کا قانون تھا یہ لوگ بھی کاشتکاری اور زراعت سے نابلد تھے اور گاے اور بھیڑ کے دودھ پر گذارہ کرتے تھے۔ ان لوگون کی گاے اور بیل بڑے قدآور ہوتے تھے اور انکی بھیڑون کے جسم پر اون کی جگہ بال ہوتے تھے اور بھیڑ کی دم بہت لمبی ہوتی تھی اور بعض کی تو ہندوستان کے دنبون کی طرح بڑی بڑی چکیان دم کی بجائے ہوتی تھین +

مردون کا کام یہ تھا کہ دن بھر مویشی چرایا کرین اور عورتون کا دستور یہ تھا کہ تمام دن جنگل کا ساگ پات اور جڑ ہین وغیرہ فراہم کرین۔ انکی جھونپڑیان لکڑی کی ہوتی تھین اور ان پر چٹائی کے ٹکڑے سقف کی جگہ ڈالے ہوے ہوتے تھے۔

یہ لوگ برہنہ رہتے تھے اور اکثر کاہل اور سست تھے مگر گذشتہ صدی مین عیسائی راہبون اور پادریون کی کوشش سے انہون نے نمایان ترقی کی ہے۔

وسط افریقہ مین بحر اقیانوس سے لیکر بحر ہند تک ایک قوم آباد ہے۔ جس کو بنٹو کے نام سے موسوم کرتے ہین۔ ان مین بعض سیاہ فام ہین اور بعض سانولے مگر یہ لوگ اعلےٰ درجہ کا دماغ رکھتے ہین اور بہت جلد یورپ کی شایستگی کو اختیار کرتے جاتے ہین۔ اہل یورپ کے جنوبی افریقہ مین جانے سے پہلے یہ لوگ بھی ٹان جا چکے ہین۔ بنٹو قوم کے لوگون مین بھی بہت سی بیویان کرنے کی بری رسم رائج تھی بش مین۔ ہاٹن ٹاٹ اور بنٹو اپنی حالت مین بہت خوش تھے ان لوگون کو فکر اور اندیشے نہ ستاتے تھے۔ جس بش مین کو تندرستی کی نعمت اور ایک بارہ سنگھا میسر ہوتا تھا وہ اپنے آپ کو بہشت کا مالک سمجھتا تھا۔ جس وقت ہاٹن ٹاٹ اپنی عورتون اور بچون کے درمیان بیٹھکر اپنے لایعنی راگ گاتا تھا تو وہ یہ سمجھتا تھا کہ مجھسا کوئی نہین۔ علےٰ ہذا القیاس بنٹو لوگ بھی اسی طرح دن بھر اپنے

باغات مین کام کرتے تھے - اور آن کر بے فکر ہوکر بے عمل و عش آرام کرتے تھے +

البتہ ان کے آرام مین کبھی کبھی تفرقہ پڑجاتا تھا اور وہ اس طرح سے کہ بشمن ہمیشہ ایک دوسرے کو دق کرتے رہتے تھے اور ان مین لڑائیان اکثر جاری رہتی تھین - ہاٹن ٹاٹ کا یہ دستور تھا کہ وہ ایک دوسرے کی عورتین اور مویشی سرقہ کر لیتے تھے اور آپس مین لڑمرتے تھے - اسی طرح بنٹو بھی جن کے کئی قبیلے تھے آپس مین دست و گریبان رہتے تھے -

جنوبی افریقہ کی یہ حالت تھی اور اس قسم کے لوگ وہان آباد تھے جب اہل یورپ کا قدم مبارک وہان پہنچا اور کسطرح سے وہ ہم دوسرے باب مین بیان کرین گے +

# فصل دوم

## اہل پرتگال نے جنوبی افریقہ کا ساحل کیسے دریافت کیا

سنہ ۱۴۸۶ء مین ایک پرتگالی افسر جسکا نام بارتھلمیو ڈی اس تھا دو جہاز لیکر پرتگال سے اس لئے روانہ ہوا کہ ہندوستان کا بحری رستہ دریافت کرے۔ ڈی اس سیدھا مغربی ساحل کیطرف چلا گیا۔ حتے کہ اُس کو ایک مجمع الجزائر نظر آیا۔ بعد مدت کے جو اُس نے زمین دیکھی تو اہل جہاز کو حکم دیا کہ یہین لنگر کرو۔ یہ پہلا موقع تھا۔ جبکہ عیسائیون نے براعظم افریقہ کی سرزمین مین قدم رکھا۔ اس مقام کا نام ڈی اس نے رنگراپی کوینا رکھا جس کے معنے چھوٹی کھاڑی ہین۔ جب یہ جہازران خشکی پر اُترا تو اُس نے دیکھا کہ چارون طرف سوائے ریت اور دریائی پرندون کے انڈون کے اور کچھ نظر نہین آیا۔ نہ کوئی درخت ہے نہ کسی متنفس کا نشان۔ اس لئے یہان اُس نے ایک صلیب کھڑی کردی۔ بعد جہاز کا لنگر اُٹھایا۔ ڈی اس نے ہرچند چاہا کہ اس طرح پر سفر ہو کہ زمین نظر آتی رہے مگر جب وہ دریائے الفنیج کے دہانے کے قریب پہنچا تو ایک جھونکا ایسا آیا۔ کہ جہاز تیرہ ۱۳ دن تک سمندر مین غلطان اور پیچان اِدھر اُدھر پھرتے رہے۔ جب

یہ طوفان گذر گیا تو ڈی اس نے جہازون کا رخ شمال کیطرف کر دیا اور پھر جب کنارہ نظر آیا تو اہل جہاز نے دیکھا کہ وہ مشرق کی جانب جا رہے ہین۔ یہان ایک ایسے مقام پر جو غالباً راس اگھلس اور کنائی سنا دونون جزیرون کے درمیان تھا۔ انھون نے قیام کیا۔

اس جگہ اہل جہاز نے دیکھا کہ بڑے بڑے گلے مویشیون کے لوگ چرا رہے ہین۔ ان لوگون نے جب اہل جہاز کو دیکھا تو ڈر گئے اور اپنے مویشی جلد وہان سے لیگئے ڈی اس نے ہر چند چاہا کہ یہان کے باشندون سے راہ و رسم پیدا کرے مگر ممکن نہ ہوا یہ جنگلی لوگ بن مانسون کی طرح آدمی کے سایہ سے بھاگتے تھے۔

جب ڈی اس نے دیکھا کہ یہ جنگلی آدمی جنگلی جانورون سے بدتر ہین اور خدا جانے اپنے مویشی لیکر کہان غایب ہو گئے تو ناچار اُس نے لنگر اُٹھایا اور مشرق کی طرف روانہ ہوا۔ کچھ عرصہ کے بعد اس کو ایک اور چھوٹا جزیرہ دکھائی دیا۔ یہان اُسنے تازہ اور میٹھا پانی وافر دیکھا اور یہان ایک صلیب کھڑی کر دی۔ یہ وہی جزیرہ ہے۔ جو خلیج الگوا مین واقع ہے۔ اور جسکو اہل فرانس سینٹ کروا کس کہتے ہین۔ اس سے آگے ملاحون نے ایک قدم زیادہ بڑھنے سے انکار کیا ناچار ڈی اس کو گھر کیطرف واپس ہونے کی ضرورت دامنگیر ہوئی۔ اور راہ مین اس نے وہ راس دریافت کی جسکا نام اُس نے طوفانون کی راس رکھا تھا۔ مگر بعد ازان راس امید یعنے کیپ آف گوڈ ہوپ سے مشہور ہوئی۔

ڈی اس کی واپسی پر دس سال تک پرتگال مین بالکل کسی کو اس معاملہ کا خیال نہ آیا دس سال کے بعد واسکو ڈے گاما جو ایک مشہور معروف اور لایق و فایق جہازران تھا چار جہاز لیکر روانہ ہوا تاکہ ڈی اس کی تحقیقات مین اچھی طرح چھان بین کرے۔

واسکو ڈے گاما سے پانچ سال بعد کولمبس ایک نیا براعظم دریافت کرنے کے لیئے روانہ ہوا تھا۔ پانچ ماہ تک ڈی گاما سمندر مین ادھر ادھر پھرتا رہا اور پھر

راس امید سے تخمیناً اکیس بیس میل جانب شمال اسکا گذر ایک جگہ پر ہوا جو افریقہ کے ساحل مین تھا۔ اس مقام کا نام اُس نے خلیج سینٹ ہلینا رکھا۔ اس مقام مین اُس نے لنگر کیا۔ اور یہان کے باشندون کو چمکدار چھوٹے موتی اور کھلونے اور پوت دیکر گردیدہ بنالیا پہلے تو یہان کے باشندے اُس کے دوست بن گئے پھر کچھ غلط فہمی ہوگئی۔ اور اس سے لڑ پڑے نتیجہ یہ ہوا کہ اہل پرتگال نے اس جزیرے کے باشندون پر حملہ کیا لڑائی ہوئی اور ڈی گاما اور اس کے تین ہمراہی زخمی ہوئے۔ یہ پہلی لڑائی تھی جو اہل یورپ ہاٹن ٹاٹس کے ساتھ لڑے۔

۱۷ر نومبر ۱۴۹۷ء کو ڈی گاما خلیج سینٹ ہلینا سے رخصت ہوا۔ اور تین دن مین اُس نے راس امید کے گرد دورہ کیا۔ پھر وہ مشرق کیطرف روانہ ہوا اور ابکے جس مقام پر اُس نے لنگر کیا اسکا نام اُس نے اگوآڈہ ڈی۔ اس۔ براز رکھا یہ وہی مقام تھا جو بعد ازان خلیج موسل کے نام سے مشہور رہا اس مقام پر ڈی گاما نے چند ایسے باشندے دیکھے جنکی شکل ان لوگون سے ملتی تہی۔ جو اُسکو دیکھ کر بھاگ گئے تھے مگر یہ لوگ مطلق نہ ڈرے اور کنارے پر جمع ہوگئے۔ ان لوگون سے ڈی گاما نے تازہ پانی اور بھیڑین تبادلہ مین لین۔ ڈی گاما نے چاہا کہ اُن سے گائے بہی خریدے مگر یہ لوگ سینگ والے مویشی فروخت کرنا بہت بُرا سمجھتے تھے۔ اس لئے انہون نے کسی صورت مین نہ مانا۔

یہان سے لنگر اُٹھا کر ساحل کے ساتھ ساتھ ۲۵ر دسمبر کو ڈی گاما ایک ایسی خوشنما سرزمین مین وارد ہوا کہ آگے ویسی اُس علاقہ مین اُس نے بہت کم دیکھی تہی اس سرزمین کا نام اُس نے اُس دن کی یاد مین جس دن عیسائیون نے پہلے اسکو دیکھا تھا نٹال رکھا۔

۶ر جنوری ۱۴۹۸ء کو یہ بیڑا اس دریا کے دہانہ پر پہنچا جو سمندر مین خلیج ڈلاگوا کے شمال سے ہو کر جا گرتا ہے۔ اس جگہ پر اہل پرتگال نے لنگر کیا اور یہان کے باشندے نہایت دوستانہ طور پر اُس سے پیش آئے۔ یہ لوگ کالے رنگ کے تھے۔ مگر خلیق تھے

اندر یس ہاتھی دانت اور اشیائے خوردنی فروخت کے لئے لائے۔ یہ لوگ ہٹنو ستھے۔ ان مین اہل پرتگال نے پانچ دن تک قیام کیا۔

یہان سے ڈی گاما روانہ ہوکر موبلی مین پہنچا۔ اُس جگہ اُس نے دیکھا کہ یہان کے لوگون کا بین دین اہل عرب سے ہے۔ یہ مقام دیکھ کر ڈی گاما ہندوستان پہنچا۔

اب چونکہ رستہ صاف ہوگیا ہر سال ایک بیڑا اہل پرتگال کا اس راہ سے گذرنے لگا۔ رفتہ رفتہ بحری رستہ بالکل اہل پرتگال کے اختیار مین ہوگیا۔ اور تجارت خوب چمکی۔

سنہ ۱۵۰۳ء مین ایک چھوٹا سا بیڑا اہل پرتگال کا جسکا ناخدا انٹونیو ڈی سلاہنہ تھا۔ ایسے مقام پر پہنچا۔ جہان آجتک کوئی بیڑا نہ گیا تھا۔ ایک طرف ایک پہاڑ تھا۔ جس کی بلندی تین سو فٹ تھی۔ اس پہاڑ کے درمیان ایک گھاٹی تھی اور اس گھاٹی مین ایک چشمہ صاف اور میٹھے پانی کا بہتا تھا۔ جب اہل جہاز اُس گھاٹی مین داخل ہوئے تو پہلے تو انہین وہان کسی آدمی کی شکل نظر نہ آئی۔ اور انھون نے سمجھا کہ یہ ویران مقام ہے۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد وہان چند ہاٹن ٹاٹس نمودار ہوئے۔ اور ان سے اہل جہاز نے ایک گائے اور دو بھیڑین خریدین۔

سلاہنہ خود پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا۔ اور چونکہ اس پہاڑ کی چوٹی بالکل مسطح تھی اس لئے اس نے پہاڑ کا نام کوہ ٹیبل رکھا۔ اس مقام پر دو خلیج بھی ہے جسکا نام بعد ازان ہالینڈ کے جہازران جورس وآن سپلبرگن نے خلیج ٹیبل رکھا تھا۔ یہ مقام کسیقدر سخت اور دشوار گذار تھا۔ علاوہ برین وہان کے باشندون کا بھی کچھ اعتبار نہ تھا اس لئے اہل جہاز وہین سے واپس ہوکر ہندوستان کی طرف چلے گئے۔ اور اس مقام سے آگے بڑھنا انہون نے قرین مصلحت نہ سمجھا۔

سنہ ۱۵۰۹ء مین فرینسکو ڈی المیڈا جو مشرقی بحری علاقہ کا پہلا پرتگالی وائسرائے تھا۔ خلیج ٹیبل مین تازہ پانی لینے کے لئے داخل ہوا۔ اس موقع پر چند

اصلی باشندے کنارہ پر آگئے اور اہل جہاز انکے پاس جا کر باتیں کرنے لگے لیکن جلد ہی کسی بات پر آپس میں تنازع ہو پڑا اور وہاں کے باشندوں نے اہل جہاز کو خوب ہی پیٹا اس سے اہل جہاز برافروختہ ہو گئے۔ اور انہوں نے بہت مبالغہ آمیز شکایت اپنے وایسرائے سے کی وایسرائے بھی ان کی بات میں آگیا۔

دوسرے دن یکم مارچ سنہ ۱۵۱۰ کو وایسرائے ڈیڑھ سو آدمی لیکر جو تلواروں اور نیزوں سے مسلح تھے ان باشندوں کے علاقہ میں گیا۔ اور چند مویشی پکڑ لیے۔ اس موقع پر ہاٹن ٹاٹس جو تعداد میں ایک سو تھے ہاتھوں میں منجنیق لیے ہوئے آگئے پھر ان کی ان لوگوں سے کچھ پیش نہ گئی۔ اور انہوں نے ان پر اس طرح پتھر برسائے کہ بہت سے لوگوں نے بھاگ کر کشتیوں میں پناہ لی ان میں چند اس قسم کے لوگ بھی تھے جنہوں نے وحشیوں کے آگے بھاگنا کسر شان سمجھا۔ اور بیفائدہ اپنے آپکو بچانے کی کوشش کی مگر جب وہ سب چھوٹتے تھے پہلے تو انہوں نے وایسرائے کو لاٹھیوں سے مار مار کر ادھموا کر دیا اور پھر اسکا گلا کاٹ ڈالا۔ اس موقع پر اس قسم کی کھلبلی پڑی کہ ۶۵ آدمی منجملہ ایک سو پچاس کے جو انکی گوشمالی کو گئے تھے مارے گئے۔

اس دن کے بعد ان وحشیوں کا ایسا رعب اہل پرتگال پر چھا گیا کہ پھر کسی کو وہاں اترنے یا قیام کرنے کی جرات نہ ہوئی کبھی کبھی اتفاق سے کوئی جہاز طوفان کے تھپیڑوں سے ادھر جا نکلتا تھا یا کبھی جہاز غرق ہو جاتا تھا تو اہل جہاز اس جگہ مجبوراً پناہ گزین ہوتے تھے اسطرح پر خاص خاص مقامات کے نام اس زمانہ میں اہل پرتگال نے رکھے تھے مگر انکے بعد جب اہل لینڈ اور انگریزوں کا دورہ ہوا اور انہوں نے اگلے نام منسوخ کر کے اپنی جانب سے جدید نام رکھے جو اب تک قائم ہیں۔

ذولینڈ کے قریب جو علاقہ ہے اس سے بھی اہل پرتگال بخوبی واقف تھے لیکن اس حصہ ملک کا علم جو خط الاستوا کے جنوب کیطرف اندر کیطرف تھا مطلق نہ تھا چنانچہ اس موقع پر اہل پرتگال نے جو نقشہ جات اندرونی حصہ ملک کے خیالی طور پر بنائے تھے وہ بعد زمان بالکل بیہودہ اور غلط ثابت ہوئے۔

# فصل سوم

## اہل ہالینڈ یعنے ڈچ نے کسطرح اس گھاٹی پر قبضہ کیا

پرتگال کی دیکھا دیکھی انگلستان۔ ہالینڈ۔ اور فرانس کو بھی بحری تجارت کا شوق
چڑھا آیا۔ ڈریک اور کیونڈش جو تمام دنیا کے گرد چکر لگا رہے تھے واپس ہوتے ہوئے ساحل
افریقہ کے قریب گذرے لیکن وہان انہون نے قیام نہین کیا۔

جولائی سنہ ۱۵۹۱ء مین انگلستان کا پھریرا پہلی مرتبہ وہان دیکھا گیا۔ پھر تین بیڑے
یکے بعد دیگرے وہان سے گذرے ان جہازون کے لوگ مبتلائے مرض گوشت خورہ تھے
یہان انکو بہت امداد ملی یہان کے باشندون نے انکو افر میٹھا پانی اور دریائی پرندے
اور مچھلیان اور کئی قسم کا ساگ پات دیا۔ اہل جہاز نے بھی ان سے کئی اشیا کا تبادلہ کیا
اور ہاٹن ٹاٹس سے تبادلہ مین بیل اور بھیڑین لین۔

ان تین بیڑون مین سے ایک جسکا ناخدا کپتان جیمس لنکاسٹر تھا مع الخیر
ہندوستان مین پہنچ گیا۔ دوسرا بیڑا ناکام انگلستان واپس آیا۔ اور تیسرا کہین ادہر
ادہر ہی طوفان مین پھنس گیا۔

سنہ ۱۶۰۱ء مین ایک اور انگریزی بیڑا کپتان لنکاسٹر کے ماتحت خلیج ٹیبل مین
داخل ہوا۔ اس وقت سے خلیج ٹیبل (ٹیبل بے) ایک قسم کی بندرگاہ ہوگئی جو بیڑا ادہر

سے گذرتا تھا۔ وہان ضرور ٹھہرتا تھا۔ اور ضرور وہان کے باشندون سے تازہ پانی اور مویشی تبادلہ مین جب ضرورت لیتا تھا ٭

سولھوین صدی کے اخیر مین وہ لوگ جنھون نے جنوبی افریقہ مین یورپین بستی آباد کرنی تھی آزادی کے لئے ہسپانیہ کے ساتھ جدوجہد مین مشغول تھے۔

ان ایام مین اتفاق ایسا ہوا کہ پرتگال پر شاہ ہسپانیہ کا تسلط ہو گیا اور اہل ہالینڈ فوراً لذبن سے نکالے گئے۔ ہالینڈ کے سوداگران ایام مین لذبن مین آکر ہندوستان کا مال خریدا کرتے تھے۔ جب لذبن مین انکو مال خریدنے اور تجارت کرنیکی ممانعت ہوگئی۔ تو بعض دل چلے سوداگرون نے براہ راست ہندوستان سے تجارت کرنیکا ارادہ کیا۔ اور ۱۵۹۵ء مین ایک ڈچ بیڑا راس امید سے گذرا۔ اس بیڑے مین چار جہاز تھے۔ اور ان کا کپتان ایک شخص کارنیلس ہوٹمین تھا۔ یہ بیڑا خلیج موسل مین آکر ٹھہرا اور یہان اہل جہاز نے پانی وغیرہ جہاز پر بار کیا۔ یہان کے باشندے اجنبیون سے نہایت اچھی طرح پیش آئے۔

جب ہوٹمین یورپ سے واپس آیا تو کئی کمپنیان نذرلینڈ کے مختلف قصبون مین قایم ہوگئین۔ مگر افریقہ مین کسی نے سابقہ معلومات کو آگے نہ بڑھایا۔ البتہ جو کپتان جاتا تھا۔ وہ کسی نہ کسی حصہ ملک کا نام ضرور رکھتا تھا۔

یہ مختلف کمپنیان جو قایم ہوئین تھین۔ گو انھون نے اہل پرتگال کو مات کردیا مگر ان مین رقابت پیدا ہوگئی۔ اسلئے انھون نے کوئی مستقل علاقہ فتح نہ کیا۔

اس رقابت کے رفع کرنے مین حکام نے ایک کمپنی سند لاکر قایم کردی۔ اور یہ سند ہاگ مین ۲۰ مارچ ۱۶۰۲ء کو جاری ہوئی اور اس سند کے رو سے اس جدید کمپنی کو کئی اختیارات حاصل تھے وہ صلح نامے یا عہدنامے ہندوستانی گورنمنٹ سے کرسکتی تھی۔ قلعہ بنا سکتی تھی۔ سول اور جنگی عہدہ دار مقرر کرسکتی تہی۔ اور فوج بھرتی کرسکتی تھی۔ اس کمپنی کو شاہی اختیارات حاصل تھے۔ فرق صرف اتنا تھا کہ سٹیٹس جنرل اس کمپنی کی کارروائی پر نظرثانی کرنیکا اختیار رکھتے تھے۔ اس کمپنی کا راس المال پچاس لاکھ

رہتا تھا۔ اور سترہ ڈایرکٹر تھے۔ ابتدا ہی سے اس کمپنی نے نہایت درجہ کا منافع کمایا۔

سنہ ۱۶۱۹ء انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کے ڈایرکٹران نے جنکی تعداد سترہ تھی جنوبی افریقہ میں کسی مقام پر بجائے قیام یا فرودگاہ بنانی چاہی۔ اس تجویز کو اہل ہالینڈ نے پسند کیا اور ہر ایک کمپنی نے اپنے اپنے جہازوں کے قیام یا بندرگاہ علیحدہ علیحدہ قایم کرنی چاہی۔ اس پر ہر دو کمپنیوں کے ڈایرکٹروں نے اپنے اپنے افسروں کو حکمنامے بھیجے کہ کوئی جگہ پسند کرو جہاں اسٹیشن بنائے جائیں۔ یہ سنہ ۱۶۲۰ء کی بات ہے اور دو انگریزی کپتان جنمیں ایک کا نام فٹنز ہربرٹ اور دوسرے کا شلنگی تھا۔ وہاں گئے۔ اور انہوں نے خلیج ٹیبل کا معاینہ کیا۔ انہوں نے اس مقام سے بہتر اور کوئی مقام اسٹیشن کے لئے نہ سمجھا اور وہاں اعلان کر دیا کہ یہ علاقہ بادشاہ جیمس کی قلمرو میں شامل ہو گیا۔ ان دونوں افسران نے وہاں کوئی فوج معمور نہ کی اور بعد ازاں ڈایرکٹران نے اس علاقہ کو پسند نہ کیا۔ اس لیے یہہ تجویز منظور نہ ہوئی۔ مگر انگریزی جہاز ہمیشہ ادھر سے گذرتے ہوئے وہاں ٹھہرا کرتے تھے اور اس وقت سے سینٹ ہلینا ایک قسم کا اسٹیشن یا جائے قیام ہو گیا۔

ڈایرکٹروں نے اسٹیشن بنانا اسلئے پسند نہ کیا کہ وہاں قلعہ بنانا پڑتا تھا۔ اور فوج رکھنی پڑتی تھی۔ اور یہ اخراجات وہ لوگ اٹھانے پسند نہ کرتے تھے۔ ان ایام میں یہ دستور تھا کہ خطوط زمین میں دفن کر دیتے تھے۔ اور وہاں ایک پتھر کھڑا کر دیا جاتا تھا تاکہ دوسرا جہاز جو ادھر سے گذرتا ہو اس نشان کو دیکھ لے۔ اور وہاں سے خطوط مدفونہ نکال لے۔

اس گمنامی میں اہل ہالینڈ ہمیشہ سیل اور وھیل مچھلی کا شکار کرتے تھے بلکہ انکے جہاز ہر وقت یہاں مقیم رہتے تھے۔ سنہ [illegible]ء میں ڈی میر نے جسکے نام سے ابنائے ڈی میر مشہور ہے اپنے لڑکے کو اسی مطلب کے لیے وہاں چھوڑ رکھا تھا۔

سنہ [illegible]ء میں ہارلم نامی ایک جہاز جو ایسٹ انڈیا کمپنی کی ملکیت تھی ٹیبل بے میں داخل ہوا۔ یہاں طوفان کے باعث لوگوں کو بہت عرصہ تک مقیم رہنا پڑا۔

پھر بد مات آگئی

اسلیے اہل جہاز نے اس مقام پر جہان آجکل کیپ ٹاون ہے جو نیٹر پاین ڈال لین اور تخم ریزی کر کے ایک باغ بنا لیا۔ انہون نے تبادلہ مین وہان کے باشندون سے گندم ضرورت سے زیادہ حاصل کر کے بودی۔ [illegible] ہوچکی تو معلوم ہوا کہ جنوبی افریقہ بہی نہایت زرخیز ملک ہے۔

یہ لوگ چھ ماہ تک اس علاقہ مین مقیم رہے۔ چھ ماہ کے بعد ایک جہاز آیا اور ان کو وطن لے گیا۔

جب یہ لوگ نڈرلینڈ مین واپس گئے تو مسمیان لین ڈاٹ جین سین اور نکولس پروٹ نے جو ان لوگون مین افسر تھے ڈائرکٹران کمپنی کے پاس درخواست کی کہ جنوبی افریقہ کا ملک نہایت زرخیز ہے اور اگر کمپنی چاہے تو بہت سا فایدہ ان سے اٹھا سکتی ہے۔

اس درخواست پر بہت بحث مباحثہ ہوا آخرکار ڈائرکٹران نے سنہ ۱۶۵۰ء مین تجربہ کرنا چاہا۔ اور ایک اسٹیشن جائے معلوم پر قایم کرنیکا پختہ ارادہ کر لیا۔

کچھ عرصہ کے بعد ایک کمیٹی قایم ہوئی اور تین جہاز اس مطلب کے لیے بنوالے گئے کہ آدمی اور سامان لیکر جنوبی افریقہ مین جائین۔

اس اسٹیشن کا کمان نکولس پروٹ کے سپرد ہوا لیکن اس شخص نے انکار کیا اسلیے ایک ڈاکٹر اور جراح جسکا نام وان رائے بیک تھا اور کچھ عرصہ سے کمپنی کا ملازم تھا اور اس علاقہ سے بخوبی واقف تھا منتخب ہوا۔ اس شخص سے بہتر آدمی ملنا بہت دشوار تھا۔ رائے بیک اگرچہ بڑا عالم فاضل نہ تھا۔ مگر ذہین اور محنتی اور جفاکش تھا۔ جب درخواست جو جین سین اور پروٹ نے کی تہی اسکے پاس رائے کے لیے گئی تو اس نے اسکو تہ دل سے تائید کی اور کہا کہ بیشک اس منصوبہ مین کامیابی اظہر من الشمس ہے۔

سنہ ۱۶۵۱ء کے اخیر مین تین جہاز ٹکسل سے روانہ ہوئے۔ اس سے یہ مطلب نہ نکالنا چاہیے کہ یہ لوگ وطن ایک بستی آباد کرنا چاہتے تھے۔ نہین نہین ہرگز نہین

ان ایام مین ڈایرکٹران کمپنی کو بستی کا خواب و خیال تک نہ تھا۔ اسکا منشا صرف یہ تھا کہ
ایک ریفرشمنٹ سٹیشن یعنے ایک ایسی قیامگاہ وہان پر قایم ہو کہ جب جہاز وہان سے
گذرے تو وہان ٹھہرے اور پانی اور ازوقہ وغیرہ جو مطلوب ہو وہان سے بار کرلے۔

بٹاویہ اور ہالینڈ کے بندرگاہون مین آمد و رفت مین چھہ ماہ کا عرصہ لگتا تھا
اسلیئے اکثر اہل جہاز کو راہ مین بہت تکلیف ہوا کرتی تھی۔ اور بہت لوگ مرض گوشت
خورہ مین مبتلا ہو جاتے تھے۔ اس لیئے راہ مین ایک اسٹیشن کا ہونا مغتنمات سے تھا۔
خلیج ٹیبل امسٹرڈم اور بٹیویا کے فاصلہ کی نصف تہی اور ڈایرکٹرون کو یقین آگیا
کہ اگر وہان ایک اسٹیشن قایم ہوگیا۔ تو بہت سے لوگ حرام موت سے بچ جاوینگے
تجویز یہ تہی کہ ایک بڑا باغ بنایا جاوے۔ اور اس مین ترکاری کثرت سے بوئی جاوے
دوسری یہ تجویز تہی کہ وہان ہاٹن ٹاٹس کے ساتھ مویشیون اور بھیڑون کا تبادلہ
ہو۔ تیسری تجویز یہ تہی کہ ایک بڑا بھاری ہسپتال وہان بنایا جاوے۔ جس مین بیمار
آدمی رہا کرین۔ اور جب صحت یاب ہون تو پھر جہاز پر سوار ہو کر وطن لیجائے جائین
اس انتظام مین خرابی یہ تہی کہ وہانکا حاکم تو مسٹر وان رابیک تھا۔ لیکن جب
کوئی جہاز وہان سے گذرتا تھا۔ اسکا کپتان اس موقع پر اس حاکم کا افسر ہوتا تھا۔
اور اس لیئے اس کمانڈر کو در اصل مطلق العنانی حاصل نہ تہی ❖

# فصل چہارم

## اہل ہالینڈ کی ایسٹ انڈیا کمپنی نے ٹیبل کھاڑی مین ریفرشمنٹ سٹیشن یعنے قیامگاہ قایم کرنا

اپریل سنہ ۱۶۵۲ء مین مسٹر وان رائے بیک اور اسکے لوگ ٹیبل کھاڑی مین وارد ہوئے۔ اور انہون نے ایک مربع قطع زمین انتخاب کرکے وہان ایک قلعہ کی بنیاد رکھی اس جگہ انہون نے چوبی جھونپڑیان ڈالین۔ جو وہ اپنے ساتھ ہالینڈ سے لائے تھے۔

راس امید کے "قریب برسات عموما" اپریل مین شروع ہوجاتی ہے۔ لیکن اس سال خشک سالی ہوئی۔ اور مئی کے اخیر تک مطلق بارش نہ ہوئی۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگون کو بہت تکلیف ہوئی۔ ان لوگون مین گوشت خورہ کی بیماری پھیل گئی۔ گوشت انہون نے بہت کھانا نہین تھا۔ اور خشک سالی کے باعث سبزی وغیرہ کہین دستیاب نہ ہوسکتی تھی۔

اس جگہ قریب ساٹھ کے ہٹن ٹاٹ آباد تھے۔ اور ان بیچارون کے پاس مویشی نہ تھے۔ اور یہ خود مچھلی پر گذارہ کرتے تھے۔ ان لوگون کے سردار کا نام مسٹر آی بیک کی پارٹی نے ہیرے رکھا۔ یہ شخص ایک انگریزی جہاز مین اکبار بنٹم ہو آیا تھا اسلیے

ٹوٹی پھوٹی انگریزی بول سکتا تھا۔ اس شخص کو مسٹر راے بیک نے اپنا ترجمان مقرر کیا
یہ اصلی باشندے ان نوواردوں کی خدمت کرتے تھے۔ ان کو تازہ پانی لادیتے تھے۔ لکڑیاں
جنگل سے چن لاتے تھے۔ اور ان کو اس خدمت کے عوض میں کچھ کھانا ملجاتا تھا۔

آخرکار برسات جسکا بڑا انتظار تھا آگئی۔ لیکن برسات کے آتے ہی ان لوگوں کو
سخت تکلیف محسوس ہوئی۔ تمام خیموں میں پانی بھر آیا۔ پھر تبدیلی موسم کے باعث یہاں کے
لوگوں کو پیچش نے آدبایا۔ اور ہر روز پیچش اور گوشت خوردہ سے ایک نہ ایک موت واقع ہوتی
تھی۔ جون کے مہینہ میں اس گروہ میں صرف ایکسو سولہ آدمی اور پانچ عورتیں رہ گئیں۔ اور
ان میں صرف ساٹھ اس قابل تھے کہ کچھ کاروبار کر سکتے تھے۔ اگر ان لوگوں کو تازہ گوشت
اور ترکاری اور محفوظ جائے آرام مل جاتی تو یہ بچ جاتے۔ مگر ان اشیاء کا ملنا ناممکن تھا
واقعی یہ سخت تکلیف کا زمانہ تھا۔ مگر خدا نے آخرکار ان کی سن لی۔ اور بارش جسنے ان میں
پیچش پھیلائی تھی۔ آخرکار انکی مدد کی۔ اور ہر طرف سبزی ہی سبزی نظر آنے لگی۔ [illegible]
اور کئی اس قسم کی ترکاریاں پیدا ہوگئیں۔ جو ان لوگوں نے غنیمت سمجھا۔ اور خوش ہوکر
کھانے لگے۔ پھر سرکنڈا بھی کثرت سے پیدا ہوگیا۔ اور انہوں نے اپنی جھونپڑیوں کو
چھت لیا۔

اکتوبر میں ایک اور قبیلہ ہاٹن ٹاٹ کا جسکو اہل ہالینڈ نے کاپ منیز کے نام سے
نامزد کیا۔ بہت سے گیم مویشیوں اور بھیڑوں بکریوں کے لیکر چرانے کے لئے وہاں
آگیا۔ یہ لوگ ان یورپ کے باشندوں سے نہایت سلوک اور اخلاص سے پیش
آئے۔ یورپ کے لوگ انکو مس اور پیتل اور تمباکو دیتے تھے۔ اور ان سے مویشی لیتے
تھے۔ اور یہ تجارت ہیری سے ترجمان کے ذریعہ ہوتی تھی۔ اس تبادلہ کے ذریعہ مسٹر وان
راے بیک نے دوسو مویشی اور چھ سو بھیڑیں ان لوگوں سے حاصل کیں۔

غرض مسٹر وان راے بیک نے یہاں ایک بڑا باغ بنوایا اور ایک چشمے کو سطح
کاٹا جس سے تین ایکڑ اراضی سیراب ہونے لگی۔ یہاں ایک بڑا بھاری ہسپتال بھی
بنایا گیا۔ اور یہ اسقدر وسیع تھا کہ اس میں دو سو بیمار آسانی سے آرام کرسکتے تھے

اس انتظام کے بعد آرام سے گذارہ ہونے لگا۔ اور اہل جہاز کو وقت قیام کافی تازہ گوشت ملنے لگا
مگر یہاں جنگلی درندے اکثر ستاتے تھے شیر ببر کثرت سے تھے اور وہ بلاخوف وخطر مویشیوں
کے باڑے میں گھس کر سخت نقصان کیا کرتے تھے۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ صبح سے پہلے
مرغی خانہ میں سخت شور وغل کی آواز سنائی دی اور جب دن چڑھے اٹھکر دیکھا تو معلوم ہوا
کہ تمام مرغیاں اور بطخیں بلیاں ملکر کھا گئی ہیں۔
اسی طرح اٹھارہ مہینے گذر گئے۔ اٹھارہ ماہ کے بعد ایک دن کا ذکر ہے کہ پادری تعلیم
وعظ کر رہے تھے۔ اتوار کا دن تھا کہ حبشی اور اُس کے ہمراہی آئے اور یورپین لڑکے
کو جو مویشی چرا رہا تھا قتل کر کے تمام گلہ مویشیوں کا لیکر فرار ہو گئے جب قلعہ میں یہ خبر پہنچی
تو فوراً چوروں کا تعاقب کیا گیا مگر صرف ایک گائے جو اتفاق سے پیچھے رہ گئی تھی دستیاب
ہوئی اور باقی سے ایک مویشی بھی ہاتھ نہ آیا۔ اس وقوعہ سے اہل یورپ کو جو وہاں تھے
سخت غصہ آگیا لیکن ڈاکٹر کٹروں کا حکم تھا کہ وحشیوں کو تنگ نہ کرو۔ اور اُن سے نہایت
سلوک اور مروت سے پیش آؤ۔ اس لئے یہ لوگ خون جگر پیکر خاموش ہو رہے اور چونکہ
کسی نے کچھ نہ کہا جو کچھ عرصہ کے بعد واپس آگئے اور اسیطرح خدمت میں مشغول ہو گئے
البتہ ہر ایک یہی کہتا تھا کہ میرا قصور نہیں ہے میں بیگناہ ہوں۔
اس اثنا میں باغ میں شاہ بلوط۔ انجیر۔ سٹرابری اور شہتوت کے درخت پیدا
ہو گئے پہلے یہاں چاول پیدا نہ ہوتے تھے۔ پھر ایک محفوظ مقام میں جہاں تیز ہوا کا گذر نہ
تھا چاول اور جو اور موٹھ بوئے گئے اور بار ور ہوئے۔
چونکہ یہاں فوج بھی رکھنی پڑتی تھی۔ اس لئے خرچ زیادہ تھا۔ ڈاکٹر کٹروں کو یہ
خرچ گران معلوم ہوتا تھا۔ اسلئے یہاں انہوں نے ایک نو آبادی قایم کرنی چاہی۔ اور
چند مزدوروں کو اُس کے کہنے کے ساتھ یہاں بھیجدیا۔

## کیپ کالونی کی بنیاد کا رکھا جانا

فروری ۱۶۵۸ء میں نو آدمی ریس بیک دریا کے کنارہ آکر آباد ہوئے۔ یہ پہلے کالونسٹ تھے۔ ان لوگوں کو زمین دی گئی۔ اور یہ معاہدہ ہوا کہ یہ اسکو کاشت کریں۔ اور آمدنی کا ترجمہ ادا کریں۔ تمام پیداوار اراضی واجب قیمت پر اہل قلعہ کے پاس فروخت کریں ۔

چند دنوں کے بعد اور چھتیس آدمی وہاں آئے۔ مگر تجربہ سے معلوم ہوا کہ انہی سے اکثر اس کاشت کے کام کے قابل نہ تھے یہ کام صرف ان لوگوں سے چل سکتا تھا جو محنتی اور جفاکش تھے غرض کئی انمیں سے واپس ہو گئے۔ قاعدہ یہ تھا کہ صرف وہ لوگ جو ڈچ یا جرمن ہوں اور جنکی شادی ہو چکی ہو۔ وہاں آباد ہوں۔ مگر یہ قاعدہ سختی سے برتا نہیں جاتا تھا جو شخص اس کام کے لئے خاص مہارت اور ملکہ ظاہر کرتا تھا۔ اسکی درخواست منظور ہو جاتی تھی۔ اور وہ اپنے بال بچوں کے ہمراہ وہاں بھیجا جاتا تھا۔ جو لوگ اسوقت میں پیدا سے لیکر ذمیسی اور نگیو تک پھیلے ہوئے ہیں۔ وہ اکثر انہیں لوگوں کی اولاد سے ہیں۔

اس طرح پر نو آبادی کا انتظام ہوا مگر اسوقت یہ کسی کو خیال نہ تھا۔ کہ وہ ایک بستی

اہل یورپ کی ہوجاویگی - معمولی کاشت کاری کا انتظام تھا۔

۱۶۵۸ء مین ایک بڑی غلطی ڈایرکٹرون اور کارکنون سے ہوئی۔ اس غلطی سے ملک کو بہت نقصان پہنچا۔ اور ہمیشہ پہنچتا رہیگا۔ وہ غلطی یہ تہی کہ حبشی غلام بھی شریک کیے گیے۔ یہان کی آب وہوا اس قسم کی ہے کہ اہل یورپ کو بہت اچھی طرح موافق آسکتی ہے اور ہر موسم مین وہان یورپین لوگ نہایت خوش وخورم رہسکتے ہین۔ اگر حبشی لوگ یہان نہ لاے جاتے تھے۔ تو یہ خالص بستی یورپین کی تہی۔ مگر تارہوین صدی مین ان لوگون نے حبشیون اور لکڑہارون کا کام حبشیون سے لینا شروع کیا۔ چٹے چمڑے والے اور کالے ہمیشہ باہم محنت نہین کرسکتے۔ ایک ضرور اپنے آپکو دوسرے سے بہتر سمجہتا ہے اور یہی خیال تمام خرابیون کا باعث ہے۔

پہلے پہل غلام جب آزاد کیے جاتے تھے تو اہل ہالینڈ کے مساوی حقوق رکھتے تھے لیکن بعد ازان تجربے سے ثابت ہوا کہ یہ حبشی لوگ انتہا کے فضول خرچ اور بے پرواہ تھے اور تندرستی کے وقت انکو مطلق یہ خیال نہ ہوتا تھا کہ کچھ بچانا چاہیے تاکہ بیماری کی حالت مین ہمارے کام آئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک قانون پاس ہوگیا۔ کہ جو کوئی غلام آزاد کرے وہ ضرور اس بات کی بہی ضمانت دیوے کہ یہ آزاد کردہ حبشی چند سال کے لیے غریب خانہ کا یا خیرات کا دست نگر نہ ہوگا۔ اور اپنا گذارہ بھی آپ کریگا۔

اس قانون سے غلامون کی آزادی ایکطرح پر رک گئی۔ علاوہ حبشیون کے ملاکا جاوا اور سیاایش کے جزیرہ سے بہی لوگ یہان آنے لگے۔ جن لوگون کو عدالتون سے جلاوطن کی سزا ئیں وا مین دی جاتی تہی وہ جنوبی افریقہ مین غلام بناکر بہیجدیے جاتے تہے۔ ان سزایافتہ مین کئی شخص لایق بہی ہوتے تہے۔ ان کو معماری۔ خیاطی اور دیگر کام اچھی طرح سے آتے تھے۔ ان لوگون نے حبشیون کی جیبیون سے شادیان کرین۔ اور انکی نسل سے ایک اور دوغلی نسل پیدا ہوئی۔

کچھ عرصہ کے بعد کمپنی نے جنوبی افریقہ مین ہندوستان کے پولیٹکل قیدی جو مسلمان اور ہمتا نہ تھے بہیجنے شروع کیے۔ ان لوگون کے ساتھ انکا کبہی بہی برتاؤ ن گیا۔ اور اکثر بہت سے

خدمتگار اور ملازم بھی ساتھ ہو لئے۔ ان لوگون کو گورنمنٹ سے پنشن ملتی تھی کیونکہ جنوبی افریقہ مین دیسی
لوگون کے پیشوا اور جلاوطن ختم ہو گئے۔ اور ان لوگون کو حکم ہوا کہ تم جاوا مین واپس جا سکتے ہو۔ تو
ان کو یہان کا رہنا ایسا پسند آیا کہ بعض نے وہین رہنا منظور کیا۔

انہی جلاوطنون مین ایک شخص **شیخ یوسف** بھی تھا۔ اُس نے سنہ ۱۶۸۲ء کی
**شمول** لڑائی مین بڑی سرگرمی سے حصہ لیا۔ اور ڈچ کا جانی دشمن تھا۔ یہ شخص اہل اسلام
مین بڑا عابد شمار ہوتا تھا۔ اور لوگون کا خیال تھا کہ اس نے کئی معجزے دکھائے ہین۔
اس کی قبر **اینک فالس** کے نزدیک فالس کے قریب موجود ہے۔ اور ہر سال
اس کی زیارت کو جنوبی افریقہ کے مسلمان جاتے ہین۔

اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ **کیپ کالونی** کی ابتدائی تاریخ یورپین۔
حبشیون جاوا کے باشندون اور ہاٹن ٹاٹس کی تاریخ ہے۔

**سنہ ۱۶۵۹ء** ہاٹن ٹاٹس کے وہی دو قبیلے جو موسم گرما مین یہان آیا کرتے تھے
حسب معمول اپنے گلے لیکر وہان آئے۔ اس وقت انکو کہا گیا کہ گھاس کمپنی کی ملکیت ہے
اسکو ہاتھ نہ لگائین۔ یہ بات انکو سخت ناگوار ہوئی۔ اگرچہ وہان اور بھی گھاس تھی۔ جو
انکی ضروریات سے بڑھکر تھی مگر یہ بات کہ غیر ملک کے باشندے انکو کیون روک سکتے
ہین۔ انہین قابل برداشت نہ تھی۔ اس بات سے وہ آگ ہو گئے۔ اور **کالونسٹ**
کی گائین اور مویشی انہون نے چھین لئے۔ اور چرواہے کو جو یورپین تھا قتل کر دیا۔
یہ گویا پہلی ہاٹن ٹاٹس کی لڑائی کا آغاز ہوا۔ مگر انصاف سے دیکھا جائے تو یہ لڑائی
نہ تھی۔ کیونکہ صرف ایک موقع پر فریقین دوبدو ہوئے۔ اور صرف چھ سات آدمی قتل
ہوئے۔ اور چند زخمی ہوئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہاٹن ٹاٹس نے صلح کا پیغام دیا۔ اور مصالحت
ہو گئی۔ صلح نامہ کی شرائط یہ تھین کہ فریقین مین آگے کیطرح لین دین جاری رہے
کوئی ایک دوسرے کو دق نہ کرے ہاٹن ٹاٹس دوسرے قبیلون کو بھی اس بات پر
مجبور کرین کہ وہ یورپین سے مویشیون کا تبادلہ کرین۔ جو زمین یورپین کے قبضہ مین
وہ انہین کی ملکیت تصور ہو ہاٹن ٹاٹس لوہے کی سلاخین۔ پوٹ کلہاڑیان اور

تحفہ لیکر بہت خوش ہوتے تھے۔ اور ان کم قیمت چیزون کے عوض مین مویشی دیدیتے تھے۔

مسٹر وان رائے بک دس سال گورنر جنوبی افریقہ مین رہا دس سال کی خدمت کے بعد اس کی بڑی ترقی پر ہندوستان مین بھیجا گیا اور اسکی جگہ مسٹر زے چاریس وگنیار کیپ مین حاکم مقرر ہوا۔ اس شخص کے عہد مین ایک پادری مستقل طور پر یہان مقرر ہوا۔ اور ۱۶۶۴ء مین جزیرہ ماریش پر بھی ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی قابض ہو گئی۔

اب وہ زمانہ تہا کہ انگلستان کیطرف سے ہالینڈ کے دل مین خطرہ پیدا ہو گیا۔ اور ٹیبل گھاٹی مین ایک مضبوط قلعہ بنانے کی تجویز ہوئی۔ قلعہ امید (کیسل آف گوڈ ہوپ) جو ابتک موجود ہے ۱۶۶۶ء مین بننا شروع ہوا تھا۔ اور ۱۶۷۴ء مین ختم ہو گیا تہا۔ ہالینڈ مین ڈایرکٹران اس قلعہ کو سرحد ہندوستان سمجھتے تھے۔ کیونکہ ان کو نظر آتا تہا۔ کہ فرانس اور انگلستان تجارت ہندوستان کے لئے ضرور ہنگامہ محشر برپا کرین گے۔

وگنیار کے بعد جو شخص گورنر یا کمانڈر ہوا۔ اسکو بہت کم قابلیت اس کام کی تہی۔ اس کے عہد مین کوئی ایسی بات نہ ہوئی جو قابل بیان ہو۔

وان رائے بیک کے آنے کے بیس سال بعد ایک شخص جس کا نام ارنادٹ وان اوربیک تہا۔ ادہر سے گذرا یہ شخص بٹیویا کی ہائی کورٹ کا جج تہا اور چونکہ ذی رتبہ شخص تہا۔ اس لئے اس نے اس جگہ کی گورنری یا کمانڈ یہان رہکر سنبھال لی اس نے یہ مناسب سمجھا کہ حسب ضابطہ زمین ہاٹن ٹاٹس کے سردار سے خریدنی چاہی۔ ہاٹن ٹاٹس فوراً راضی ہو گئے۔ انہون نے سوچا کہ اگر ہم رضامندی نہ بہی ظاہر کرین۔ تو یہ کب چھوڑینگے۔ کیون نہ ان کی بات مان لیجاوے اور اُن کو بھی ممنون کیا جاوے۔ غرض ایک بیعنامہ تیار ہوا۔ اور خاص خاص سردارون نے اپنی نشانیان اس پر کین۔ اس زمین کے عوض مین برائے نام

ان [illegible] کی قیمت بعینہ میں سولہ سو پونڈ درج ہوئی مگر درحقیقت [illegible] واضح ہوتا ہے کہ ان کی قیمت نو پونڈ بارہ شلنگ اور نو پنس تھی۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ جب لوئیس چہاردہم والی فرانس اور چارلس دوم والی انگلستان اہل ہالینڈ کی مخالفت پر کمر بستہ تھے۔ اور لڑائی ہونے والی تھی +

# فصل ششم

## ہاٹن ٹاٹس کی دوسری لڑائی اور اسکا نتیجہ

ہاٹن ٹاٹس کے ایک بڑے طاقتور قوم کا نام گوکوقوا
تھا۔ اس قوم مین دو قبیلے تھے۔ بڑے قبیلہ کا سردار گونیما تھا۔ گونیما نہایت بدمعاش آدمی
تھا۔ یہ بیخبری کے عالم مین شبخون مار کر ہاٹن ٹاٹس کے مویشی اور ان کی لڑکیان
لیجاتا تھا۔ اور چونکہ یہ طاقتور اور ذی رسوخ آدمی تھا۔ وہ اس کا کچھ نکر سکتے تھے
اس نے یورپینون کے پاس کئی مویشی فروخت کیے تھے۔ لیکن وہ اسکو پسند نہ کرتے
تھے کیونکہ یہ نہایت مغرور تھا۔ اور اس کا نام بھی انہون نے سیاہ کپتان ڈالا ہوا تھا۔
کیونکہ یہ ہمیشہ اپنے چہرہ پر سیاہی مل چھوڑتا تھا۔

سنہ ۱۶۷۳ع مین اس گونیما اور یورپینون مین لڑائی چھڑ پڑی۔ وجہ اس لڑائی
کی یہ ہوئی کہ اب اس علاقہ مین شکار کثرت سے ہوگیا تھا۔ اہل قلعہ جاتے تھے۔ اور
ہرنون۔ ہاتھیون۔ گینڈون وغیرہ سے جھگڑے لا دلاتے تھے ہپیو پوٹمس جسکو
وہ دریائی گائے کہتے تھے۔ وہ خاص کر کے پسند کرتے تھے۔ کیونکہ اس جانور کو وہ
سب کے گوشت جیسا لذیذ تصور کرتے تھے۔ شکاریون کا وہان جانا اس سیاہ کپتان
کو ناگوار گذرا۔ سنہ ۱۶۷۳ع مین اسنے چند شکاریون کو پکڑ لیا۔ اور انکی گاڑیان اور سلاح

چھین لئے۔ مگر انہین زندہ چھوڑ دیا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد اس نے چند شکاری اور ایک غلام جو اس کے علاقہ مین شکار کر رہے تھے۔ گرفتار کئے۔ چند دن انکو قید رکھا۔ اور پھر مروا ڈالا۔ انہین ایام مین اس کے ایک نائب نے ایک چوکی پر خلیج سلدا ہنہ مین چھاپہ مارا۔ اور چار یورپین قتل کرڈالے۔ اس پر قلعہ سے ایک دستا گیا۔ اور اس نے آٹھ سو مویشی اور نو سو بھیڑ بکریان پکڑ لین۔ اس پر ہاٹن ٹاٹس غصہ مین بھرے ہوئے آئے جان مین ستے تھے پائی ہوئی۔ ویان اس ہاٹن ٹاٹس قتل ہوئے۔ اور ادھر کا صرف ایک آدمی زخمی ہوا۔ اور مویشی بھی وہ چھڑا لے گئے۔

جس وقت دوسرے قبیلون نے دیکھا کہ گونیما اور اہل یورپ مین ناچاقی ہو گئی تو وہ اہل یورپ کے طرفدار ہو گئے۔ کئی ماہ تک گونیما نے ٹال مٹول کی۔ لیکن جب اس نے دیکھا۔ کہ اب وہ چارون طرف سے گھیر گیا ہے۔ تو ناچار اپنے تمام مویشی چھوڑ کر منتشر ہو گیا۔ کہ اہل یورپ اور اسکے طرفدار ہاٹن ٹاٹس کے ہاتھ اس قدر مویشی آئے کہ کبھی پہلے نہ آئے۔ اس مال غنیمت کو انہون نے باہمی تقسیم کر لیا۔

گونیما اس شکست کے بعد پہاڑی علاقہ مین بھاگ گیا۔ اور دو سال تک اس نے اپنا چہرہ کسیکو نہ دکھلایا۔ لیکن دو سال کے بعد دفعتاً اس نے اپنی شکل دکھادی اور ان ہاٹن ٹاٹس پر جو اہل یورپ کے طرفدار تھے۔ چھاپہ مارا۔ اس لڑائی میں جسکے لئے ہاٹن ٹاٹس بالکل تیار نہ تھے۔ ان بیچارون کا سخت نقصان ہوا اور گونیما کے صرف ۱۵ آدمی کام آئے۔

جب اہل یورپ کو اس شرارت کی خبر ہوئی۔ تو انہون نے اپنے تمام سپاہی جمع کئے۔ اور اس ستمگر کا تعاقب کیا۔ مگر وہ ہاتھ آنے والی آسامی نہ تھی۔ وہ اس طرح بھاگ گیا جیسے وہ ساحر تھا۔ اور پھر پہاڑی علاقہ مین جا پناہ گزین ہوا۔ پھر اس کے برخلاف کئی مہمین بھیجی گئیں۔ مگر کچھ فایدہ نہ ہوا۔ اس کے جاسوس ہر وقت مستعد رہتے تھے۔ اور جو تجویز ہوتی تھی۔ فوراً اسکو خبر پہنچ جاتی تھی۔ جب اہل یورپ اور ہاٹن ٹاٹس نے دیکھا کہ وہ ہاتھ نہین آتا تو تھک کر خاموش ہو رہے +

چارسال کے بعد گونیما نے پیغام صلح بھیجا۔ اور کہا کہ اب مین گوشہ تنہائی سے تنگ آگیا ہون۔ اہل یورپ تو خدا سے یہ بات چاہتے تھے۔ انہون نے اس پیغام کو غنیمت سمجھا۔ اُسکے قاصدون سے نہایت سلوک سے پیش آئے۔ اور آپس مین صلح ہوگئی۔ جانبین سے تحفہ تحایف ایکدوسرے کے پاس بھیجے گئے اور صلح اس شرط پر ہوئی کہ گونیما تیس۳۰ مویشی ہرسال بطور خراج دیا کرے۔ مگر یہ شرط براے نام تہی کسی نے بعدازان اس خراج کو طلب نہ کیا۔ اور نہ کسی نے ادا ہی کیا۔

ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی کے عہد مین یہ آخری لڑائی تہی جو ہاٹن ٹاٹس کیساتھ ہوئی۔ اس لڑائی نے اہل یورپ کو بہت اچھا سبق پڑھا دیا تھا۔ گونیما نے مویشی کی تجارت کو ایک طرح پر بالکل چارسال تک بند رکھا تھا۔ اس لیئے ان لوگون کو بہت تکلیف ہوئی تہی۔ اور وہ نہین چاہتے تھے کہ آیندہ اس قسم کے بکھیڑے مین اپنے آپکو ڈالین +

ان ایام مین اس جگہ شیر۔ چیتے۔ جنگلی بھینس اور گیدڑ کثرت سے تھے۔ اس زمانہ کی بندوقین بہت کمزور تہین اور تنہا جنگل مین جانا مامون نہ تھا۔ اس لیئے ہر اسٹیشن پر ایک چوکی ہوا کرتی تہی۔ اس چوکی مین ایک کافی تعداد محافظون کی تہی اور یہ اخراجات اس قدر تھے کہ جب تک کافی آمدن نہ ہو انکا متحمل ہونا ڈایرکٹرون کو ناگوار تہا۔ آمد کی صورت صرف مویشیون کی تجارت تہی۔ اس قسم کی لڑائیان عموماً تجارت کو بند کردیتی تہین۔ اس لئے اہل یورپ حتے المقدور ان سے کنارہ کرتے تھے۔

سنہ ۱۶۷۹ء کے بعد ایک بڑا قابل آدمی جسکا نام وآن ڈرسٹل تھا ایمسٹرڈم سے اس مقام کا کمانڈر ہوکر آیا۔ اس شخص کو اس کام مین خاص مہارت تہی۔ اس شخص نے یہان آکر یہ تجویز کی کہ صرف نڈرلینڈ کے باشندے یہان آباد ہون۔ لیکن ڈایرکٹرون نے اس تجویز کو منظور نہ کیا۔ اور اس بات پر زور دیا کہ ہر قوم اور ہر ملت کے لوگ یہان آباد ہوسکتے ہین۔ اور ان سب کے حقوق مساوی ہین۔ غرض اس کمانڈر نے آٹھ گھرانے رانڈی بوسچ سے ترغیب دیکر یہان بلائے۔ اور جہان انکو آباد کیا اس مقام کا نام سٹیلنس بوسچ

کہا۔ وہ اس مقام کو اسی ضلع کا مرکز بنانا چاہتا تھا جہان ہر ایک قسم کا کاروبار ہو سکے۔ چنانچہ اس نے اپنی اس تجویز کو پورا کیا۔

چند سال کے بعد اسی طرح ایک اور آبادی ڈریکن سٹین مین بنائی گئی جو ییلے برگ کی گھاٹی مین تھی۔ یہ مقام نہایت پرفضا تھا۔ ڈایرکٹران حتے المقدور ہمیشہ کوشش کرتے رہے کہ قابل آدمی ندرلینڈ سے وطن نقل مکان کو کے جائین۔ ان لوگون نے اسٹرڈم اور اٹرڈم سے یتیم عورتین بھیجین بان عو۔ تو ان کی بہت اچھی طرح حفاظت کی گئی اور ان کے لایق شوہر ملانے کی کوشش ہر وقت ہوتی رہی۔

اس زمانہ مین ایک عجیب انقلاب یورپ مین ہوا لوئیس چہاردہم نے فرمان نانٹیس کو منسوخ کیا۔ اور کئی ہزار کٹیے پراٹسٹنٹ فرقہ کے فرانس سے بدر کردئے یہ لوگ براہ راست ہالینڈ مین پہنچے۔ انجام کار نتیجہ یہ ہوا کہ ہوجی ناٹ کے دو سو کنبے اور کئی ڈچ گھرانے جنوبی افریقہ مین بہیجے گئے۔ یہ لوگ گرین برگ اور کو برگ اور ہاٹن ٹاٹس ہالینڈ مین مقیم ہوئے۔ مگر فرانس کے لوگ زیادہ تر دریاے برگ کی گھاٹی مین مقیم ہوئے۔

اس وقت اس کالونسٹ یعنے نوآبادی کے باشندون کی تعداد بمعہ اُن کی بیویون اور بچون کے چودہ سو تھی۔ اس کل کا ⅙ حصہ ہوجی ناٹس تھے۔ اور ⅚ ڈچ تھے۔ یہ لوگ زیادہ تر ڈچ زبان مین گفتگو کرتے تھے۔ قواعد اور صرف نحو کا مطلق خیال نہ تھا۔ البتہ گرجا مین صحیح ڈچ بولی جاتی تھی۔ اس جگہ اسوقت مین گرجا تھے ایک کیپ ٹاون مین دوسرا اسٹیلین بوسچ مین، تیسرا ڈریکن سٹین مین۔ ان تینون مقامات مین ایک ایک مدرسہ بھی تھا۔

اب اس بستی کا حاکم جسکو اس وقت کمانڈر کہتے تھے۔ گورنر کہلانے لگا۔ اس گورنر کے ساتھ ایک کونسل بھی ہوتی تھی۔ اس مین آٹھ ممبر تھے۔ اور یہ تمام بڑے عہدہ دار تھے۔ یہ گورنر پریسیڈنٹ تھا۔ کیپ ٹاون مین عدالت ملکی عدالت مطالب خفیفہ تھی اور ایک ہائی کورٹ تھی۔ تین شخص اس ہائی کورٹ کے جج ہوتے تھے اور انکے حکم کا اپیل

بٹیویا کی سپریم کورٹ مین ہوتا تھا +

سٹیلن بوسچ مین بہی ایک عدالت مطالب خفیفہ کی تہی کیپ ٹاون مین ایک
ارفن چیمبر یعنے یتیمون کی جایداد کی منتظم کمیٹی بہی تہی۔ اور ایک عدالت اس قسم کی تہی۔ کہ
جس کا سارٹیفکٹ شادی سے پہلے حاصل کرنا ضروری تہا۔ تاکہ بعد ازان کچھ سقم یا غلطی واقع
نہ ہو۔ اور یہ صاف ہو جائے کہ دولہا اور دولہن ایک دوسرے سے شادی کر سکتے ہین۔
کیپ ٹاون مین اس صدی کے اخیر مین ایسے پرایویٹ ہاؤس تھے۔ ۱۶۹۹ء
مین یہ گورنر بیٹا پر ہوا۔ اور پھر واین برگ مین اس نے اپنی رہایش اختیار کر لی۔
یہان کے انتظام مین ایک بات قابل اعتراض تہی۔ وہ یہ تہی کہ ٹھیکے فروخت کئے
جاتے تھے جس کے رو سے خاص خاص اشیا صرف خاص خاص لوگ فروخت
کر سکتے تھے اشیا کی قیمت گورنمنٹ مقرر کرتی تہی۔ اور اس مین اکثر وقت پیش آتی
تہی +

سیمن وآن ڈرسٹل نے جغرافیہ کی طرف بہی توجہ کی اور دریاے اورینج کے حالات
دریافت کئے چند جہاز ڈیلاگوا خلیج مین تباہ ہو گئے تھے۔ اہل جہاز ان لوگون کی امداد
سے ڈوبنے سے بچ گئے۔ اور لوگون کی زبانی معلوم ہوا کہ بنٹو قوم جنوبی حصہ مین آباد
ہین لیکن اسوقت تک کسی اہل یورپ نے کارو کے میدان مین قدم نہین رکھا تھا۔
اور اندرونی حالات کا کسیکو کچھ پتہ نہ تھا +

## کیپ کالونی میں ۱۷۰۰ء سے لیکر ۱۷۵۰ء تک کیا ترقی ہوئی

سیمن وان ڈارسٹل کے بعد اس کا بڑا بیٹا ولیم اڈرین وان ڈرسٹل حاکم ہوا اُس نے تمام بستی اور آبادی کے گرد دورہ کیا۔ اور وہ مقام جسکو اب ٹل بارغ کہتے ہین۔ آباد کیا۔ یہ مقام نہایت زرخیز تہا۔ اس جگہ ایک جنگی چوکی بہی قایم کی گئی۔ تاکہ وہان کے رہنے والون کو بش من کے حملون سے بچائیں۔ اب یہان بالکل امن تہا۔ لوگ بافراغت زندگی بسر کرتے تھے۔ البتہ کبھی کبھی بشمن مویشیون کے لیے لوٹ مار کرتے اور اکثر انکو گوشمالی دی جاتی تہی۔

محاصل سالانہ ہر ایک شخص کو چرائی وغیرہ کے لیے صرف پانچ پونڈ دینا پڑتا تھا۔ اور پانچ پونڈ کے عوض ٹکس دہندہ کو چھہ ہزار ایکڑ اراضی استعمال کرنیکا استحقاق تھا۔ ہوجی نالٹ اور ڈچ لوگ جو یہان آکر آباد ہوئے وہ رفتہ رفتہ مشاق شکاری ہوگئے اور علاوہ کاشتکاری کے ہاتھیون کا شکار بھی کرنے لگے۔ ان لوگون کا یہ کام تہا کہ جب کاشتکاری سے فارغ ہوتے تھے۔ تو ہاتھیون کو مار کر ہاتھی دانت یعنے عاج فراہم کر کے تجارت کرتے

سکتے تھے۔

یہ شکاری عموماً کم درجہ کے لوگ اور خانہ بدوش تھے۔ مگر وہ لوگ جو مستقل رہایش ایک خاص مقام پر رکھتے تھے۔ عموماً نہایت شایستہ اور عمدہ حالت مین تھے۔ کمپنی کے ملازمونکو قلیل تنخواہ ملتی تہی۔ اس لئے وہ اکثر ناجایز وسایل سے روپیہ کمانے کی فکر مین رہتے تھے ان ایام مین ہندوستان کان طلا تصور ہوتا تھا۔ پس جو لوگ کمپنی کے ملازم ہوکر جنوبی افریقہ مین آتے تھے۔ وہ ہمیشہ اس امر کے منتظر رہتے تھے۔ کہ موقع ملے اور انکی تبدیلی ہندوستان مین ہو جائے۔ جہان جاکر وہ بیشک مالامال ہو جاتے تھے۔

ولہیم اڈرین وان ڈرسٹل نے بہی کئی منصوبے دوڑائے کہ کسیطرح وہ مالامال ہو جائے۔ مگر اس کو سوائے اسکے اور کوی بات سمجھ مین نہین آئی۔ کہ خود دہقان بن جاوے۔ قواعد کے رو سے گورنر خود اراضی حاصل نہ کرسکتا تھا۔ مگر گورنر جو مختار کل ہوتا ہے۔ کیا کچھ نہین کرسکتا۔ اس لئے اس نے اوروں کی زمین پر انگور کی بیلیں اور باغ لگائے۔ اور ان باغات کے قریب اس نے ایک مکان بھیڑون کے لیے بنایا جسمین آٹھ یا نو ہزار بھیڑین اور چھ سات سو مویشی نسل بڑھانے کے لئے رکھے۔

اس کارخانہ کی اطلاع اس نے ڈایرکٹرون کو نہ کی اور خفیہ خفیہ روپیہ کماتا رہا آخرکار جب گورنر کے برخلاف ڈایرکٹرون کو شکایات پہنچین۔ تو وہ سخت ناراض ہوئے اور انہون نے سمجھا کہ گورنر انکی آمدن مین خلل انداز ہو رہا ہے۔ جب گورنر کو معلوم ہوا کہ اس کے برخلاف ڈایرکٹرون کے پاس استغاثہ ہوا ہے تو وہ آگ بگولا ہو گیا اور اس نے غصہ کی حالت میں کئی نازیبا حرکتیں کیں۔ اس نے ایک سارٹیفکٹ تیار کرایا جسمین اس کی تعریف انتہا کی درج تہی۔ اور یہ لکھا تھا کہ یہ گورنر خوبیوں کا اوتار ہے اور کہ اس جیسا گورنر نہ ہوا ہے نہ ہوگا۔ یہ سارٹیفکٹ تیار کرکے اس نے کیپ کے باشندون کو اپنے ہان مدعو کیا۔ اور اُن سے درخواست کی کہ وہ اس سارٹیفکٹ پر دستخط کرین۔ کئی لوگون نے انکار کیا۔ اس پر اُس نے مسلح سپاہی نمبردار کے ساتھ بھیجے۔ تاکہ جبراً ان لوگون کے دستخط کراین۔ اس ناجایز طریقہ سے صرف دو سو چالیس لوگون نے نہایت مشکل سے دستخط

گئے۔

پھر گورنر کو شبہ ہوا کہ ایک شخص جو زمیندار تھا اور سٹلین لبوسچ میں رہتا تھا۔ اُس گروہ کا جس نے اسکے برخلاف استغاثہ کیا ہے۔ وہی اسکا سکرٹری ہے۔ اس شخص کا نام ایڈم ٹاس تھا۔ گورنر نے حکم دیا کہ اس کو گرفتار کر لو علے الصباح ایڈم ٹاس بنجیر اپنے گھر مین بیٹھا تھا۔ کہ مسلح سپاہی آ گئے۔ اس کے گھر کی تلاشی ہوئی۔ اس کو گرفتار کر کے قلعہ مین لے گئے۔ اور اسکا لکھنے کا میز بھی ضبط کر لیا۔

کچھ تو لوگ آگے ہی بگڑے ہوئے تھے۔ کچھ اس حرکت سے اور بھی بگڑ گئے۔ اور آزادی کو معرض خطر سمجھنے لگے۔ بعض لوگون نے فوراً درخواست ضمانت دی۔ مگر گورنر نے منظور نہ کی یہ غریب ایڈم ٹاس فوراً قید کر دیا گیا۔ اور وہان چودہ ماہ تک قید رہا۔

اس شخص ایڈم ٹاس کی میز مین سے وہ استغاثہ نکلا جو اس نے ڈایرکٹران کے پاس بھیجا تھا۔ اور کئی اور بھی کاغذات نکلے جنسے ان لوگون کا پتہ لگ گیا۔ جو ایڈم ٹاس کے ساتھ اس کارروائی مین شریک تھے ✦

دوسرے دن پھر گورنر نے سات آدمی گرفتار کئے۔ اور انکو قید کیا۔ ان لوگون کی عورتین گورنر کے پاس گئین۔ اور کہا کہ ہمارے خاوندون کو ضمانت پر رہا کرے یا ضابطہ اُن پر مقدمہ چلاؤ۔ مگر گورنر نے اس درخواست کو نامنظور کیا۔ اور کہا سا سمجھا دیا۔ کہ اگر کوئی صورت مخلصی کی ہے۔ تو وہ یہ ہے کہ اس کے خاوند اس سارٹیفکیٹ پر جو انکو دکھایا گیا ہے دستخط کرین۔ اور یہ تسلیم کرلین کہ گورنر نہایت نیک انسان اور اسکا سچا خیر خواہ ہے یہ عورتین بھی ویسی ہی ہوشیار تھین۔ جیسے کہ انکے خاوند جب انہون نے یہ شرط سُنی تو کانون پر ہاتھ دہرے اور کہا کہ سچ کو آنچ نہین ہے۔ ہم کو خاوندون کی جدائی منظور ہے لیکن ہم یہ بات ہرگز نہین کرینگے۔

اس اثنا مین گورنر نے اور بھی کئی نالائقیان کین عدالتون کے منصف حاکم موقوف کر دئے۔ اور اپنے مطلب کے آدمی انمین مقرر کئے۔ کئی لوگون کو جنکو وہ مخالف سمجھتا تھا یہان سے جلاوطن کر دیا۔ آخر اُن لوگون مین سے جنکو اُس نے جلاوطن کیا تھا یہ

میموریل لیکر ہالینڈ روانہ ہوئے۔ ایک تو راستہ مین مر گیا۔ مگر دو منزل مقصود پر جا پہنچے اور جاتے ہی انہون نے وہ میموریل ڈایرکٹرون کے پاس پیش کیا۔

ڈایرکٹر آگے بہی یہ شکایات سن چکے تھے اس لئے فوراً ایک کمیٹی تحقیقات کے لئے مقرر ہوئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ گورنر اسکا نائب اور پادری اور منیجر اور سب معطل کئے گئے اور انکو حکم ہوا کہ فوراً یورپ مین آکر ان الزامات کی جوان پر لگائے گئے ہین جوابدہی کرو کچھ عرصہ تک یہ مقدمہ ہوا اور کانونسٹ کے حق مین ہوا۔ یہ تمام اہلکار معطل کئے گئے تھے موقوف کر دئے گئے تھے اور ولیم اڈرین والن ڈرسٹل کا کہیت اور کارخانہ ضبط ہو گیا +

اس مقدمہ کے فیصلے سے ڈایرکٹرون کے خیالات صاف تشیح ہوتے ہین انکا منشا یہ تھا کہ کوئی حاکم یا اہلکار وہان جایداد پیدا نہ کرین۔ اور نہ کوئی زمین حاصل کرے نہ اراضی اجارہ شکمی پر لے۔ اور کانونسٹ کی نسبت یہ فیصلہ دیا کہ وہان بہی انکو وہی حقوق حاصل ہین۔ جو انکو نیڈر لینڈ مین حاصل تھے +

سنہ ۱۷۱۰ء مین ماریشس کا جزیرہ ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی نے چھوڑ دیا اور یہ قرار دیا کہ وہ اس قابل نہین ہے کہ اسکو قبضہ یا تصرف مین رکہا جاوے۔ کیونکہ وہان خرچ زیادہ ہے اور آمدن کچھ بہی نہین ہوتی +

چند ماہ کے بعد اہل فرانس نے اس جزیرہ کا قبضہ کر لیا۔ اور اسوقت سے انکے قبضہ مین ہے اور ان کا ایک مشہور مقام ہے۔

سنہ ۱۷۱۳ء مین چیچک پہلے پہل جنوبی افریقہ مین نمودار ہوئی۔ یہ ہندوستان سے یہان آئی۔ ایک جہاز جو ہندوستان سے آرہا تھا۔ اس جگہ حسب معمول آکر ٹہرا۔ اس جہاز مین چند آدمی اس قسم کے تھے جو چیچک سے بیمار تھے۔ مگر اب اچھے ہو گئے تھے۔ انہون نے اپنے میلے کپڑے جنوبی افریقہ کے دہوبیون کو دہونے کے لئے دئے۔ یہ وہی کپڑے تھے جوان بیمارون نے بیماری کی حالت مین پہنے ہوئے تھے۔ سب سے پہلے چیچک نے اس دہوبن کو آدبایا جس نے یہ کپڑے دہوئے پھر یہ مرض ایسا پھیلا کہ تھوڑے سے ہی

عرصہ مین پانچسو ستر مرد اور عورتین اس مرض سے بیمار ہو گئین۔ اور چھ ماہ کے عرصہ مین انمین سے دوسو کے قریب آدمی مرگئے ✦

اہل اہل اس مرض کا آغاز غلامون مین ہوا تھا۔ پھر غلامون سے یہ اہل یورپ مین پہنچا۔ اور مئی اور جون کے مہینہ مین تو کوئی بھی کنبہ ایسا نہ تھا جس مین مرض موجود نہ تہا۔ ہر ایک گھر مین ایک نہ ایک لڑکا یا بڑا اس بلا کے پنجہ مین گرفتار تھا۔ رفتہ رفتہ اس مرض مین اس قدر ترقی ہوئی کہ کوئی بیمارون کا خبر گیر ڈہونڈھے سے نہ ملتا تھا۔ اور اس کثرت سے اور لوگ مرتے تھے کہ ایک گڑہے مین کئی آدمی بلا کفن دفن کر دئے جاتے تھے۔ موسم سرما مین ایک چوتھائی کے قریب اہل یورپ اس مرض سے ضایع ہو گئے۔ آخر کار جب موسم گرما آیا تو تب کہین جا کر اس وبا مین کچھ کمی ہوئی۔

ہاٹن ٹاٹس اس قدر گھبرائے کہ وہ اپنے مکان چھوڑ کر جنگلون مین بھاگ گئے انہون نے کبھی اس قسم کی وبا نہ دیکھی تہی یہ عالمگیر وبا دیکھ کر انہون نے سمجھا کہ کسی ساحر نے یا چڑیل نے انکو ستانا شروع کیا ہے۔ چنانچہ جب ان مین جب کوئی شخص اس مرض سے بیمار ہوتا تھا۔ تو وہ سمجھتے تھے کہ اب اس نے نہین بچنا۔ اور فوراً اوسکو مار دیتے تھے۔ اس مرض نے یہان کے اصلی باشندون کا قرار واقعی قلع اور قمع کیا اور جب یہ وبا ختم ہوئی تو بہت کم اصلی باشندے رہگئے ✦

ان ایام مین ہر ایک کو چیچک نے ستایا۔ مگر بشمن اس سے بالکل بچے رہے اہل یورپ نے ہر چند چاہا کہ کسی طرح یہ بشمن بھی شایستہ اور مہذب ہو جائین۔ اور انکے عادات اور اطوار سدھر جائین مگر وہ جنگلی جانورون کی طرح بالکل نہ راہ راست پر آئے۔ اور شایستہ باشندون سے ہمیشہ لڑتے جھگڑتے رہتے کہ وہ بالکل معدوم ہو گئے۔

۱۷۲۱ سنہ۱۷۲۱ع مین کمپنی نے ایک سٹیشن خلیج ڈیلاگوا مین قایم کیا خیال کیا کہ یہان سونے۔ ہاتھی دانت اور مس کی تجارت اور بردہ فروشی خوب چمکیگی مگر تاجر کمپنیون کا خیال غلط نکلا یہان کی آب وہوا نہایت خراب تہی۔ اس لئے خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی۔ دس سال تک یہ سٹیشن جاری رہا۔ دس سال کے عرصہ مین بہت سی جانین تلف ہوئین۔ اور

بہت سا روپیہ ضایع ہوا۔ آخرکار یہ اسٹیشن ہی چھوڑ دیا گیا۔

جب ولیم اڈرین وان ڈر سٹل علیحدہ ہو گیا تو اس کی علیحدگی کے ۷۵ سال بعد تک یہاں کے لوگوں کی نہایت چین سے زندگی بسر ہوئی۔ اور کسی قسم کی شکایت ڈایرکٹروں کے کانوں تک نہ پہونچی۔ مگر اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ یہاں کا انتظام درست تھا۔ اور آپس میں کسی قسم کا سقم نہ تھا۔ طرز حکومت یہاں واقعی ناقص تھی۔ اور اہلکاران گورنمنٹ کو بہت سا موقع ناجایز وسایل سے روپیہ کمانے اور سرکاری روپے میں خیانت کرنیکا ملتا تھا۔

لیکن کالونسٹ اس قسم کی گورنمنٹ کے عادی ہو گئے تھے۔ اس لیئے وہ شکوہ شکایات بہت کم کرتے تھے۔ البتہ جس وقت فصل کو ملخ یا کوئی آفت ارضی یا سماوی تلف کر دیتی تھی۔ اور پھر بھی انکو محصول پورا دینا پڑتا تھا۔ اور جب مویشیوں میں کوئی مرض نمودار ہو جاتا تھا جس سے ان کے مویشی ضایع ہو جاتے تھے۔ تو وہ ضرور زبانی شکوے کرتے تھے۔

اس جگہ زیادہ تر پیداوار گندم اور انگور کی تھی۔ تمباکو تیل اور موم۔ زیتون وغیرہ کیلیئے کوشش کی گئی مگر پیداوار نہ ہوئی۔

جاڑا یہاں کا اکثر خوفناک تھا۔ ۱۶ جون ۱۷۲۲ء کا ذکر ہے کہ سات جہاز ہالینڈ کے اور تین انگریزوں کے اس مقام پر طوفان اور آندھی کی لپیٹ میں آ گئے۔ اور چھ سو ساٹھ آدمی غرق ہو گئے۔ اس موقع پر جو اسباب غرق اور ضایع ہوا۔ اس کا تخمینہ بعد ازاں مبلغ ۲۵۰۰۰۰ پونڈ لگایا گیا۔

پھر ۱۲ آدمی ۱۷۳۷ء کو کمپنی کے نو جہاز تباہ ہو گئے۔ دو سو آٹھ آدمی غرق ہو گئے اور مبلغ ۱۶۰۰۰۰ پونڈ کا مال اور اسباب ضایع ہوا۔

یہ ہنگامہ دیکھکر ڈایرکٹروں نے حکم دیدیا کہ خلیج ٹیبل میں ایک بند بنایا جاوے۔ اور آیندہ ۱۵ مئی سے لیکر ۱۵ اگست تک جہاز خلیج سیمن میں ٹھیرا کریں۔ خلیج ایسے مقام پر واقع تھی۔ جہاں سے زمین قریب تھی۔ وہ طوفان کے موقع پر ان جہازوں [illegible] میں آ گئے تھے۔

سنہ ۱۸۲۲ء میں پہلی مرتبہ یہ مقام استعمال میں لایا گیا۔ اور فوراً اُس کے قرب و جوار میں ایک گانون آباد ہوگیا۔ یہ گانوں جنوبی کنارہ پر تھا۔ اور اس کا نام سیمین ٹوٹن مشہور ہوا۔

سنہ ۱۸۴۳ء میں بند مذکورۂ بالا ٹیبل بے میں تیار ہونا شروع ہوا۔ اور اس مطلب کے لیے وہاں ٹیکس لوگوں پر لگایا گیا۔ یہ بند یا پل یا دمدمہ سنہ ۱۸۴۶ء میں کنارہ سے تین سو اکاون فیٹ طویل طیار ہوا۔ اور پھر یہ کام نامکمل چھوڑ دیا گیا۔ وجہ یہ ہوئی۔ کہ جو قیدی حاداسے آئے تھے۔ اور اس کام پر لگائے گئے تھے۔ وہ ناموافقت آب و ہوا اور مشقت سے مر گئے۔ اور علاوہ ازیں اس کام پر اس قدر روپیہ صرف ہوا۔ کہ ڈایرکٹر تنگ آگئے۔ آخر کار اُنہوں نے اس کام کو ادھورا چھوڑ دیا۔ اس بند یا پل کا کچھ حصہ ابھی تک موجود ہے۔

سنہ ۱۸۴۳ء میں اوڈی زینڈ میں ایک گرجا بنایا گیا۔ اور سنہ ۱۸۴۵ء میں ایک روارٹ لینڈ میں ایک سکول قایم ہوا +

## کیپ کالونی کے ۱۸۵۰ء سے ۱۸۵۸ء تک کے حالات

۱۸۵۱ء سے ۱۸۷۰ء تک کیپ کالونی کا گورنر ایک ٹل باغ ایک بڑے ہی دیانت دار اور لائق شخص تھا۔ یہ شخص کمپنی کا ادنےٰ ملازم تھا۔ اور اپنی کار دانی اور ہمت اور لیاقت سے بڑھتے بڑھتے گورنر ہو گیا۔ اس سے لوگ اس قدر خوش تھے۔ کہ اس کو فادر ٹل باغ یعنے باپ کہہ کر پکارتے تھے۔ اور اس کے عہد کو سب سے بہتر زمانہ تصور کرتے تھے۔

۱۸۵۵ء میں یہاں ایک اور وبا نمودار ہوئی یہ اس جگہ سیلون سے آئی۔ پہلے تو معمولی بخار تھا۔ پھر اُس نے کئی صورتیں بدلیں۔ اور آخر کار خاص چیچک کی حالت میں نمودار ہوئی۔

کیپ ٹاؤن میں اس خوفناک مرض کے کئی کیس ہوئے۔ اور جس شخص کو یہ مرض ہوا۔ وہ جان بر کسی طرح نہ ہو سکا۔ جولائی کے مہینے میں سردی شدت سے پڑی۔ اس سے اس مہینے میں گیارہ سو آدمی اس بلا کا شکار ہوئے۔ اگر یہ حساب جاری رہتا تو ایک متنفس بھی زندہ نہ رہتا۔ مگر خوبی قسمت سے موسم گرمی کا آگیا۔ اور اس مرض میں کسی قدر کمی ہوئی۔ دو ہسپتال خاص اس مرض کے مریضوں کے لئے کھولے گئے ایک تو اہل یورپ کے لئے

تھا۔ اور دوسرا حبشیوں کے لئے صرف کیپ ٹاؤن میں ابتدائے مئی سے نہایت اکتوبر تک نوسوتریسٹھ یورپین اور گیارہ سو حبشی وغیرہ اس مرض سے فوت ہوئے۔

اس گورنر کے زمانہ میں ایک اور مصیبت یہاں کے باشندوں پر نازل ہوئی وہ یہ تھی کہ یہاں کے لوگ بہت سی شراب تیار کر چھوڑتے تھے۔ اور بعد ازاں نہایت گراں نرخ پر ہندوستان میں فروخت کرتے تھے۔ اس اثنا میں کئی بواعث ایسے ہوئے کہ اس شراب کی خریداری رک گئی۔ لوگوں نے یہاں کی شراب پینی چھوڑ دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نفیس اور بیش قیمت شراب کوئی کوڑیوں کے مول پر بھی نہ پوچھتا تھا۔ اس سے کئی لوگوں کا دیوالہ نکل گیا۔

لیکن یہ نقصان عارضی تھا ۱۸۰۰ء میں ایک بیڑا اہل فرانس کا یہاں ٹھیرا اور اس کو سامان خوردنی کی ضرورت ہوئی۔ اس موقع پر شراب فروشوں نے فوراً قیمت کو بڑھا دیا اور دوچند منافع اٹھایا۔

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ برطانیہ کلاں اور فرانس میں بازار جنگ وجدل گرم تھا۔ اور دونوں قوموں کے قائمقام کیپ کالونی میں آکر اشیاء اور سامان رسد خریدتے تھے۔ فرنچ مارشیس سے آتے تھے۔ اور انگریز سینٹ ہلینا سے آتے تھے۔ اور کیپ کالونی میں مویشی اور اشیائے خوردنی خریدتے تھے۔ ان لوگوں کے ہاتھ یہاں کے دوکاندار مقابلہ سے سودا نہایت گراں فروخت کرتے تھے۔

**مسٹر ٹل باغ** کے زمانہ میں تحقیقات کا بھی شوق تھا۔ برابر جاری رہا۔ ناماقوالینڈ تک گشت لگا آئے۔ اور ایک غرافہ (جو ایک قسم کا جانور ہوتا ہے۔) اس سفر میں مار کر لائے۔ اس جانور کا چمڑہ گورنر نے بطور تحفہ لنڈن کے عجائب خانہ میں بھیجدیا۔

اس وقت کیپ ٹاؤن میں چھ یا سات ہزار باشندے تھے۔ ان میں نصف سے زیادہ غلام تھے۔ کیپ ٹاؤن میں ایک بڑا گرجا تھا۔ اور یہاں تین پادری رہا کرتے تھے۔

کیپ ٹاؤن کے مکانات تمام ایک منزل تھے۔ ان کے سامنے ایک بڑا چبوترہ ڈیوڑھی کے طور پر بنا ہوا ہوتا تھا۔ گلیاں وسیع تھیں اور سڑکوں پر جابجا درخت نصب تھے

رات کے وقت چوکیدار بازاروں میں پہرہ دیا کرتے تھے۔ اور ان چوکیداروں کے لئے علیحدہ مکان بنے ہوئے تھے۔ یہ مکان اب تک موجود ہیں۔ اور اب ان میں میونسپل کمیٹی کے دفتر ہیں۔

**سٹیلن باچ** کا گاؤں ایک بڑی خوشنما جگہ تھا۔ اور اس جگہ شاہ بلوط کے درخت اور گلاب کے تختے کثرت سے تھے۔ اور دور سے یہ گاؤں بستان سرائے معلوم ہوتا تھا۔

**سائمن ٹاؤن** میں کئی بڑے بڑے مکانات کمپنی کے تھے۔ یہاں سے بہت لوگ گرمی کے موسم میں کیپ ٹاؤن میں جا رہے تھے۔

**سویلن ڈم** اور باسل تو معمولی گاؤں سے اول الذکر گاؤں میں بادری نہ رہتا تھا۔ مگر وہاں ایک مدرسہ تھا۔ یہاں کا وہ مکان جس میں عدالت تھی بہت خوشنما تھا۔

**گورنر ٹل باغ** کے زمانے میں **کالونسٹ** مشرق کی طرف دریائے فش تک پھیل گئے۔ اور شمال کی جانب دریائے **اورینج** کے چشموں تک جا پہونچے۔ یہ نہایت نیک نہاد اور منتظم گورنر تھا۔ جب تک زندہ رہا اس نے نہایت ایمانداری سے اپنا فرض منصبی سرانجام دیا۔ آخرکار ۱۷۷۱ء میں اس کو پیغام اجل آ گیا۔ اور جو شخص اس کا جانشین ہوا اسکا نام مسٹر جوکم **وان پلیٹن برگ** تھا۔ یہ شخص مختلف قماش کا انسان تھا۔ اس میں کلام نہیں کہ وہ زبردست نہ تہا۔ اور **ویلیم اڈرین وان ڈر سٹل** کیطرح اسکا کام صرف روپیہ جمع کرنا نہ تھا۔ لیکن اس نے اپنے ماتحتوں کو اجازت دے رکھی تہی۔ کہ جو چاہو سو کرو۔ چنانچہ مثل مشہور ہے کہ ؎

بر بنج بیضہ کہ سلطاں ستم روا دارد
زنند لشکریانش ہزار مرغ بسیخ

اس کے عہد میں اس کے ماتحتوں کا حوصلہ اس قدر وسیع ہوا کہ وہ خوب ہاتھ رنگنے لگے اور اپنے مقبوضات میں کھلے بندوں وسعت دینے لگے۔ یہ کارروائی کاشتکاروں کو سخت ناگوار گذری۔

۱۷۷۸ء میں گورنر نے تمام بستی میں دورہ کیا۔ دریائے فش پر موجودہ گاؤں

کونس برگ کے قریب اُس نے ایک روشنی کا مینار اس دورہ کی یادگار میں بنایا۔ وہیں پر اُس نے ایک اور مینار راستہ میں بنوایا۔ اور ولیم برسنلو میں وہ کئی دن تک مقیم رہا۔ سرحد کے کاشتکار اُس کو یہاں ملے اور انھوں نے اپنی شکایات کو ظاہر کر کے درخواست کی کہ ایک مجسٹریٹ اور پادری وہاں مقیم کیے جاویں۔ گورنر نے اس ملاقات کی رپورٹ ڈایرکٹروں کے پاس بھیجی اور سفارش کی کہ اُن کی استدعا منظور ہو چنانچہ ۱۷۸۶ء میں یہ درخواست منظور ہوئی اور گریف رینٹ میں ایک پادری رکھا گیا۔

پر سنلو سے گورنر نے ہٹنٹو سرداروں کو بلا بھیجا۔ اور اُنسے سرحد کے معاملات میں بحث کی آخرکار طے یہ امر ہوا کہ دریائے فش فریقین کے درمیان حد فاصل ہو۔ اس عہد نامہ کو کونسل نے حسب ضابطہ ۱۷۸۰ء میں منظور کیا۔ اور پھر اُس وقت سے کئی سال تک دریائے فش اس بستی کی شرقی حد شمار ہوتا رہا۔

شمالی سرحد میں کا بونٹ اور بشمن میں ابھی تک لڑائی ٹھہرائی جا رہی تھی جب کا بونٹ ان بشمن کی شرارتوں سے تنگ آگئے تو انھوں نے ایک دستہ فوج کا اُن کی سرکوبی کے لیے مقرر کیا۔ اس فوج نے بیچارے بش مین کی خوب گوشمالی کی اس لڑائی میں پانچسو تین بشمن مارے گئے اور تین سو انتیس قید ہوئے۔ ان میں سے بعض بعد ازاں چھوڑ دیے گئے۔

بش مین کے ہی بھائی بند کوسا لوگ تھے۔ یہ بش مین سے زیادہ تر شائستہ تھے مگر اُن سے بڑھکر چور تھے۔ اور اکثر مویشی اُٹھا کر لیجاتے تھے۔ ابتدا میں تو انکا یہ دستور تھا کہ ہاٹن ٹاٹس کو قتل کر جاتے تھے۔ اور اُن کے مویشی اُٹھا کر لیجاتے تھے۔ لیکن جب انکا حوصلہ بڑھ گیا۔ تو یہ اہل یورپ کو دق کرنے لگے۔ اس لیے ۱۷۷۹ء میں اُنکی بھی خبر لی گئی۔

گورنمنٹ نے ایک زمیندار کو جسکا نام اڈرین وان جارس ویلڈ تھا۔ سرحد کا کمانڈر بنایا اور اُس شخص نے فوراً اُن لوگوں (کوسا) کو نوٹس دیا کہ وہ فوراً وہاں سے چلے جاویں ورنہ انکو قتل کر دیا جاوے گا۔ اس نوٹس کی تعمیل میں چند لوگ تو چلے گئے۔ مگر بعض جو سرکش تھے۔ اُنھوں نے کچھ پروا نہ کی۔ اس لیے اُس نے اُن کی سرکوبی کا بیڑا اُٹھایا۔ اُنکے خوب تتے لئے

اور جب یہ لڑائی جسکو پہلی کافروں کی لڑائی کہتے ہیں ختم ہوئی تو اس کردونواح میں ایک کوسا بھی دکھائی نہ دیتا تھا۔

پانچ ۱۸۰۱ء میں کالونی میں ہل چل پڑ گئی۔ جب یہ خبر پہنچی کہ برطانیہ کلاں نے ہالینڈ کے برخلاف لڑائی کا اعلان دیا ہے اور ریپبلک فرانس کے ساتھ مل ہو گیا ہے۔ ان ایام میں ایسٹ انڈیا کی مالی حالت اچھی نہ تھی۔ اس مقام کا خرچ صرف فوج وغیرہ کا ... پونڈ آمدن سے زاید تھا۔ عملاً کیپ ٹاؤن بالکل غیر محفوظ تھا۔ اور برطانیہ والوں کی آنکھ مدت سے اس پر تھی کیونکہ یہ مقام ہندوستان کے رستہ میں تھا۔ یہاں برطانیہ کلاں نے ایک عظیم الشان سلطنت کا بنیادی پتھر رکھ دیا تھا۔

جب جنگ کا اعلان ہوا تو انگریزوں نے فوراً ایک بیڑا جارج جانسٹن کے ماتحت روانہ کیا۔ کہ فوراً جاکر کیپ کالونی پر قبضہ کرے۔ مگر یہ خبر کسی جاسوس نے فرانس کو پہنچا دی اور فوراً فرانس نے بھی ایک بیڑا فوج کا وہاں بھیجدیا۔ تاکہ جانسٹن کے مقابلہ میں وہاں ڈٹ جائے۔ فرانس کے بیڑے کا حاکم پایری انڈری ڈی سفرن تھا۔

جانسٹن کو یہ خبر نہ تھی کہ جاسوس نے راز افشا کر دیا ہے۔ اس لئے وہ بلا فکر و اندیشہ پورٹو پرایا میں تازہ پانی لینے کے لئے داخل ہوا۔ اس موقع پر انگریزی اور فرانسیسی جہازوں میں لڑائی ہوئی۔ اور گو فرانسیسی جہازوں کو شکست ہوئی۔ مگر جانسٹن کا بھی سخت نقصان ہوا۔

جانسٹن نے بہت جلد اپنے جہازوں کی مرمت کرائی اور پھر منزل مقصود کی طرف روانہ ہوا۔ مگر راہ میں اسکو معلوم ہوا کہ اصل معاملہ سے اہل فرانس واقف ہو گئے ہیں اسلئے اس نے کیپ کالونی پر چڑھائی نہ کی۔ گو جانسٹن نے اس موقع پر کیپ کالونی کو فتح نہ کیا لیکن ایسٹ انڈیا کمپنی کو اس نے بہت نقصان پہنچایا۔ کئی جہاز جن میں بہت سا روپیہ اور مال و اسباب لدا ہوا تھا اور جو خلیج سلدانہ میں جنگی جہازوں کی انتظار میں تھے۔ کہ آئیں اور انکو باحفاظت گھر تک لیجائیں۔ جانسٹن نے برباد کر دیے۔

کہتے ہیں کہ کمپنی کا دیوالہ ... عرصے ... گیا۔ لیکن دراصل خرابی کمپنی کے ... اپنے

اُنہوں نے بدچلنی اختیار کرلی تھی۔ اور ذاتی فایدے کو ہر وقت مدنظر رکھتے تھے۔ اخراجات اس قدر بڑھ گئے تھے۔ کہ گورنمنٹ کیپ اُنکو برداشت نہ کرسکتی تھی۔ کمپنی نے چاہا کہ روپیہ سود پر قرض لے مگر جسقدر روپے کی ضرورت تھی اسقدر دستیاب نہ ہوا۔ آخر کار گورنمنٹ کو کاغذی گھوڑے دوڑانے پڑے یعنے اس قسم کے نوٹ جاری کرنے پڑے جنکی کچھ ضمانت نہ تھی۔ اور جنمیں صرف یہ اقرار تھا۔ کہ جب ہوسکیگا روپیہ ادا کردیا جاویگا۔ یہ نوٹ سونے اور چاندی کے عوض جاری ہوئے۔ اور اُن سے رہا سہا معاملہ بھی بگڑ گیا۔

مسٹر ولیم ہائینن برگ کی گورنمنٹ سے برگر کالونسٹ خوش نہ تھے۔ ۱۷۷۹ء میں اُنہوں نے علانیہ چار وکیل ہالینڈ میں بھیجے تاکہ اُنکی شکایات کو رفع کرکے مناسب دادرسی دیجاوے۔ جو کام ولی ہی پبلک کرتے تھے۔ اُس سے کالونسٹ آگاہ تھے اس لئے یہ پہلا موقع تھا کہ اُنہوں نے درخواست کی کہ ان کے آدمی بھی گورنمنٹ میں بطور قائم مقام ہونے چاہیئے۔ اُنکے کالونسٹ نے یہ بھی درخواست کی کہ مختلف تجارتوں کے لئے جو خاص لیسنس کی ضرورت ہے یہ بھی نامناسب امر ہے۔ لائیسنس کے قاعدہ کو منسوخ کردینا چاہیئے۔ اس زمانہ میں کئی اہلکاران گورنمنٹ نے علانیہ دوکانیں کھولی ہوئی تھیں۔ اس امر کے بھی کالونسٹ شاکی تھے۔ چنانچہ اس بات کی بھی شکایت اُنہوں نے گورنمنٹ عالیہ سے کی۔

لیکن اب وہ زمانہ نہ تھا جسوقت ولیم اڈرین وان ڈرسٹل کی شکایت ہالینڈ میں کی تھی۔ اب تو نظامی کا یہ مصرع راسخ آتا تھا ع

شد آں مرغ کو خایہ زریں نہاد

اب کمپنی کی بنیاد میں دیمک لگ چکی تھی۔ اور ادبار کے آثار نمودار تھے۔ ڈائرکٹروں نے یہ استغاثہ بجنسہ اہلکاران کمپنی کے پاس کیپ کالونی میں بھیجدیا۔ اور اُن سے کیفیت طلب کی۔ یہ اہلکار ایک ہی حضرت تھے۔ انہوں نے خاطر خواہ ٹال مٹول کے بعد چار سال اُن کاغذات کو دبا رکھا۔ آخر چار سال کے بعد یہ رپورٹ کی کہ جو الزامات لگائے جاتے ہیں۔ وہ ثابت نہیں ہوئے۔ کیپ کالونی کی رپورٹ میں صرف یہ سفارش ہوئی کہ ہائی کورٹ میں اُن لوگوں کے قائم مقام بھی ہونے چاہیئے۔ اور انکی تعداد اہلکاروں کے برابر ہونی چاہیئے۔ ڈائرکٹروں نے

اس رپورٹ پر عمل کیا اور یہان کے باشندون کی امیدون پر پانی پھر گیا۔
مگر اسوقت کالونسٹ کے دل مین بہی ایک قسم کا دلولہ پیدا ہوگیا۔ اس مین کلام نہین ہے کہ
اُن کی مالی حالت اچھی تہی۔ اور وہ سرسبز تھے۔ مگر وہ آزادی کے خواہان تھے۔ اور یہ اُنکو ایک آنکھ نہ
بہاتا تھا کہ اُنکی آزادی پر کسی قسم کی آنچ نہ آئے۔ جب اُنھون نے دیکھا کہ ڈایرکٹرون اُنکی نہین سنتے
تو اُن کو بہی جوش آگیا۔ حتےٰ کہ عورتون نے بہی روپئے پیسہ کو آزادی کے مقابلہ مین ہیچ سمجھا۔
گونمنٹ نے ظلم اور ستم سے اُن کو رام کرنا چاہا مگر وہ کب کسی کی سنتے تھے۔ اس لئے اُنھون نے
سٹیٹس جنرل سے اپیل کا ارادہ کیا۔ اور جدید ڈیلی گیٹ ہالینڈ مین بھیجے۔ مگر یہ سابق
ڈیلی گیٹون سے لڑ پڑے۔ اور کچھ نہ ہوا۔ لیکن ابہی جنوبی افریقہ مین یہ جوش فرو نہ ہوا تھا۔ کہ
ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔

## جنوبی افریقہ مین ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت کا خاتمہ

اگرچہ ایسٹ انڈیا کمپنی کی مالی حالت نہایت ابتر تھی۔ مگر پھر ہی کمپنی نے بہت سا روپیہ قرض لیلیا۔ اور آیندہ کے لیے ایک فوج کیپ کالونی مین مقیم رکھنے کا انتظام کیا۔ سٹیس جنرل کی رضامندی سے اب اُنہون نے ایک ایسا گورنر کیپ کالونی مین بھیجا۔ جو انجنیر بھی تھا۔ اس شخص کا نام کورنیلس جیکب وان ڈی گراف تھا۔ اس گورنر کی امداد کے لیئے جرمنی اور سویزرلینڈ کے سپاہی بھی انہون نے ایک دافرتعداد مین بھیجدیئے۔

کرنیل وان گراف نے بھی اپنے ماسبق کی طرح خرابیون کے رفع کرنے مین کچھ کوشش نہ کی اور جو نئے اہلکار وہان گئے۔ وہ پرانے اہلکارون کی طرح بدچلن ہوگئے۔ یہ اہلکار سب جانتے تھے کہ اب کمپنی حالت نزع مین ہے۔ اس لیئے جہانتک جس سے ہوسکتا تھا۔ وہ روپیہ کمانیکی تجویزین کرتا تھا۔ اور اس بات کی اُسکو مطلق پرواہ نہ تھی۔ کہ وہ جایئز وسایل سے کماتا ہے یا ناجایئز وسائل سے۔ یہ نیا گورنر اگرچہ خود بدچلن نہ تھا۔ اور ناجایئز وسایل سے روپیہ بھی نہ کماتا تھا۔ مگر پرلے درجہ کا فضول خرچ تھا۔ یہ کیپ کالونی مین اس تزک و احتشام کے ساتھ رہتا تھا جیسے ہندوستان مین گورنر جنرل۔ اس گورنر کی قیامگاہ پر ہروقت بہت سی گاڑیان۔ گھوڑے اور خدمتگار موجود رہتے تھے۔ اور روپیہ بلا روک ٹوک صرف ہوتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ محاصل سے خرچ بڑھگیا اور حساب سے معلوم ہوا کہ آمدن سے ۹۲۰۰۰ پونڈ زیادہ

صرف ہوگئے ہیں۔

سنہ ۱۷۹۰ء میں جو روپیہ کمپنی نے قرض لیا تھا۔ وہ تمام صرف ہوگیا۔ اب بڑی نازک حالت تھی۔ ایسی جلدی روپیہ جمع ہونا ناممکن تھا۔ ناچار بجز اسکے اور کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ کہ فضول خرچ گورنر کو واپس بلالیا۔ تمام ملٹری انتظام رد کردیا۔ اور جتنی فوج وہاں تھی۔ وہ سب ہندوستان میں بھیجدی۔

جب سٹیٹس جنرل نے دیکھا کہ اب خرابی دن بدن بڑھتی جاتی ہے۔ تو ایک کمیشن معاملات کمپنی کی پڑتال کے لئے مقرر کی۔ اس کے ممبر دو لایتی آدمی تھے ایک کا نام مسٹر نڈربرو تھا۔ اور دوسرے کا مسٹر فریکی نی اس یہ دونو ممبر جون سنہ ۱۷۹۲ء کیپ کالونی میں آئے۔

ان کمشنروں نے چند قدیمی ٹیکس بڑھادیئے۔ اور چند اور نئے ٹیکس بھی لگائے اور محاصل کو بڑھاکر تیس ہزار پونڈ سالانہ سے زیادہ کردیا۔

اس وقت آبادی یہاں تقریباً پندرہ ہزار تھی چنانچہ بحساب اوسط ہر ایک شخص دو پونڈ سالانہ گورنمنٹ کو ادا کرتا تھا۔ ان تمام وسائل کے بعد بھی معلوم ہوا کہ ۰۰۰۰۲۷ پونڈ سالانہ کا خسارہ کمپنی کو ہے۔ کمشنروں نے حتے المقدور انتظام کیا۔ مگر وہ کہانتک بندوبست کرسکتے تھے۔ اس اثنا میں کمشنروں نے یہ حکم دیا کہ غیر ملک کا تجارتی اسباب یہاں نہ آئے۔ اور اجناس کی شرح مقرر کردی۔ اس کارروائی پر کالونسٹ نے سخت اعتراض کیا۔ اور چار و ناچار کمشنروں کو یہ قاعدہ تین سال کے لئے ملتوی رکھنا پڑا۔

ان ایام میں مشرقی سرحد پر بھی خرابی کے آثار منودار ہونے لگے۔ ایک طاقتور کوسا سردار مرگیا۔ اور اسکی جانشین ایک کم سن لڑکا ہوا جس کا نام گیکا تھا۔ اس قوم کے مشیروں نے ایک شخص کو جسکا نام ندلمب تھا اس نابالغ سردار کا سربراہ مقرر کیا۔ لیکن بعض لوگوں نے اس تقرر کو پسند نہ کیا اور سنہ ۱۷۸۹ء میں یہ لوگ دفتاً دریائے فش کو عبور کرکے بستی میں آگئے۔ وہاں کے زمیندار انکو دیکھکر بھاگ اٹھے۔ مگر انکے مویشی انکے ہاتھ آگئے یہ حال دیکھکر وہاں کے ممبر وارڈ نے جسکا نام گرافیٹ رینٹ تھا کیپ ٹاؤن میں کہلا بھیجا

کہ مجھے ایکسو سپاہی فوراً بھیجدو۔ لیکن گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ چاہے کچھ ہی ہو۔ کوسا قوم سے لڑائی اچھی نہیں۔ اور اس لدے کو پورا ہی کر کے چھوڑا۔ زمینداروں کو یہ بات سخت ناگوار گذری جو اس امید پر کہ کیپ ٹاؤن سے امداد آوے گی۔ کوسا قوم سے مستعد پیکار تھے۔

گورنمنٹ کے اہلکارون کو امید تہی کہ کوسا قوم کو وہ بہ لا بت الحیل ٹال دیں گے اور چھ سال تک ٹالتے رہے۔ مگر ۱۷۹۳ء مین معاملہ دگرگون ہو گیا۔ اور وہ لوگ اس قدر شوخی میں آئے کہ انہون نے چھ ہزار آدمیون کی تعداد جمع کر لی اور کالونسٹ کے ۶۵۰۰۰ مویشی لے گئے۔ اب گورنمنٹ کی آنکھین کھلین۔ اور اس نے ایک دستہ فوج کا تیار کیا تاکہ ان لوگون کو گوشمالی دے اور ان سے مال مسروقہ لے۔ مگر اس فوج کی کمان ایسے شخص کے سپرد ہوئی جسکو بہ نسبت اہل یورپ یا کالونسٹ کے ان سارقوں سے زیادہ حمایت تہی۔ اس لئے اس مہم مین ناکامی کے سوا اور کچھ حاصل نہ ہوا۔ آخر بڑی جد و جہد کے بعد کوسا قوم نے وعدہ کیا کہ ہم آیندہ اس قسم کی حرکت نکرینگے اور اس طرح پر دوسرے کافرون کی لڑائی کا خاتمہ ہوا۔ اور زمیندار اور کسان ہر چند شور مچاتے رہے کہ اس مہم کی کمان کسی اور لائق آدمی کو جس پر ہمین اعتبار ہے دی جاوے۔ مگر کسی نے نہ سُنی۔

اُن ایام مین معاملات مذہبی میں بہی نمایان انقلاب ہوا ۱۷۸۰ء مین فرقہ لوتھر یعنے لوتھر کے پیروؤں کو اجازت ملگئی۔ کہ وہ اپنا علیحدہ پادری رکھیں اور ۱۷۹۰ء مین مراوی فرقہ کو بھی اسی قسم کی اجازت حاصل ہو گئی۔ ان ایام مین یورپ مین عجیب قسم کی ہیجیدگی پھیلی ہوئی تھی۔ فرانس ری پبلک ہو گئی تہی نیدرلینڈ کے دو فرقون مین منقسم ہو گئے تھے۔ انمین سے ایک فرقہ کو اہل فرانس سے حمایت تہی۔ اور دوسری پارٹی کو انگلستان سے رابطہ تھا۔ اور یہ رابطہ ۱۷۸۰ء سے چلا آتا تھا۔ اول الذکر پیٹریٹ یعنے محبان قوم کہلاتے تھے۔ اور دوسرے اورنج پارٹی۔ ۱۷۹۳ء مین فرانس نے انگلستان کے ساتھ جنگ کا اعلان دیا۔ جب یہ خبر جنوبی افریقہ مین آئی۔ تو کمشنرون نے جملہ کلرکون اور جونیئر افسرون کو وہان دیگر سپاہی بنا دیا۔ اور انکو قواعد سکھلانی شروع کی اس رسالہ کا نام انہون نے پینٹ گوزد یعنے اہل قلم کا رسالہ رکھا

اس رسالہ کے علاوہ اُنہوں نے ایک اور کمپنی بھی قایم کی۔ اور اس مین اُنہوں نے ٹاؤن ٹاش بھرتی کیئے اُسکا نام اُنہون نے ہینڈ زار رکھا۔

پھر بہر دو متذکرہ بالا کمشنرون نے ایک ہندوستانی اہلکار ابراہیم جوشیا سلسکن کو کیپ گورنمنٹ کا ہیڈ مقرر کر دیا۔ اور خود جاوا چلے گئے۔

گراف رینٹ کا برتاؤ بھی رعیت سے اچھا نہ تھا۔ مزید بران تجارت ابتر حالت مین تھی۔ نئے ٹیکس لگ رہے تھے۔ اور زمینداروں کا کوئی پرسان حال نہ تھا جب زمیندار بہت ہی مجبور ہوئے۔ تو اُنہون نے مسٹر سلسکن کے پاس جو حاکم وقت تھا۔ شکایت کی۔ مگر اُن کی کچھ شنوائی نہ ہوئی۔ کالونسٹ نے بہت اپنے آپ پر جبر کیا۔ لیکن جب کسی نے اُن کی پرواہ نہ کی تو وہ بھی خشمناک ہوئے اور فروری ۱۷۹۵ء مین اُنہوں نے گراف رینٹ کو نکال دیا اور اپنی ایک ریپبلک یعنے جمہوری سلطنت قایم کر لی۔

اس مین شک نہین کہ یہ ریپبلک جو اُنہون نے قایم کی سرتاپا نقصون سے بھری ہوئی تھی۔ مگر اس سے اُنکا مطلب بخوبی پورا ہو سکتا تھا۔ اس لئے اُنکو پسند تھی۔ ان کالونسٹ نے علانیہ کہدیا کہ ہم نڈرلینڈ کے مخالف نہین ہین۔ لیکن ہم ایسٹ انڈیا کمپنی کی متابعت نہین کرینگے۔ مسٹر سلسکن کے پاس فوج ہی نہ تھی۔ کہ کچھ کرتا اسلیئے اُن لوگون کو کسی نے مزاحمت نہ کی۔ جون مین سویلن ڈیم کے لوگون نے گراف رینٹ کی تقلید کی اُنہون نے بھی اپنے لینڈ ر اسٹ (ممبر دار) کو نکال باہر کیا۔ اور سلطنت جمہوری قایم کر کے ایک گورننگ باڈی مقرر کی جسکا نام اُنہون نے نیشنل اسمبلی یعنے قومی جماعت رکھا۔ سٹیلن باش اور کیپ ٹاؤن مین بہت سے لوگ اس قسم کے تھے۔ جنکو اس قسم کی کارروائی سے حمایت تھی۔ گو وہ علانیہ بغاوت کرنا نہین چاہتے تھے۔

اس وقت مفصلہ ذیل فوج کیپ کالونی مین تھی۔

| | |
|---|---|
| بیدل فوج | ۶۲۸ جوان |
| انجنیر | ۴۰۰ ״ |
| (پینڈور رجمنٹ ہٹن ٹاٹش کی فوج) | ۲۱۰ ״ |

اس کل فوج کا افسر کرنیل رابرٹ جیکب گارڈن تھا۔ پیدل رجمنٹ کو نیشنل بٹالین کہتے تھے۔ اور اس کا حاکم لفٹنٹ کرنیل ڈی لیلی تھا۔

جس وقت جنوبی افریقہ کی یہ حالت تھی تو اہل فرانس یورپ مین نمایان کامیابی حاصل کر رہے تھے۔ ۹۵-۱۷۹۴ء کا جاڑا نہایت خوفناک تھا۔ دریا جمے ہوئے تھے۔ اس موسم مین فرانس کی افواج یوٹرجیٹ اور گاڈر لینڈ سے روانہ ہوئین اور انگریزی فوج کو جرمنی مین پسپا کر دیا۔

پیٹریٹ پارٹی نے فوراً فرانس کے آگے دروازہ کھولدیا۔ اور اُنکو خیر مقدم کیا اور دوسرے فرقہ کا سرغنہ ایک ماہی گیر کی کشتی مین سوار ہوکر وہان سے بھاگا۔ اور انگلستان مین پناہ گزین ہوا۔ اس حرکت سے انگریزون کو غصہ آگیا۔ اور اُنھون نے فوراً کیپ کالونی پر قبضہ کرلینے کا مستعد ارادہ کرکے اُسطرف فوج روانہ کی۔ چنانچہ جون ۱۷۹۵ء مین ایک فوج خلیج سایمن مین آکر پہنچی۔ اڈمیرل الفنٹن اور میجر جنرل کریگ جو بحری اور بری افواج کے سپہ سالار تھے۔ یہ فرمان لیکر سلسکن کے پاس آئے۔ اُس کو ان حالات کی کچھ خبر نہ تھی۔

کیپ کالونی کو بلاشک و شبہ ارینج پارٹی سے حمایت تھی۔ مگر اُن لوگون نے ایسے لیڈر کے فرمان کی جو اپنے ملک سے بھاگ کر انگلستان مین مقیم تھا۔ متابعت مناسب نہ سمجھی۔ اور سلسکن اور گارڈن اور ڈی لیلی کو اس فرمان کو قبول کرنے مین تامل ہوا۔ بہت مدت تک فریقین مین خط و کتابت ہوتی رہی۔ آخر اٹھارہ دن کے بعد ڈچ نے سایمن ٹاؤن خالی کردیا۔ اور اپنی تمام فوج کو مویزن برگ مین لے گئے۔ اس واقعہ سے چودہ یوم کے بعد آٹھ سو سپاہی سایمن ٹاؤن مین داخل ہوئے۔

۷ اگست کو جنرل کریگ سوا سو آدمی لیکر سایمن ٹاؤن سے اس نیت سے روانہ ہوا کہ ڈچ کیمپ پر مویزن برگ مین جاکر حملہ کرے۔ یہ مقام ایسا تھا کہ اگر محصورین چاہتے تو ناقابل مغلوب تھا۔ مگر بہت کم کوشش اس طرف کی گئی۔ ڈی لیلی نے مطلق ہاتھ پاؤن نہ ہلائے۔ اور جب انگریزی فوج قریب آئی۔ تو وہ مقام چھوڑ کر کیپ ٹاؤن کیطرف

چلا گیا۔ ڈی لیلی چند دن کے بعد انگریزوں سے ملگیا۔ پھر لفٹننٹ مارٹن نے کچھ یون ہی مقابلہ کیا۔ مگر اس مقابلہ کی بہلا کیا وقعت تھی۔ اس لڑائی مین انگر اس کو لڑائی کہتے ہین تو بہت ساذخیرہ اور سامان حرب ڈچ کا جس کی انگریزوں کو بہت ضرورت تھی۔ جنرل کریگ کے ہاتھ آیا۔ دو دن کے بعد سینٹ ہلینا سے تین سو سپاہی اور انکو آملے۔

کالونسٹ کو یہ خیال تھا کہ گورنمنٹ ہچ مچ انگریزون کی راہ مین حایل ہونا چاہتی ہے۔ مگر اس کارروائی سے وہ بیدل ہو گئے۔ اور سمجھ گئے کہ یہ سب دکہاوا تھا۔ پہلے انہون نے پندرہ سو جوان مقابلہ کے لئے جمع کئے تھے۔ لیکن جب انکو اصلیت معلوم ہو گئی۔ تو ہر روز یہ تعداد کم ہونے لگی۔ اور آخر کار قریباً تمام چھوڑ کر اپنے اپنے گھرون کو چلے گئے +

۴ ستمبر کو ایک انگریزی بیڑا جس مین تین ہزار سپاہی تھے۔ جنرل سر الیو ینڈ کلارک کے ماتحت سائمن خلیج مین داخل ہوا۔ اور ۱۴ ستمبر کو دو حصون مین تقسیم ہو کر یہ فوج کیپ ٹاؤن کیطرف روانہ ہوئی۔

اہل ہالینڈ کی افواج کی کمان کپتان وان بالن کے سپرد تھی۔ اور یہ فوجین مقام وائین برگ مقیم تھین۔ یہ موزن برگ اور کیپ ٹاؤن کے درمیان واقع ہے۔ پہلی لڑائی مین انگریزون کا ایک آدمی مارا گیا۔ اور سولہ زخمی ہوئے۔ مگر پھر ڈچ کیمپ مین ہل چل پڑ گئی۔ کالونی کے رہنے والون کے دل مین یہ سما گئی کہ کرنیل گارڈن انگریزون سے ملا ہوا ہے۔ اور وہ چاہتا ہے کہ کالونسٹ کو برباد کرے۔ یہ بات انکے دلمین ایسی سمائی کہ سب کیپ ٹاؤن کی طرف بھاگ گئے۔ اور تمام کیمپ بلا درد سر انگریزون کے ہاتھ آیا۔

دوسرے دن علی الصباح کونسل کیطرف سے پیغام صلح آیا۔ اور درخواست ہوئی کہ لڑائی ملتوی کی جاوے۔ جرنیل کلارک نے ۴۸ گھنٹون کی مہلت دی۔ آخر کار صلح صفائی ہو گئی۔ مگر اس صلح کے یہ معنے تھے۔ کہ تمام جایداد جو ایسٹ انڈیا کمپنی کی ملکیت تھی۔ وہ انگریزون کے قبضہ مین آگئی۔ اور ڈچ افسران کو اجازت ہو گئی۔ کہ وہ جب چاہین وہان سے چلے جائین۔

تین بجے بعداز دوپہر چہارشنبہ کے دن ۱۶ ستمبر ۱۷۹۵ء کو جرنیل کریگ نے چودہ سو سپاہی قلعہ کے سامنے جمادیے۔ اور باجہ بجنا شروع ہوا۔ چند منٹ کے بعد ڈچ فوج وہان سے گذری اور جو سپاہی وہان سے گذرتا تھا۔ وہ اپنے ہتھیار انگریزون کے جرنیل کے حوالہ کرجاتا تھا۔ شام کے وقت جرنیل کلارک دو ہزار جوان لیکر وہان پہنچا۔ اور قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ اس طرح پر ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت جنوبی افریقہ ختم ہوی۔ گویا ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی کا تسلط جنوبی افریقہ پر ایکسو تینتالیس ۱۴۳ سے کچھ اوپر رہا۔

---

# فصل دہم

## انگریزون کی حکومت کا آغاز

جب انگریزوں نے کیپ کالونی پر قبضہ کیا تو اُنھوں نے دیکھا کہ کیپ ٹاؤن کے علاوہ گرد و نواح کے دیہات کے باشندے نہایت جاہل اور کم فہم ہین۔ صرف کیپ ٹاون کے باشندون کو نوشت و خواند کی استعداد تھی۔ باقی بالکل بیعلم تھے۔ اس مین کچھ شک نہین۔ کہ سب کے پاس بائبل تھی۔ مگر کسی کو اسقدر استعداد نہ تھی کہ اُسکو پڑھ سکے۔

ان دیہات کے باشندون کے مکانات بھی نہایت چھوٹے چھوٹے اور اس قسم کے تھے کہ جس مین یورپ کے نووارد باشندون کا دل داخل ہوتے ہوئے گھبراجاتا تھا۔ ان مکانون مین صفائی کی حالت بھی اچھی نہ تھی۔ وجہ یہ تھی کہ خدمتگار غلام و حبشی لوگ تھے۔ اور ان لوگون مین صفائی کے فواید سمجھنے کی تمیز نہ تھی۔ اس لئے جہان جو چیز رکھی جاتی تھی۔ وہین پڑی رہتی تھی۔ اور کیسا صفائی اور جھاڑ پونچھ کا خیال نہ آتا تھا۔ یہ کالونسٹ علاوہ غلیظ ہونے کے ایک اور عیب بھی رکھتے تھے۔ اور وہ یہ تھا کہ انتہا کے متعصب تھے مذہبی معاملات مین انمین غایت درجہ کا تعصب اور جہالت پائی جاتی تھی۔ فوق العادت کہانیان اور سو نیچرل روایتین بیان کرکے نہایت خوش ہوتے تھے۔ اور وہمی باتون پر یقین کا جھنڈا گاڑ لیتے تھے۔ یہ لوگ چست اور چوبند بھی نہ تھے۔ بعض وزیرون کا قول ہے کہ وہ نہایت کاہل تھے۔ لیکن یہ الزام اُن پر عاید نہین ہوسکتا۔ وہ مویشی پالتے اور

کاشت کے کاروبار مین سرگرمی سے مشغول رہتے تھے۔ اور کبھی آج کا کام کل پر نہین چھوڑتے تھے +

یہ عیب جو ہم نے اوپر بیان کئے ہین۔ انگریزون نے کیپ کالونی مین داخل ہوکر وہان کے باشندون مین پائے۔ لیکن وہان کے باشندون نے بھی انگریزون مین کئی عیب دیکھے۔ اور وہ عیب لوگ یہ بیان کرتے ہین۔ کہ انگریز تمام یہان کے باشندون سے بڑھکر مغرور اور بدمغ ہین۔ لالچی بہت ہین۔ اور روپیہ کمانے کے وقت یہ نہین دیکھتے کہ کسی کی حق تلفی ہوتی ہے یا نہین۔ وغیرہ وغیرہ۔

مگر باوصف اس عیب بینی کے انگریزون اور کالونسٹ مین بہت کم اختلاف تھا۔ یہ بہت جلد شیر وشکر ہوگئے اور آپس مین رشتے اور شادیان ہونے لگین۔ خون ایک تھا اسلیے خون کا جوش غالب آیا۔ اور تمام اختلافات رفع ہوگئے۔

اگر چشم انصاف سے دیکھا جاوے تو کالونسٹ کئی صفات سے متصف تھے۔ وہ پرلے درجہ کے مہمان نواز اور جفاکش تھے۔ خطرہ اور تکلیف کے وقت وہ اوسان خطا نہین ہونے دیتے تھے۔ اور جس کام کو ہاتھ لگاتے تھے۔ جب تک وہ ہو نہ لے اسکو نہ چھوڑتے تھے۔ اس مین شک نہین کہ انمین تعصب تھا۔ لیکن اسکی وجہ یہ تھی کہ وہ تعلیم اور تربیت کے فواید سے معرا تھے۔ تعصب ہمیشہ تعلیم سے دفع ہوتا ہے۔ ؎

پئے علم چون شمع باید گداخت
کہ بے علم نتوان خدا را شناخت۔

گو انگریزی فوج نے کیپ ٹاون پر قبضہ کرلیا۔ مگر گرد و نواح کے اصلاح کی باشندے مخالف ہے اُنھون نے یہ امر اپنا فرض نہ سمجھا۔ کہ جو فیصلہ ڈچ گورنمنٹ نے کیا ہے اُسکے پابند ہوجائین +

جب انگریزون نے یہ حال دیکھا۔ تو نہایت حکمت عملی سے برتاؤ کیا۔ کیپ ٹاون کے لوگون سے نہایت سلوک اور اخلاص سے پیش آئے۔ اور ان کے دل مین اسبات کا نقش کردیا کہ انگریزون سے بہتر اور کوئی حکمران انکو نہین ملسکتا۔ اُنھون نے لوگون کو

گردیدہ بنانے اور گرد و نواح کے اضلاع کا دل ہاتھ مین لانے کے لیے اعلان کر دیا کہ لوگون کی
آزادی مین کبھی فرق نہ آئیگا۔ پھر اُنہون نے قدیمی ملازمان کمپنی کو اُنکے اصلی عہدون پر بحال رکھا
کئی ٹیکس جو لوگون کو دبال جان تھے موقوف کر دیے۔ اور پرامیسری نوٹ جنکی تعداد بہت زیادہ
تھی۔ اور جو اب فضول اور ردی کاغذ تھے۔ جایز تسلیم کئے۔ ان باتون کے علاوہ انگریزی کمانڈر
ایک اور چال چلے جس نے کالونسٹ کے دل مین گھر کر لیا۔ وہ چال یہ تھی کہ اُنہون نے ایک اشتہار
دیدیا کہ ہر ایک شخص کو اختیار ہے کہ بلا روک ٹوک جو چیز چاہے فروخت کرے۔ اور جو اُسکی مرضی ہو
مول لے سرکار کیطرف سے کسی قسم کی ممانعت نہ ہوگی۔ قطع نظر اسکے یہ بھی اعلان کر دیا کہ ہر ایک
شخص کو پوری پوری آزادی ہے کہ جہان اُسکا جی چاہے چلا جاسکے۔ اور جہان اُسکو پسند ہو
رہے۔ ان کمانڈرون نے گرد و نواح کے لوگون کو مدعو بھی کیا تاکہ اگر اُنکے دل مین کچھ غلط فہمی
ہو تو بالمشافہ اُسکو رفع کرین۔ یہ جادو چل گیا اور فوراً کیپ اور سٹلن بوش کے باشندے
راہ راست پر آے پھر اُنکی تقلید کچھ عرصہ کے بعد سویلن ڈم کے باشندون نے کی اور یہ فیصلہ
کیا کہ ری پبلک کو موقوف کر کے انگریزون کی اطاعت کرنی چاہیے۔ البتہ گریف رینٹ کے
لوگون نے کچھ عرصہ تک خودسری کی اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ فوراً وہان سامان حرب کا آنا جانا روکدیا گیا
اور ۱۷۹۶ء مین اُن لوگون نے برائے نام متابعت اختیار کر لی گو در اصل اُن کا ارادہ یہ تھا کہ
جب باہر سے امداد آویگی تو پھر شورش برپا کرین گے۔ اُن لوگون کا سرغنہ ایک شخص جان ماٹیر وایر
تھا جو نہین چاہتا تھا کہ یہ لوگ حلقۂ متابعت کان مین آویزان کرین۔

وایر نے جب یہ حال دیکھا تو ایک ڈینش جہاز مین سوار ہو کر جاوا کیطرف روانہ
ہوا۔ یہ جہاز الگوا خلیج مین داخل ہوا۔ یہان چھ چھوٹے جہاز فرانس کے اسکو ملگئے جو بٹاویہ
کو جا رہے تھے۔ اُن جہازون کے کپتان نے وایر کی امداد کے لیے سامان حرب بھیجا۔ مگر
اتفاق سے وہان ایک انگریزی جنگی جہاز بھی آنکلا اور اُس نے مختصر لڑائی کے بعد وایر
کے جہاز کو بیکار کر دیا۔ پھر جاوا کی گورنمنٹ نے مصری، بارجات اور سامان حرب ایک
جہاز پر بار کر کے وایر کی امداد کے لیے بھیجا۔ مگر راہ مین طوفان نے اُس جہاز کے انجر پنجر
ڈھیلے کر دئے۔ اور ناچار مرمت کے لیے اس جہاز کو ڈیلاگوا خلیج مین ٹھیرنا پڑا۔ یہان انگریزان

نے اسکو پکڑ لیا۔ اور سب کچھ چھین لیا۔

پھر ایک بیڑا جس مین نو جہاز تھے۔ ہالینڈ سے ایڈمرل لیوکس روانہ ہوا یہ بھی انگریزون کے مقابلہ مین کالونسٹ کی امداد کے لئے آیا تھا مگر اسکو بھی کامیابی نصیب نہوئی۔ یہ بیڑا ۱۶ اگست کو سلدانہ بے مین داخل ہوا۔ اور یہان انگریزون کے قابو مین آگیا۔ ۱۷ اگست [illegible] اس بیڑے کے تمام سپاہیون نے جن کی تعداد دو ہزار سے کم نہ تھی متابعت اختیار کی۔

اس فتح کے بعد اڈمیرل (امیر البحر) ایلفنسٹن اور جنرل کلارک صرف چند ہفتون تک جنوبی افریقہ مین رہے اور پھر ہندوستان کو چلے گئے۔ انکی غیبت مین جنرل کریگ کیپ کالونی کا افسر اعلے ہوا۔ اس لائق فائق جنرل نے کالونسٹ کا دل ہاتھ مین لانے کیلئے اپنی جد و جہد کی اور اپنی طرف سے کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا چونکہ یہ فاتح تھا اور فاتح لوگ محبت نہیں کرتے مگر اسکی خوبیان اور اسکا اخلاق اس قسم کا تھا کہ لوگ خواہ مخواہ اسکی عزت کرتے تھے۔ اور یہ عزت دلی عزت تھی۔

جب اس فتح کی خبر انگلستان مین پہنچی تو حکام اعلے نے یہ فیصلہ کیا کہ کوئی جلیل القدر عہدہ دار کیپ کالونی کا گورنر ہو۔ اور یہ بھی قرار دیا کہ کیپ کالونی مین ایک طاقتور فوج مقیم رہا کرے جسکا کمانڈر گورنر کی وفات کی صورت مین کیپ کالونی کا اڈمنسٹریٹر یعنے ناظم سمجھا جاوے۔

اس تجویز کے بموجب ارل آف میکارٹنی جو ایرش نژاد تھا۔ اور جس نے ہندوستان مین بہت کچھ خدمات کین تھین کیپ کالونی کا گورنر ہوکر ماہ مئی سنہ ۹۷ء مین وہان گیا۔ ارل موصوف نے نہایت قابلیت کے ساتھ اپنا فرض پورا کیا۔ مگر یہ کسی قدر سخت تھا جو شخص گورنمنٹ انگلشیہ کے طرفدار تھے۔ انکو یہ نہایت اچھا سمجھتا تھا۔ اور انسے نہایت مروت سے پیش آتا تھا۔ لیکن جو دل سے سلطنت جمہوری کے طالب تھے۔ ان کو یہ دشمن سمجھکر گرفتار کرتا تھا۔ اس لئے اس خیال کے لوگون کو یہ خیال دل مین ہی رکھنا پڑتا تھا۔ گویا اس خیال کا اظہار بھی جرم تھا۔ تمام عہدے ان لوگون کو دئے گئے جو ڈچ زبان

نہین جانتے تھے - اُن لوگون کو بڑی بڑی تنخواہیں دیجاتی تہین - اُس نے تمام کانونسٹ
کومجبور کیا کہ وہ حلف اٹھائین کہ ہمیشہ شاہ انگلستان کے تابع فرمان رہین گے -

اس پر کسی نے اعتراض کیا - اور کبھی جب قسم کھانے کے لیے طلب کیے گئے - تو
حاضر نہ ہوئے - مگر گورنر نہایت سخت گیر تھا - وہ ٹلنے والی آسامی نہ تھا - اُس نے فوراً فوج
سے کام لیا - اور جنھون نے حلف سینے سے انکار کیا اُنکو جلاوطن کر دیا -

عام اجازت تجارت جسکا ۱۷۹۵ء مین اقرار ہوا تھا یعنے

فری ٹریڈ مین بھی ترمیم ہوئی - اغیار کے جہازون پر بڑا بھاری محصول لگایا گیا - اور تجارت
برٹش ایسٹ انڈیا کمپنی پر محدود کر دی گئی - گورنمنٹ نے پھر پرانا اور قدیمی دستور خود شرح
اور نرخ مقرر کرنیکا جاری کر دیا - لیکن آگے کی بنسبت یہ فرق تھا - کہ جو نرخ اس زمانہ مین
مقرر ہوتا تھا - وہ جایز اور مناسب ہوا کرتا تھا -

۱۷۹۸ء ارل آف میکارٹنے جنکی صحت خراب ہوگئی تھی ولایت چلے گئے انکی
جگہ میجر جنرل فرینس ڈنڈاس ناظم مقرر ہوئے - اور دسمبر ۱۷۹۹ء مین سر جارج ینگ
ولایت سے کیپ کالونی کے گورنر ہوکر تشریف لائے - اس گورنر کے عہد مین گراف رینٹ
کے کسانون نے خفیف سی شورش برپا کی - اس شورش کا آغاز اس طرح پر ہوا کہ اس زمانہ
مین اڈرین وآن جارس ولڈ یہان کا حاکم تھا - اس شخص کو اس جرم کی علت مین
گرفتار کیا گیا - کہ اس نے جعلسازی کی ہے - ہائی کورٹ کے سمنون کی تعمیل نہین کی -
جب اس شخص کو گرفتار کرکے لے چلے تو لوگون نے زبردستی چھوڑا لیا - اور فساد پر آمادہ
ہوئے - مفسدون کی سرکوبی کے لیے فوراً فوج بھیجی گئی اور چونکہ یہان کے تمام
باشندون نے مفسدون کی امداد نہ کی اس لیے آسانی سے یہ بغاوت فرو ہوگئی - اور
مفسدون نے ایک درخواست بھیجی - کہ ہمارا قصور معاف کیا جاوے لیکن کمانڈر نے
حکم دیا کہ عرض معروض اُس وقت سنی جاوے گی جس وقت تمام باشندے اپنے ہتھیار
ہمارے حوالہ کر دین گے - چنانچہ اُس نے ایک جگہ مقرر کر دی کہ اس مقام پر تمام کسان
اپنے ہتھیار پہنچا دین -

جب اُن لوگون کو یہ حکم پہنچایا گیا تو یہ دو آدمی یہان سے مفرور ہو کر ہتھیار لیکر پہنچے اور انہون نے ہتھیار سرکاری آدمیون کے حوالہ کردیئے۔ مگر چیف اُنکو گرفتار کرلیا گیا۔ تو اُنہون نے اعتراض کیا۔ اور کہا کہ اگرچہ ہیچ وعدہ کسی قسم کا نہ تھا۔ مگر معافی مفہوم تھی۔ غرض ترانوے ملزمان کو بعد ادائگی جرمانہ چھوڑ دیا گیا۔ مگر باقی کو قید کرکے کیپ ٹاؤن میں لے گئے اور اُنکو حوالات مین دے دیا۔

اس کارروائی کے بعد ۳۴ آدمی اور ہتھیار لیکر آگئے۔ اور اُنکو معافی دیگئی۔ مگر سات آدمی جو جوش مجسم تھے کافرستان مین بھاگ گئے اور کئی سال تک وہین رہے۔ پھر وہ لوگ جو قید ہو کر کیپ ٹاؤن مین آئے تھے۔ جب ضابطہ عدالت مین پیش ہوئے ہائی کورٹ نے دو کو پھانسی کا حکم دیا۔ باقی کو مختلف سزائین دین۔ لیکن آخرکار کمشنر ڈی مسٹ نے ۱۸۰۳ء مین سب کو رہا کردیا۔ صرف دو شخص حوالات مین بقضائے الہی فوت ہوئے اور ایک شخص کو سزائے تازیانہ دیکر جلا وطن کردیا گیا۔

ہمارے ناظرین کو یاد ہوگا کہ کافرون کے جنگ کے خاتمہ پر گائیکا نابالغ بسربراہی عم خود سردار قوم ہوا تھا۔ گائیکا کے چچا کا نام ندلیمبی تھا۔ جب گائیکا بالغ ہوا تو اُس نے چچا کا حکم بالائے طاق رکھنا چاہا لیکن ندلیمبی کو حکومت کے ہاتھ سے دینی شاق گذری۔ اور کئی لوگ اُسکے طرفدار ہوگئے۔ گائیکا نے فوراً لڑائی کی تیاری کی اور نہ صرف اپنے چچا کو شکست دی بلکہ اُسکو گرفتار کرلیا۔ لیکن گائیکا نے اس فتح کے بعد ندلیمبی کی چندان پرواہ نہ کی ایک معمولی سا پہرہ اُس پر مقرر کردیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ حراست سے مفرور ہو کر ۱۷۹۹ء مین دریائے فش عبور کرکے کالونی مین آگیا۔ اس مقام پر اُس نے لوٹ مار شروع کردی اور چند دن مین دریائے سنڈیز تک اس نے قبضہ کرلیا۔

جنرل ونڈیلیر کا ہرگز منشا نہ تھا کہ کوسون کے ساتھ دست وگریبان ہو۔ لیکن اُنہون نے خود اسپر جب وہ کیپ ٹاؤن کیطرف مراجعت کر رہا تھا حملہ کیا۔ اور کئی آدمی مار ڈالے آخرکار جنرل نے بھی مجبور ہو کر بندوقون کی باڑین مارین اور بہت سے آدمی ہلاک کئے اور جو باقی رہے وہ بھاگ گئے۔

یہان سے جنرل خلیج الگوا کیطرف گیا۔ اور سرحد پر ہاٹن ٹاٹس رئیس دی کہ وہ ان لوگون کو جنھے کوسون کو سرحد سے پار نکالدین۔ لیکن یہ لوگ بجاے اسکے کہ اسکے حکم کی تعمیل کرے کوسون سے ملگئے۔

ماہ جون کے آغاز مین چند کسان دریاے لسٹمن کے قریب فراہم ہوئے۔ لیکن جرنیل فرنڈے لیری سے غلطی ہوئی۔ اور اس نے بجاے اسکے کہ اُن کی امداد کرتا انکو حکم دیا کہ کچھ ضرورت نہین ہے۔ اس کاروائی سے وہ لوگ بیدل ہوگئے اور اپنے اپنے گھرون کو چلے گئے اس حرکت سے کوسون کو یہ خیال ہوا کہ یہ سفید لوگ ہم سے ڈر گئے ہین۔ اور اس وہم باطل مین انھون نے اور اُن کے مفسد حمایتون نے یعنے ہاٹن ٹاٹس نے خوب ہی لوٹ مار کی۔ اور جولائی کے اخیر تک ۲۹ انگریز مارے گئے اور بہت سے مویشی اُن لوگون کے ہاتھ مین آگئے ✦

اگست کے مہینے مین پانچسو جنگی سپاہی خلیج الگوا مین بھیجے گئے۔ جرنیل ڈنڈاس نے کہا کہ ایکدفعہ اور دیکھ لینا چاہیے۔ اگر صلح سے کام نکل آئے تو لڑائی اچھی نہین ہے چنانچہ جرنیل موصوف نے ایک معتبر کو جسکا نام بینیر تھا روانہ کیا۔ اور چند مخالف بھی بھیجے اس نے یہ اُنکو یقین دلایا کہ اگر تم فش مین کے دریاے پرے پرے رہو تو ہم کو تم سے کچھ سروکار نہ ہوگا اس بات کو کوسون نے منظور کر لیا۔ اور فوراً عہد و پیمان کرنے کو جو تحائف اُنکو بھیجے گئے تھے لیلئے۔

جب کسانون کو اس صلح کی خبر ہوئی۔ تو اُن کے دل ٹوٹ گئے اور وہ سخت بیدل ہوئے۔

یہ حالت تین سال تک قائم رہی یہ تین سال گراف رینٹ کے کسانون کو نہایت عذاب کے گذرے کوسون نے اپنا عہد و پیمان بالاے طاق رکھدیا اور از سر نو وہی لوٹ مار شروع کر دی۔ آخر کار ایک نہایت معزز اور بہادر زمیندار نے جس کا نام تھُمارٹ وآن ڈر والٹ تھا اُن لوگونکی سرکوبی کا بیڑا اٹھایا۔ لیکن سنہ ۱۸۰۳ع مین یہ شخص لڑائی مین مارا گیا اور کسان منتشر ہوئے۔

لیکن اُن لوگوں نے پھراز سرِنو فوج بست کی اور ایکدفعہ گورون نے صلح کی درخواست کی اور اقرار کیا کہ ہم تمہارے علاقہ سے نکل جاتے ہیں اس وعدہ پر صلح ہو گئی۔ مگر یہ لوگ عہد و پیمان کو کیا سمجھتے تھے۔ پھر اُسی طرح شرارت پر آمادہ ہو گئے۔

سر جارج ینگ کا زمانہ نہایت خراب زمانہ تھا۔ یہ تو ثابت نہیں ہوا کہ وہ خود مرتشی تھا مگر اسمین کلام نہین کہ وہ لوگ جنکے ذریعہ اس کی دربار تک رسائی تھی پرلے درجہ کے راشی اور بدنیت تھے۔ تھوڑے ہی عرصہ مین اُس گورنر کی شکایات اس کثرت سے ولایت مین پہنچی کہ اُسکو واپس بلانا مناسب سمجھا گیا۔ چنانچہ وہ واپس بلا لیا گیا۔ اور پھر آیندہ اُسکو کوئی سرکاری ملازمت نملی یہ شخص اپریل سنہ ۱۸۰۱ء مین کیپ کالونی سے روانہ ہو گیا۔ اس کے جانے کے بعد پھر میجر جنرل ڈنڈاس ناظم مقرر ہوا۔

سنہ ۱۷۹۹ء مین لنڈن مشنری سوسایٹی کے ایجنٹ پہلی مرتبہ جنوبی افریقہ مین وارد ہوئے بدقسمتی سے انھون نے بجائے اسکے کہ لوگون کو دین عیسوی سکھلانے نہایت جوش و خروش کیساتھ ملکی معاملات مین دخل دینا شروع کیا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ کالونسٹ اُنکو نہایت برا سمجھنے لگے۔

۲۷ مارچ سنہ ۱۸۰۲ء کو انگلستان اور فرانس اور نڈرلینڈ کے درمیان بمقام امینز صلح ہو گئی اس جگہ جو عہدنامہ مقرر ہوا اُسکی منجملہ اور شرایط کے ایک یہ بھی شرط تھی کہ کیپ کالونی اہل ہالینڈ کو واپس دیدی جاوے۔ چنانچہ ماہ فروری سنہ ۱۸۰۳ء ہالینڈ کے تین ہزار سپاہی وہان آ گئے انگریزی فوج یہان سے واپس بلالی گئی۔ اور جنرل ڈنڈاس نے عنان حکومت بٹاویا کے کمشنر ڈی مسٹ کے حوالہ کر دی۔

عہدنامہ امینز سے گویا تمام محنت جو اہل انگلستان نے یہان کی تھی۔ ضایع ہوئی۔ اور اس قدر تکلیف سے جو اہل انگلستان نے اُٹھائی تھی محض بیسود ثابت ہوئی۔ کیونکہ کیپ کالونی کو پھر اہل انگلستان کو ڈچ کے حوالہ کرنا پڑا اور اسقدر علاقہ جو اُنکے قبضہ مین آ گیا تھا۔ پھر واپس دینا پڑا +

## کیپ کالونی اور بٹیوا کی ری پبلک

جب کیپ کالونی پھر دوبارہ ہالینڈ کو مل گئی تو سٹیٹس جنرل نے تمام انتظام ایک گورنر کے سپرد کیا یہ گورنر اس فوج کا جو یہاں متعین تھی کمانڈر انچیف بھی تھا۔ اہل ہالینڈ اس منصب کے لئے لفٹنٹ جنرل جان ولیم جینس کو جو ایک قابل جنگی افسر اور بڑا دیانت دار انسان تھا منتخب کیا۔ اس گورنر کے ماتحت ایک لیجسلیٹو کونسل تھی جسکا کام آئین و قوانین وضع کرنا تھا۔ اس مجلس کے چار ممبر تھے۔ اور گورنر صاحب پریسیڈنٹ تھے۔ ہائی کورٹ خود مختار تھی اس مین چھ جج اور ایک پریسیڈنٹ تھا۔ اور یہ تمام اس قسم کے اشخاص تھے۔ جنکو قانون مین اعلے درجہ کی لیاقت تھی۔ مسٹر جیکب ابراہیم ڈی مسٹ جو ایک بڑا فاضل ایڈوکیٹ تھا سٹیٹس جنرل کیطرف سے ہائی کمشنر ہو کر وہان بھیجا گیا تاکہ مختلف قسم کے قوانین کا مسودہ تیار کرے۔

یکم مارچ سنہ ۱۸۰۳ع کو کیپ کالونی مین ایک بڑا بھاری جلسہ ہوا اور گرجاؤن مین شکریہ ادا کیا گیا۔ کہ پھر دوبارہ کیپ کالونی اپنے اصلی حقدارون کو ملگئی۔ علے الصباح دعائین مانگی گئین۔ اور دوپہر کو کمشنر ڈی مسٹ نے لفٹنٹ جنرل جنسنز کو گورنری کا فرمان حوالہ کر دیا۔ اس موقع پر کئی اور املکار بھی یورپ سے آئے ہوئے تھے۔ انکو بھی اُنکی اپنی اپنی خدمت تفویض کی گئی۔ کئی کلرک جو انگریزی عملداری کے وقت مین ملازم تھے اپنے

اصلی عہدون پر ممتاز رہے ۔

جب بیرونی انتظام ہوچکا تو گورنر سنڈے ریزیدنے دریائے سنڈے کیطرف دورہ کرتا ہوا گیا۔ اور ندلیمبی اور دیگر سرداران کو سامنے ملاقی ہوا۔ ان لوگون کو یورپ کا حال معلوم نہ تھا۔ انکا یہ خیال تہا۔ کہ جب ڈچ نے دوبارہ اس ملک کو لیلیا۔ اور انگریزون کو یہان سے رخصت کردیا۔ تو وہ ضرور انگریزون سے طاقت اور اقتدار مین بڑہے ہوئے ہین۔ اس گمان نے اُن کے دلپر ایک قسم کا خوف طاری کردیا۔ اور جو کچھ گورنر نے اُنکو کہا۔ اُنہون نے وہی منظور کرلیا۔ لیکن جب اُن لوگون کو کہا گیا کہ تم دریائے فش کے پار اپنے اصلی ملک کو چلے جاؤ۔ تو وہ لیت ولعل کرنے لگے۔ اور کہا کہ ہم وہان گائیکا کے خوف سے نہین جا سکتے ۔

کچھ عرصے بعد اُن کو سون کے مختلف قبیلون مین ناچاقی کی آگ سلگنے لگی۔ وہ قبیلے گائیکا کے طرفدار ہوگئے۔ اور اُنہون نے ندلیمبی کو دق کرنا شروع کیا۔ مگر آخرالذکر نے انکو مغلوب کرلیا۔ قصہ مختصر انکو بہی دریائے فش کے پرے نہ گئے۔ اور جہان تھے وہین رہے ۔

گورنر کیطرح ڈی مسٹ نے بہی اس بستی مین دورہ کیا۔ اسکا منشاء یہ تھا۔ کہ لوگون کی حالت اور ضروریات سے واقفیت حاصل کرے۔ اسوقت تک یہ علاقہ چار ضلعون پر منقسم تھا۔ کیپ ٹاؤن۔ سٹیلن بوسچ۔ سویلن ڈم اور گراف رینٹ۔

کمشنر نے اس علاقہ کو چھ ضلعون پر منقسم کردیا۔ اور ٹل باغ اور یوئی ٹن ہیج بھی اضلاع ہوا پہنے مقرر کردئے۔

اس شخص نے جو بڑی بہاری ریفارمیشن کی وہ یہ تہی کہ ملکی معاملات مین اُن سب کا رتبہ جو ایک خدا کی پرستش کرتے تھے۔ یکسان کردیا۔ اس شخص نے کئی مدرسے بھی قائم کئے۔ اور لوگون کی تعلیم کے سوال کو ہر پہلو سے قابل لحاظ قرار دیا۔ مگر لوگون کو مدرسون سے ایک قسم کی نفرت تہی۔ اور تعلیم کو رائج کرنے مین یک گونہ بڑی دقت پیش آئی۔ اس کمشنر نے ایک اور قانون بہی پاس کیا۔ اور وہ یہ تھا۔ کہ شادیان منبر دارانکی موجودگی مین ہوا کرین ۔

سنہ ۱۸۰۰ء میں کیپ کالونی میں علاوہ سپاہیوں کے پچیس یا چھبیس ہزار یورپین آباد تھے۔ ان پچیس یا چھبیس ہزار یورپین کے پاس تیس ہزار غلام تھے۔ اور ان غلاموں کے علاوہ قریب تیس ہزار کے آزاد آدمی انکے ملازم تھے۔ بشمن اور کرالون میں مردم شماری ناممکن تھی۔ کیونکہ یہ لوگ ٹیکس ادا نہیں کرتے تھے۔ اور جنگلوں اور میدانوں میں بود و باش رکھتے تھے۔ صرف کیپ ٹاؤن میں اس زمانہ میں چھ ہزار سے زیادہ یورپین رہتے تھے اور انکے علاوہ قریباً گیارہ ہزار دیگر باشندے تھے۔

مئی سنہ ۱۸۰۳ء میں یعنے کیپ کالونی کے ڈچ کے حوالہ کرنیکے تین ماہ بعد پھر گریٹ برٹن یعنے برطانیہ کلان اور بٹیوا کی سلطنت جمہوری میں لڑائی چھڑ گئی۔ جب یہ خبر جنرل جنسنز کو کیپ کالونی میں پہنچی تو اُس نے اس بستی کی حفاظت کے لئے دھوم دھام کی تیاری کی۔ لیکن وہ مجبور ہو گیا۔ کیونکہ ہالینڈ سے اُس کے نام حکم آیا کہ بہت جلد چیدہ اور مختلف رجمنٹیں بٹیویا میں بھیجدو۔ وجہ اس مطالبہ کی یہ تھی۔ کہ ہالینڈ میں رنگروٹ دستیاب نہ ہوتے تھے اور جاوا میں افواج کی از حد ضرورت تھی۔ چار و ناچار گورنر نے یورپین فوجیں جاوا میں بھیجدیں۔ اور اس کمی کو پورا کرنے کے لئے ہاٹن ٹاٹس سے فوج میں بھرتی کی اور ہاٹن ٹاٹس کے علاوہ اور بھی ایشیائی لوگ فوج میں داخل کرکے اس رجمنٹ کا نام ملیئے توپ خانہ رکھا۔

اس میں تو کسیکو کلام نہ تھا۔ کہ انگریز دوبارہ کیپ کالونی پر قبضہ کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں ماریں گے۔ لیکن دسمبر سنہ ۱۸۰۵ء تک کوئی پہل اسطرف سے نہ ہوئی۔ دسمبر کے آخری ہفتہ میں دفعتاً خبرداروں نے خبر دی کہ ایک بڑا بھاری بیڑا لڑائی کے ارادہ سے ادھر آرہا ہے۔ گورنر بھی غافل نہ تھا۔ اُس نے فوراً لڑائی کا اعلان دیا۔ اور بہت سی فوج لڑنے مرنیکے لئے تیار ہو گئی۔ لیکن یہاں ایک اور آفت آسمانی نمودار ہوئی۔ قسمت سے وہ فصلیں یہاں نہایت خراب ہوئی تھیں۔ اسلئے غلہ بہت گران تھا۔ اور اس کثیر فوج کے لئے سامان رسد کا بہم پہنچانا نہایت دشوار ہو گیا۔

۴ جنوری سنہ ۱۸۰۶ء کی شام کو انگریزی جنگی بیڑا جسمیں ۶۳ جہاز تھے جزیرہ رابن میں

اکر ٹیلا۔ یہ جزیرہ خلیج ٹیبس مین واقع ہے۔ اس بیڑے کے جہازون پر زیر کمان میجر جنرل ڈیوڈ بیرڈ
جو کیپ کالونی کے حالات سے کماحقہ آگاہ تھا تقریباً سات ہزار آدمی تھے۔ میجر جنرل جنسنز
انگریزونکی آمد کی خبر سنکر بہت سی فوج اور سولہ توپین لیکر اُنکے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ جب دونون فوجین مقابلہ
پر آئین۔ اور جانبین سے گولہ باری ہونے لگی۔ تو چند گولون کے لگتے ہی اہل جرمن جو کیپ کالونی کی فوج
مین تھے گھبرا گئے۔ باقی فوج نے خوب وا دسردانگی دی۔ مگر انگریزی باقاعدہ فوج کے مقابلہ کی تاب نہ
لاسکی اور جنرل جنسنز نے شکست کھائی۔ اس لڑائی کو بلوبرگ کی لڑائی کہتے ہین اس لڑائی مین انگریزون کے
پندرہ آدمی کام آئے۔ ایکسو نواسی زخمی ہوئے۔ اور آٹھ لمین غایب ہو گئے۔ دوسری طرف سے
تین سو سینتیس آدمی مارے گئے۔ جنرل جنسنز شکست کھاکر پہاڑون کی طرف چلا گیا۔

۲۹ تاریخ کی صبح کو جنرل بیرڈ نے کیپ ٹاؤن کیطرف کوچ کیا۔ اس جگہ کرنیل وان
پراپ ہالو کمانیر تہا۔ اُس نے اپنے آپ مین مقابلہ کی طاقت نہ پائی۔ اور فوراً صلح کا جھنڈا ہلایا
جنرل بیرڈ نے ۴۸ گھنٹون کی مہلت دی اُسکے ساتھ ہی یہ شرط لگادی کہ قلعہ کنو کی کا قبضہ فوراً
دیدو۔ کرنیل اس شرط کو نامنظور نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے یہ قلعہ فوراً انگریزون کے قبضہ مین آگیا۔

دس تاریخ کو عہدنامہ پر دستخط ہوئے۔ مغلوب جہازون پر فرانسیس سپاہی تھے وہ
انگریزون کے قیدی ہو گئے۔ انگریزون نے لوٹ مار کی قطعی ممانعت کردی لیکن گورنمنٹ بٹیوا
کی تمام جایداو پر قبضہ کرلیا۔

جنرل جنسنز کے پاس چونکہ کافی تعداد فوج کی تہی اسلئے اُس نے آنربیل
شرایط پر صلح کی۔ اور یہ وعدہ ہوگیا کہ اُسکی فوج کا کوی آدمی قیدی تصور نہ ہو۔ جب یہ کاروائی
ہو چکی تو جنرل جنسنز نے یورپ واپس جانے کی تیاری کی اسکے ساتھ اسکے اور ملازمان بٹیوین
گورنمنٹ جو یہان سکونت پذیر تھے۔ جس جہاز پر یہ معزول شدہ گورنر سوار ہوا اُس کے ساتھ
سب سپاہ اور ضروری اسباب بھی سوار ہوئین۔ آخر ۶ مارچ سنہ ۱۸۰۶ء کو یہ گورنر حسرت و ملال
کیپ کالونی سے ہالینڈ کیطرف روانہ ہوا ✦

# فصل دوازدہم

## برٹش رول کا جنوبی افریقہ مین دوبارہ آغاز

فاتح قوم چاہے جس قدر نرمی کرے۔ مگر مفتوح قوم کے دل مین اُسکی طرف سے گھر نہین ہوتا۔ جب اُسکو اپنی خود مختاری اور آزادی یاد آتی ہے تو مفتوح قوم کے زخم دل ہرے ہوجاتے ہین۔ جب دوبارہ انگریزون کا پھریرہ کیپ کالونی مین لہرانے لگا۔ تو کالونسٹ نہایت اُداس اور پریشان حالت نظر آنے لگے۔ اُنکو بٹیوین گورنمنٹ سے ایک خاص قسم کا انس ہوگیا تھا۔ اور اُن کی جدائی انکو سخت ناگوار ہوئی۔ انگریزون کے آنے سے کونسل منسوخ ہوئی۔ اور تمام اختیار ایک آدمی کے ہاتھ مین دیدیا گیا۔ ہائی کورٹ کی خود مختاری بھی قایم نہ رہی اس عدالت کے اہلکار اب معمولی ملازمان محکمۂ دیوانی شمار ہونے لگے جو گورنر کے ماتحت تھے۔ اور گورنر کو انکی موقوفی اور تقرری کا کلی اختیار تھا۔ مذہبی آزادی بھی محدود ہوگئی اُسوقت تک کالونی مین ایک رومن کتھلک پادری بھی تھا۔ لیکن انگریزون نے اُسکو بھی کہا کہ تم یہان سے چلے جاؤ۔ بہرحال رومن کتھلک پادری کی جدائی اُن لوگون کو چندان شاق نہ گذری۔ کیونکہ وہ اس سے جنرل بیرڈ کی طرح خوش نہ تھے۔

مگرچہ کالونسٹ نے جبراً و قہراً انگریزون کی متابعت اختیار کی۔ کیونکہ وہ اپنے آپ مین تاب مقاومت نہ پاتے تھے۔ لیکن ابھی تک اُن مین ایک قسم کی امید تھی کہ وہ پھر اس

متابعت سے آزاد ہو جاوینگے۔ اور وہ امید اس طرح پر تھی۔ کہ اس زمانہ مین **پنولین** فرانس مین شور دغل کر رہا تھا۔ اور کالونسٹ کو یقین تھا کہ وہ ضرور انگریزون کو مجبور کرے گا کہ تم کالونسٹ کو آزاد کردو۔ مگر انکو قسمت کی خبر نہ تھی۔ اور وہ یہ نہ جانتے تھے۔ کہ اُس نے خود قید ہوکر **سینٹ ہلینا** مین اپنی باقی ماندہ زندگی بسر کرنی ہے۔

جب انگریز دوبارہ کیپ کالونی مین آئے تو آثار قحط کے نمودار ہونے لگے۔ لیکن اُسکے کارندون نے بہت اچھا انتظام کیا۔ فوراً بہت سا غلہ ہندوستان سے وہان منگالیا اور تایید غیبی بھی ہوئی۔ کیونکہ دوسرے سال فصل بہت اچھی ہوئی۔ اور ہر طرف غلہ ہی غلہ ہوگیا۔

**جب کیپ کالونی پر اچھی طرح انگریزون کا تسلط ہوگیا۔ تو پھر دوبارہ وہی اگلے قواعد اور قوانین نافذ کئے گئے۔ ارل آف کلیڈن** جو ایک آیرلینڈ کا رئیس تھا۔ اور جسکی عمر صرف ۲۹ سال کی تھی۔ اس مقام کا گورنر ہوکر ولایت سے یہان آیا۔ گو برائے نام یہ گورنر سکرٹری آف سٹیٹ کے ماتحت تھا۔ مگر در اصل اُسکو تمام اختیارات حاصل تھے۔ اور یہ اختیارات نہایت وسیع تھے۔ اس گورنر کے اعلان اور نوٹس بمنزلۂ قانون تھے اُسکا ایک نائب بھی تھا جسکو لفٹنٹ گورنر کہتے تھے۔ یہ اور اس کا نائب دوسو پونڈ سے بالائی مالیت کے مقدمات مین اپیل ساعت کرتے تھے۔ اور گورنر دو اسیسران کی امداد سے فوجداری مقدمات کا فیصلہ کرتا تھا۔

اس گورنر کے چند احکام آجکل ہم کو واقعی عجیب معلوم ہوتے ہین۔ منجملہ اُنکے ایک یہ بھی حکم تھا کہ چند اضلاع کے کسان افریقہ کی بھیڑین نہ رکھین۔ گو یہ شخص سخت تھا۔ مگر نہایت ہی خلیق اور دیانت دار تھا۔ اسکی فیاضی لاانتہا تھی۔ جب یہ جنوبی افریقہ سے جانے لگا۔ تو ایک ہزار پونڈ یتیمون اور مسکینون کے لئے وقف کرگیا۔

**ہاٹن ٹاٹس** اسوقت تک خود مختار اور اپنے سردارون کے ماتحت سمجھے جاتے تھے اور یہ لوگ اکثر ہرا بیان کرتے تھے۔ اول آف کلیڈن نے ایک اشتہار جاری کیا جسمین قرار دیا کہ آیندہ سے **ہاٹن ٹاٹس** انگریزون کے ماتحت ہونگے اور ہر معاملہ مین انگریزی قواعد کی

اورتہ نون کی پیروی کرنی ہوگی۔ اُن لوگون کے لیے اُس نے ایک قسم کے پاس یا پروانے جاری کر دیے۔ جس ہاٹن ٹاٹس کے پاس یہ پروانہ نہ ہوتا تھا۔ وہ آوارہ گرد شمار ہوکر گرفتار کیا جاتا تھا۔
کئی پادریون نے انگلستان مین اس انتظام کے برخلاف واویلا کی مگر اگر غور سے دیکھا جاوے تو یہ انتظام نہایت ہی عمدہ تھا۔ اور اس سے بہت اچھے اچھے فواید نکلے۔ اس مین شک نہین کہ چند ہاٹن ٹاٹس اس اعلان سے بیزار ہوکر دریا ے اورنیج کے پار چلے گئے۔ مگر زیادہ تعداد نے اس فرمان کو منظور کر لیا۔
سنہ ۱۸۱۱ء مین سر جان کریڈک کیپ کالونی کے گورنر ارل آف کلیڈن کی جگہ بھیجا گیا۔ یہ شخص بہت بڑا دیانت دار اور لایق نایق تھا۔ اس نے بھی ویسی ہی سختی اور قابلیت سے کام چلایا۔ جیسا اُس کے سابق نے کیا تھا۔
جس وقت سر جان کریڈک جنوبی افریقہ مین آئے تو انھون نے دیکھا کہ یورپی ٹن ریج ایلیج کو سی معلوم ہوا کہ کو سی بہت خرابیان کر رہے ہین مختلف گروہون مین آتے ہین اور مویشیون کو پکڑ کر لیجاتے ہین۔ یہ حال دیکھ کر سر جان کریڈک مجبور ہو گیا۔ اور اُسکو بجز اسکے اور کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ کہ اُنکو زبردستی اس علاقہ سے بدر کر دے۔
قصہ مختصر اُس نے ایک دستہ فوج کا زیر کمان لفٹنٹ کرنیل جان گرہیم کوسونکی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ کرنیل جان گرہیم کو یہ ہدایت کی گئی تھی کہ جتنے الممقدور کوسون کو سمجھانا کہ خود ہی نکل جاوین۔ لیکن اگر وہ نہ مانین نہ سمجھین تو پھر خوب خبر لینا۔ کرنیل گرہیم نے میجر کیلر کو پچیس آدمیون کی جمعیت سے آگے بھیجا۔ اُن لوگون نے ایک موقع پر چند کو سی دیکھے اور اُنکو بلایا اُنمین نہیمی بھی تھا۔ وہ اپنے رفیقون سے چند قدم آگے آگیا۔ اور زمین پر نہایت زور سے میں پاؤن مار کر کہنے لگا۔ یہ ملک میرا ہے۔ مین نے لڑائی مین فتح کیا ہے۔ اور اسکو مین کسیکو نہ دونگا۔ یہ کہکر ایک ہاتھ سے اُس نے اپنا حربہ دکھایا۔ اور دوسرے ہاتھ سے ایک بگل بجایا۔ اس بگل کی آواز سنکر دو تین سو آدمی جھاڑیون سے نکل آئے۔ اور اگر میجر کولہ بسا رفتار گھوڑون پر سوار نہ ہوتے تو ضرور مارے جاتے۔ اس کے بعد اور شرارت بھی کوسون کی سازش سے وقوع مین آئی۔ اور وہ یہ تھی۔ کہ کوئی شخص گرئیف رینٹ کے نمبردار اور آنجہا

کسانون کو قتل کر گیا۔ غرض ۱۸۱۲ء میں اُن پر حملہ ہوا۔ اور اُنکی خوب خبر لی گئی بیس ہزار کے قریب کو سی ہا ایک معمولی لڑائی کے بعد بھاگ گئے۔ چند عورتین اور مرد اس لڑائی مین گرفتار بھی ہوئے۔ لیکن آنکو رہا کر دیا گیا۔ اور سمجھا دیا گیا کہ بھلی نیت سے ہماری حد سے نکل جاؤ۔ اگر پھر کبھی اس سرحد مین قدم رکھا تو تم کو گولی مار کر مار دیا جاوے گا۔ غرض مارچ کے شروع مین چوتھی کافرنکی لڑائی کا خاتمہ ہوا۔ اس مین یورپین کو غیر معمولی فتح نصیب ہوئی۔ اس لڑائی کے بعد گورنر نے ایک چوکی سرحد پر قایم کی اور اُس چوکی مین آٹھ سو سپاہی تعین کئے۔ پھر یہان ایک قصبہ آباد ہو گیا۔ اور اُس قصبہ کا نام **گریہیم ٹون** رکھا گیا۔

۱۸۱۱ء مین ایک عدالت اعلےٰ بھی یہان قایم ہوئی۔ اور لوگ اس کارروائی سے بہت خوش ہوئے۔ مگر اس عدالت اعلےٰ کے قایم ہونے کے بعد جسکو ایک طرح کی عدالت سیشن کہنا چاہیئے۔ ایک بڑی خرابی وقوع مین آئی۔ **مسٹر رڈ فونڈر کیمپ** اور **ریڈ** جو لنڈن سوسایٹی کے مشنری تھے۔ واویلا کرنے لگے کہ کاونسٹ بہت خراب بیان کر رہے ہین۔ ہٹن ٹاٹس کو قتل کر دیتے ہین۔ اور بہت سے اور کئی ظلم و ستم کرتے ہین۔ ان پادریون نے لنڈن تک یہہ خبر پہنچائی۔ آخر کار نوبت یہان تک پہنچی۔ کہ ۱۸۱۲ء میں گورنمنٹ کے حکم سے تحقیقات شروع ہوئی۔ اس وقت سے یہ عدالت سیاہ عدالت کے نام سے مشہور ہو گئی۔ اٹھاون یورپین سپرد سیشن ہوئے۔ اور ایک ہزار گواہ ہر قوم و ملت کے شہادت کے لئے طلب ہوئے۔ اس کارروائی سے ہر طرف تہلکہ پڑ گیا۔ تحقیقات عدالت کے بعد ثابت ہوا کہ بڑے بڑے سنگین الزام سب غلط اور دروغ تھے۔ البتہ چند مجرمون پر تارکشائی کا جرم ثابت ہوا۔ اور اُن کو سزا دی گئی اس کارروائی کے اختتام پر جب ملزم بری اور رہا ہوئے۔ تو اُن کے دوستون اور رشتہ دارون کو سخت غصہ آیا کہ کیون ناحق اُن کا نام لگایا گیا ہے۔ اور اُس دن سے کاونسٹ اور لنڈن مشنری سوسایٹی مین ناچاقی ہو گئی۔

۱۸۱۴ء مین یورپ مین اہل فرانس نے سخت صدمات سہے۔ اور ادبار کی آندھی اُن پر چھا گئی۔ شہزادہ اورنج جو ۱۷۹۵ء سے انگلستان مین رہتا تھا۔ ہالینڈ مین واپس گیا اور وہان کے باشندون نے اسکو اپنا حکمران تسلیم کیا۔ اس وقت تک **کیپ کالونی** کو انگریز

فتح کردہ ملک سمجھتے تھے اور قومی جایداد تصور کرتے تھے۔ اور اُن کا یہ خیال تھا کہ جب صلح ہو جاویگی تو یہ اُسے اصلی مالکوں کے سپرد کر دیا جاوے گا۔ لیکن شہزادہ اورنج کے واپس ہونے پر معاملہ دگرگون ہو گیا۔ اور اگست سنہ ۱۸۱۴ء میں ایک عہدنامہ پر لنڈن میں دستخط ہوئے۔ جسکا مضمون یہ تھا۔ کہ ساٹھ لاکھ پونڈ کے عوض میں کیپ کالونی اور چند اور صوبہ جات جنوبی افریقہ جو ڈچ کے تھے۔ انگلستان کی ملکیت ہو گئے۔ آیندہ نڈرلینڈ کا جنوبی افریقہ سے کچھ تعلق نہ رہا۔

اس وقت تک کالونسٹ کو یہ خیال تہا کہ پھر اکیدن وہ ہالینڈ کی رعیت ہو جاوینگے مگر اس عہدنامے سے اُن کی رہی سہی امید بھی جاتی رہی۔ لیکن اب اُن کو چنداں افسوس نہ ہوا کیونکہ وہ اب بخوبی اُن کی طبیعت پا گئے تھے۔ اور اُن سے شیروشکر ہو چکے تھے۔

## لارڈ چارلس سامرسٹ کا زمانہ

اگرچہ اب کیپ کالونی انگریزون کی ملکیت ہوگئی۔ لیکن ابہی تک انتظامی معاملات مین کچھ تغیر و تبدل وقوع مین نہ آیا۔ آگے کیطرح سلسلہ جاری رہا۔ بڑی بڑی تنخواہین اہلکارون کی قایم رہین۔ لارڈ چارلس سامرسٹ جو سابق گورنر سر جان کریڈک کی جگہ ۱۸۱۴ء مین کیپ کالونی مین آئے۔ دس ہزار پونڈ سالانہ تنخواہ پاتے تھے۔ اور باقی اخراجات بہی اُن کے ذمہ سرکار تھے۔ اُن کے رہنے کے لئے گرمی اور سردی کے پر تکلف مکانات علیحدہ علیحدہ بنے ہوئے تھے غرض اخراجات کی کچھ انتہا نہ تہی۔ پس ظاہر تھا کہ ایسا انتظام ہمیشہ جاری نہین رہسکتا تھا لیکن کسی نے اسطرف توجہ نہ کی اور سکرٹری آف سٹیٹ آنکھین بند کئے بیٹھے رہے۔

ابہی لارڈ چارلس سامرسٹ کو کیپ کالونی مین آئے۔ ایک ہی سال ہوا تھا کہ ناخوشی کی آگ بھڑک اٹھی۔ گلن لنڈن کی گھاٹی مین ایک زمیندار رہتا تھا۔ جس کا نام فریڈرک بیزدہی ڈان ہوٹ تھا اس شخص کی عدالت مین طلبی ہوئی۔ کہ حاضر ہوکر جوابدہی کرے کہ کیون اُس نے ایک ملازم سے بدسلوکی کی ہے۔ یہ شخص حکم عدالت کے بموجب حاضر نہ ہوا۔ اسپر چند سپاہی اُسکو گرفتار کرنے کے لئے بھیجے گئے۔ جب یہ سپاہی اُس کے قریب پہنچے۔ تو اُس نے اُن پر بندوق چلائی۔ اور بھاگ کر ایک پہاڑ کے شگاف مین پناہ لی۔ ہرچند اُسکو کہا گیا کہ بھلی نیت

سے اپنے آپ کو حوالے کر دے مگر اس نے نہ سنا آخر کار وہ بندوق مار کر مار دیا گیا۔

دوسرے دن جب اسکو دفن کرنے کے لئے اسکے رشتہ دار اور دوست جمع ہوئے۔ تو ایک شخص نے قسم کھائی کہ جب تک ہاٹن ٹاٹس کی رجمنٹ کو شہر بدر نہ کرین گے ہم پر آرام حرام ہے۔ غرض ان لوگون نے سازش کر کے بغاوت کرنی چاہی۔ مگر ان کے ساتھ پچاس سے زیادہ آدمی شریک نہ ہوئے۔ اس کارروائی کی گورنمنٹ کو وقت پر خبر ہوگئی اس لئے فوراً سپاہی اس شورش کو فرو کرنے کے لئے بھیجے گئے۔ اور مفسد منتشر کر دئے گئے۔ کئی آدمی کافرستان کیطرف بھاگ گئے۔ اور کئی نے اپنے آپ کو حوالۂ گورنمنٹ کر دیا۔ ایک شخص جس کا نام جین بی زوئی ڈن ہوٹ تھا۔ نہ تو بھاگا اور نہ اس نے اپنے آپ کو حوالہ کیا۔ بلکہ اپنی عورت اور چھوٹے بچے کے ساتھ برسر مقابلہ ہوا۔ آخر کار یہ بھی گولی سے مار دیا گیا۔

چالیس آدمی گرفتار ہوئے۔ ان میں سے چھ کو تو بعد از مقدمہ پھانسی کی سزا دیگئی۔ اور باقی کو مختلف میعاد کے لئے قید کیا گیا۔ لارڈ چارلس سامرسٹ نے صرف ایک شخص کے حکم پھانسی مین ترمیم کی۔ باقی پانچ آدمی علانیہ پھانسی دئے گئے۔ لوگون کو امید نہ تھی کہ اسقدر سخت سزا دیجاویگی۔ پس جب انہون نے یہ حال دیکھا تو سخت برگشتہ خاطر ہوئے۔ بلکہ گورنمنٹ کے طرفدار بھی جنہون نے مخبری کی تھی دل برداشتہ ہوگئے۔

اب سرحدی معاملات کا حال سنئیے یعنے ان قبیلون کا جو دریائے فش کے پار رہتے تھے۔ جب ندلیمبی کو سرحد سے نکالدیا گیا۔ تو پھر بھی اس کے چیلے جب کبھی موقع ملتا تھا۔ باوصف جنگی چوکی کے سرکاری علاقہ مین آجاتے تھے۔ اور لوٹ مار کر کے چلے جاتے تھے۔ ان لوگون کو رہزنی اور چوری پرناز تھا۔ اور جو شخص ان مین زیادہ مار دھاڑ کرتا تھا۔ اسکو وہ بہت بہادر اور کاردان سمجھتے تھے۔ مختصر یہ کہ ترگ کاؤنٹ اور زمینداروں کو جو انکے قریب رہتے تھے دق کرتے اور ستانے سے باز نہ آتے تھے۔

ندلیمبی اور گائیکا بھی آپس مین ہمیشہ لڑتے جھگڑتے رہتے تھے مگر سنہ ۱۸۱۸ء مین ندلیمبی کا اقتدار طاقت بہت بڑھ گیا۔ ایک بڑا طاقتور قبیلہ جسکا سردار ایک شخص مکانا نامی تھا ابھی تک علیحدہ تھا۔ مگر اب وہ ندلیمبی کا طرفدار ہوگیا۔ مکانا ایک بڑا مشہور آدمی تھا۔

اُس کا ان لوگون مین بہت رسوخ تھا۔ اور لوگ یہ سمجھتے تھے کہ یہ ولی ہے کہ خواب مین مردے اُس سے آکر ملاقات کرتے ہین۔ اور اُس کو غیب کا حال بتاتے ہین۔ یہ شخص بڑا عیّار تھا۔ اس نے عیسوی مذہب کے اصول پادریون سے سیکھ لئے تھے۔ اور اُن اصولون کو طبع زاد ظاہر کرتا تھا۔

گایکا کا اس وقت یہ حال تہا۔ کہ دن رات اُسکو مے نوشی اور بدکاری سے کام تھا۔ عیاشی انسان کو تباہ کر دیتی ہے۔ جب گایکا عیاشی کے ہاتھ تنگ گیا تو ندلیمبی کا رسوخ سرروز بڑھنے لگا۔ حتےٰ کہ مکانا نے علانیہ ندلیمبی کو ترجیح دی۔ اور اُس کا طرفدار ہو گیا۔ مکانا کی عیاری سے گایکا کی فوج کا بہت سا حصہ ایسی جگہ مین آ پہنسا جہان ندلیمبی کی فوج نے انکو پچھاڑ دیا۔ اور سینکڑون آدمی مارڈالے اور جو باقی رہے وہ منتشر ہو گئے گایکا شکست کھا کر ونٹ برگ مین چلا گیا۔ اور وہان اُس نے سرکار سے مدد طلب کی۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا لارڈ چارلس سامرسٹ گایکا کی مدد اور طرفداری کرنے مین دوستی پر تھا؟ متنازعہ دو کو سہ سرداردن مین تھا۔ ہر ایک شخص اُن مین سے اپنی بڑائی چاہتا تھا۔ گورنر کو کیا پڑی تہی کہ اُس نے دخل دیا؟ مگر غور سے دیکھنے سے واضح ہوتاہے کہ وہ راستی پہ تھا سرحد پر ایک قبیلہ کا اختیار اس قدر بڑہجانا مناسب نہ تھا۔ جو لوگ اس بات کو چندان وقعت نہین سمجھتے۔ اُن کے نزدیک لارڈ موصوف کی کارروائی قابل پسند نہین ہے۔

جب گایکا نے انگریزون سے امداد طلب کی تو گورنر نے فوراً لفٹنٹ کرنیل بریرٹن کو حکم دیا کہ گایکا کی امداد کرو۔ کرنیل موصوف نے فوراً تعمیل کی اور ۱۸۱۸ء مین ندلیمبی کی فوج پر جس مین اٹھارہ ہزار آدمی تھے۔ حملہ کیا۔ ندلیمبی مین اسقدر طاقت نہ تہی کہ میدان مین نکلکر لڑتا وہ فوراً اپنی فوج لیکر جنگل اور جھاڑیون مین گھس گیا۔ انگریزون نے اُس کے مکانات اور چھپر مسمار کر دئے۔ اور ۲۳ ہزار مویشی پکڑ لئے۔ انگریزی کمانیر نے جب دیکھا کہ گایکا اور اُس کے طرفدار دشمن کے لوگون سے بڑی سختی سے پیش آتے ہین۔ اور جو لوگ اُن کے ہاتھ آئے ہین۔ انکو پناہ نہین دیتے۔ بلکہ قتل کر ڈالتے ہین۔ تو وہ نہایت بدمزہ ہوا اور ندلیمبی کو اچھی طرح کوشمالی دیے بغیر واپس چلا گیا۔

ندھیمبی ایسے موقع کا منتظر تھا۔ کرنیل کے واپس ہوتے ہی وہ گایکا پر آ پڑا۔ اُس کو شکست دیکر بھگا دیا اور پھر بستی پر حملہ کیا۔ اس شبخون مین اُس نے، ایلپین اور ستره باشن ٹاما تش قتل کر دیئے۔ پھر ندھیمبی نے گرہیم ٹاؤن پر حملہ کیا۔ اس وقت چوکی پر صرف تین سو پینتیس آدمی تھے۔ انھون نے بڑی مردانگی سے حملہ آورون پر باڑین مارین۔ اور ۲۲ ر اپریل ۱۸۱۹ء کو انہین پس پا کر دیا۔

پھر تین ماہ تک تیاریان ہوتی رہین۔ تین ماہ کے بعد ایک فوج کانوسنٹ کی تیار ہوکر ندھیمبی پر حملہ آور ہوئی۔ اور اس کو شکست دیکر دریائے کی کے مشرقی کنارہ کیطرف بھگا دیا۔ بہت سے آدمیون کو مار ڈالا۔ بہت سے مویشی پکڑ لیے۔ اور اُنکی قیامگاہون کو جلا دیا۔ اس طرح پر کافرون کی پانچوین لڑائی کا خاتمہ ہوا۔ اس لڑائی کے اختتام پر ندھیمبی کی طاقت بالکل کمزور ہوگئی۔ اور اُس کے بڑے طرفدار مکانا نے اپنے آپکو گورنمنٹ کے حوالہ بدین امید کردیا کہ اُس کو چھوڑ دیا جاوے گا۔ مگر اُس کی امید بر نہ آئی وہ قید کر کے جزیرہ رابن مین بھیجدیا گیا۔ اور تین سال کے بعد جب وہ فرار ہونیکی کوشش مین مشغول تھا۔ دریا مین غرق کر دیا گیا۔

اس لڑائی کے خاتمہ پر بھی فوجیں بہت عرصہ تک تیار رہین۔ اور گایکا کی رضامندی سے کیس کاما کے کنارہ پر ایک فوجی بارک بنا دی گئی۔ تاکہ آیندہ کبھی کوسے سرکاری علاقہ مین گھسنے نہ پائین۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد ایک اور بارک دریائے کاٹ پر بنائی گئی۔ اور اسکا نام مورٹ بیفورٹ یعنے بیو فورٹ کا قلعہ رکھا گیا۔ جو حصہ ملک کا دریائے فش اور اُس جدید سرحد کے درمیان تھا۔ وہ بہت عرصہ تک خالی پڑا رہا۔ آخر کار ۱۸۲۰ء مین گایکا نے یہ علاقہ بھی انگریزون کے حوالہ کر دیا۔

اب وہ زمانہ آگیا کہ بجائے ڈچ زبان کے انگریزی زبان بھی جابجا اس بستی مین بولی جانے لگی۔ اس وقت تک صرف ڈچ زبان رائج تھی برطانیہ کلان مین کئی سال سے مزدورون کی حالت خراب تھی۔ اس لئے نقل مکان مناسب سمجھا گیا۔ ۱۸۱۹ء مین مردم شماری سے معلوم ہوا کہ صرف بیالیس ہزار سفید چمڑے والے لوگ کیپ کالونی مین

آباد ہین۔ اس لئے پارلیمنٹ نے بلا تامل مبلغ پچاس ہزار پونڈ ان لوگون کے اخراجات کیلئے منظور کرلئے جو کیپ کالونی مین جانا چاہتے تھے۔

نوے ہزار اہل کنبہ نے وہان جانے کی درخواست کی آخر ان مین سے حسب ضرورت انتخاب کیا گیا۔ جس جہاز مین یہ کنبے روانہ کئے گئے بخیریت تمام جنوبی افریقہ مین پہنچ گیا ۱۸۲۰ء مین ان لوگون نے خلیج الگوا کے رتیلے کنارہ پر قدم رکھا۔ ان لوگون کو خرچ آمد سرکار کیطرف سے ملا تھا۔ کئی آدمی اپنے ساتھ خدمتگار بھی لاتے تھے ان لوگون کو یہان اراضی کاشت کے لئے دی گئی۔ غرض اس طرح مین یعنے مارچ ۱۸۲۰ء اور مئی ۱۸۲۱ء کے درمیان پانچ ہزار آدمی انگلستان سے اس بستی مین آکر آباد ہوگئے۔

ابتدا مین ان لوگون کو یہان آکر سخت تکلیف ہوئی۔ ان مین بہت سے اس قسم کے آدمی تھے۔ جو کاشتکاری کے کام سے بالکل ناواقف تھے۔ مدت تک انکی فصلین دریا کے سیلاب اور دیگر ارضی اور سماوی آفتون سے تباہ ہوتی رہین۔ کئی بار کوسے ان کے علاقون مین آکر خرابیان کرگئے۔

۱۸۲۱ء مین ان لوگون نے منتشر ہونا شروع کیا مختلف دیہات مین انکو کئی قسم کا کام ملگیا۔ اور بہت جلدی انکی حالت اچھی ہوگئی۔

۱۸۲۱ء کے اخیر مین اس بستی کا ۱/۴ حصہ انگریزی زبان بولتا تھا۔ آخر کار یکم جنوری ۱۸۲۲ء کو حکم ہوگیا کہ آیندہ تمام کارروائی عدالت کی انگریزی زبان مین ہوا کرے۔ اس حکم کی منسوخی کے لئے بہت سی کوششین ہوئین۔ مگر تمام بیفائدہ ثابت ہوئین۔

۱۸۲۳ء مین ایک اور دقت ظہور پذیر ہوئی۔ اس وقت ......٧ پونڈ کی مالیت کے نوٹ رائج تھے۔ ان مین سے ایک تہائی کے قریب انگریزون نے رائج کئے تھے۔ انمین سے ۱/۲ حصہ کے قریب جعلی اس قابلیت سے بنائے گئے تھے۔ کہ اصلی اور نقلی مین بالکل مطلق تمیز نہ ہوسکتی تھی۔ اور باقی تمام نوٹ اہل ہالینڈ کے جاری کئے ہوئے تھے ان نوٹون نے تجارت ابتر حالت مین تھی۔ اس لئے گورنمنٹ نے انکی قیمت کو گھٹانا چاہا۔ اور اس

کارروائی سے بہی لوگ سخت بیزار ہوئے۔ بلکہ کئی لوگون کا تو دیوالہ نکل گیا۔

باوصف ان چند باتون کے لارڈ سامرسٹ کا زمانہ نہایت اقبال کا زمانہ تھا۔ اس گورنر کے عہد مین پہلا روشنی کا مینار بنایا گیا۔ افریقہ مین پبلک کتب خانہ کھولا گیا۔ مویشیون اور گھوڑون کی نسل مین ترقی ہوئی شراب اور خچرون کی تجارت خوب چمک اٹھی۔ اور ہندوستان کے ساتھ تجارت بڑھ گئی۔

ڈچ گرجا کے پادری بڑھائے گئے اور انگریزی گرجا کے گھٹا کر پانچ کر دیئے گئے ایک پادری سنہ ۱۸۱۴ء مین انگلستان سے آیا۔ مگر گورنر نے اسکو وعظ کی اجازت نہ دی اس سے فوراً سکرٹری آف سٹیٹ کے پاس بنا راضی حکم گورنر اپیل کیا جو منظور ہوگیا۔ اور آیندہ پادریون کو وعظ کی پوری آزادی ہوگئی۔

سنہ ۱۸۲۵ء مین کیپ کالونی مین ایک کونسل مقرر ہوئی جسکا منصب یہ تھا کہ جو معاملہ ضروری گورنر اس کونسل مین پیش کرے انہین گورنر کو صلاح مشورہ دے۔

اس کونسل مین چھ اہلکار تھے جنکو سکرٹری آف سٹیٹ نے مقرر کیا تھا۔ اور یہ کونسل اسلئے مقرر ہوئی تہی کہ گورنر کے لا انتہا اختیار پر ایک قسم کا دباؤ ہوجاوے۔ مگر لارڈ چارلس جیسے آزاد منش آدمی کے لئے۔ یہ کونسل بے حقیقت تہی۔ منجملہ ان کارروائیون کے جو گورنر نے کین۔ اور جن سے شور و غل مچ گیا۔ ایک یہ بہی تہی کہ اس نے اخبارون کی آزادی چھین لی اور ایک لبرل اخبار کو جسکا نام کمرشیل اڈورٹائزر تھا بند کر دیا۔

لارڈ سامرسٹ کا عہد اخیر مین آکر بدنام ہوگیا۔ قحط نے اور بہی لوگون کو پریشان کر دیا اور بیجد ٹیکسون سے اور بہی لوگ ناراض ہوگئے۔ سنہ ۱۸۲۶ء مین لارڈ موصوف کو کئی الزامات کے جواب دینے کے لئے ولایت جانا پڑا۔ اور اگر وہ ڈیوک آف بیوفورٹ اور لارڈ ہلٹن کا بھائی نہ ہوتا تو ضرور اس پر آفت آتی۔ ان بھائیون کے رسوخ نے اسکو بچالیا۔ اور اس نے گورنری سے استعفا داخل کر دیا۔

## ڈہاکا کی لڑائیان اور تباہیان

ان ایام مین ہنٹو قوم مین لڑائیان ہورہی تھین - اور تمام جنوبی افریقہ مین کیپ کالونی کی سرحد کے پرے شورش پہیلی ہوئی تہی -

۱۷۸۳ء مین پاس کے ایک سردار کی بیوی نے جو دریاے امولوسی کے کنارہ پر رہتا تھا - ایک بیٹا جنا - اُس کا نام ڈہاکا رکھا گیا - ابہی جوان بہی نہ ہوا تھا کہ باپ کو اپنے بیٹے کیطرف سے حسد اور رشک ہونے لگا - اس لئے ڈہاکا اپنی جان بچاکر وہان سے بھاگا - جب ڈہاکا باپ کے ڈر سے بھاگا - تو ڈنگی سواد کی فوج مین بھرتی ہوکر خوب داد مردانگی دی - جب ڈنگی سواد مرگیا تو فوج نے ڈہاکا کو جو مرحوم کا بڑا پیارا جرنیل تھا - حاکم اعلےٰ بنالیا - اس طرح پر گویا خوفناک ذلو طاقت کا آغاز ہوا -

ڈہاکا بڑا قوی ہیکل اور طاقت ور انسان تھا - اور اس مین بہی کلام نہین کہ بڑا لایق اور کاردان تھا - مگر اُس مین ایک بڑا سخت عیب تھا - اور وہ عیب یہ تھا کہ وہ ظالم اور بیرحم تھا - اُس کے دل مین سما گئی کہ نہ صرف مختلف قومون کو فتح کرنا چاہیے - بلکہ نیست و نابود بہی کردینا چاہیئے - دل مین یہ بات ٹھان کے کہ اُس نے فوج کو قواعد سکہانی شروع کی - اور اپنی فوج کو برچھون سے مسلح کیا - اُس نے اپنی فوج کو سمجہادیا کہ انسان کو اپنی

شہرت اور زیور پر فخر کرنا چاہیئے۔ اور بزدل اور خود سر کو جو اپنے آقا کی متابعت نہ کرے زندہ نہ رکھنا چاہیئے
اس طرف تو ذ ناکا نے قیامت برپا کر رکھی تھی اور اُس طرف یعنی سلسلہ کوہ کتھلمبا
منتاٹیبس نے فتنہ وفساد برپا کر رکھا تھا۔ یہ قوم ایک عورت کے نام سے مشہور تھی۔ جس کا نام
ماننٹیسی تھا۔

منتاٹیبس کو ۱۸۲۳ء مین گریکا نے شکست فاش دیکر منتشر کر دیا۔

۱۸۲۸ء کے موسم سرما مین ایک فوج ذلو کی اس ملک مین جنوب کی طرف سے داخل
ہوئی۔ اور باشٹی تک چلی گئی۔ ذناکا خود تو ام زم کلو مین مقیم رہا۔ اور فوج کو بھیجدیا کہ پانڈومس
ٹمبوس اور کوساز کو چن چن کر مار ڈالو۔ واقعی ذناکا کا اس قدر رعب تھا کہ اُس کا نام سنکر
یہ لوگ چھپ جاتے تھے۔ ٹمبوس اور کوسون نے جب دیکھا کہ ذناکا اُن کی جان کا دشمن
ہے۔ اور قریب ہے کہ اُنکا نام تک صفحۂ ہستی سے مٹا دے۔ تو انھون نے انگریزون سے پناہ مانگی
و مدد امداد چاہی۔ گورنر نے لفٹننٹ کرنیل سامرسٹ کو اُنکی امداد کے لیئے بھیجا اور ذناکا کی
فوج کو شکست دی۔ ستمبر ۱۸۲۸ء مین ذناکا کو اُس کے حقیقی بھائیون نے قتل کر ڈالا۔
سچ ہے ؎

بھاگ ان بردہ فروشون سے کہانکے بھائی
بیچ ہی ڈالین جو یوسف سا برادر ہووے

ذناکا کے مرنے کے بعد اُس کا بھائی ڈنگن ذناکا کی جگہ ذلو قوم کا سردار ہوا۔
ڈنگن اپنے بھائی سے بڑھکر ظالم تھا۔ مگر کاروائی اور لیاقت مین اُسکے پاسنگ بھی نہ تھا۔
ڈنگن کی اپنے ایک نائب سے جس کا نام موسی لی کیٹسی تھا بگڑ گئی۔ اِس نائب
کو ڈنگن نے ایک فرقہ کو نیست و نابود کرنے کے لیئے بھیجا تھا۔ اس نائب نے جب اُس فرقہ کو
مغلوب کیا تو تمام مال غنیمت اپنے آقا کو نہ بھیجا جس سے وہ سخت ناراض ہوا۔ اور حکم دیا کہ اس کو
اور اُس کے تمام طرفدارون کو قتل کر ڈالو۔ خوش قسمتی سے اُنکو ڈنگن کے ارادے کی پہلے خبر ہو گئی اور
بھاگ گئے۔ پھر اُنھون نے جنوبی افریقہ کے اُس حصہ مین جسکو اب سوتھ افریقن ری پبلک
کہتے ہین بازار کشت و خون گرم کر دیا۔ اور سرحد انٹ سے امینٹ بھاگ کی۔ اس کا [illegible]

موسی لی کیٹ سی سنے پہلی جہونپڑیان دریاے مرکوا کے کنارے پہ بنالین اور گردونواح کے ملک کا مالک بن بیٹھا۔

سنہ ۱۸۲۹ء مین پادری موفٹ صاحب نے اس موسی لی کیٹ سی سے ملاقات کی۔ موسی لی کیٹ سی پادری صاحب کے مطلب کو تو نہ سمجھا۔ مگر اُنکے ساتھ نہایت مہربانی اور مروت سے پیش آیا۔

اسی اثنا مین جبکہ ادہر یہ حالت تہی اُسطرح یعنے ملک کے اُس حصہ مین جسکو اب باسوٹولینڈ کہتے ہین ایک نوجوان جسکا نام موشیش تہا مختلف فرقے کے لوگونکو جمع کر رہا تھا۔ اور اُنکو ایک پولیٹیکل فرقہ بنا رہا تھا۔ موشیش ایک معمولی درجہ کے کپتان کا پسر تھا اور اُسکا باپ بہی زندہ تھا۔ مگر اُسمین قدرت نے کچہ جوہر رکھے ہوے تھے۔ اُسی نے تہابابوسیگو جو ایک سخت اور دشوار گذار مقام تھا۔ اپنا ایک قسم کا دارالخلافہ بنایا۔ یہ ابتدا مین بہت اچھی چال چلا اس نے مشہور کردیا کہ مین ذہالکا اور ڈنگن کا نمکخوار ہون انکی بہت تعظیم [illegible] تہا۔ اور بنابرین ذلوؤن نے اسکو نہ چہیڑا۔ اور نہ اسکے علاقہ پر حملہ کیا۔ اسکا دستور تھا کہ ذلوؤن کو سمور اور پر تحفہ کے طور پہ بھیجدیا کرتا تھا۔ اس مین ایک اور صفت بہی تہی کہ جو شخص اسکا تابع فرمان آرہتا تھا۔ یہ اُسکے عقیدے یا کاروبار سے کچھ سروکار نہ رکھتا تھا۔ ایک ظاہری تابعداری اور متابعت کو کافی سمجھتا تھا۔

موسی لی کیٹ سی نے اسکے برخلاف کئی بار فوج بہیجی مگر اسکے جاسوس بڑے خبردار تھے۔ انہون نے فوراً اُنکو آگاہ کردیا اور کچھ پیش نہ گئی۔ سنہ ۱۸۳۱ء مین ایک موسی لی کیٹ سی کی فوج نے اُس کے پایۂ تخت کو بہی آگہیرا۔ مگر یہ قلعہ اُن سے سر نہ ہو سکا۔ جس وقت محاصرین فاقون سے اور قلت اناج سے تنگ آگئے۔ تو بادل ناخواستہ واپس ہوئے واپسی کیوقت موشیش نے اُنکو اناج اور کئی تحایف بہیجے اس کے بعد پہر کسی نے اس کے علاقہ کیطرف رخ نہ کیا۔ سنہ ۱۸۳۳ء مین فرانس کے پادری بہی وہان گئے۔ اور مختلف فرقون کے پادریون نے نہایت جوش وخروش سے اپنا کام جاری کیا۔

## کیپ کالونی کے ۱۸۲۶ء سے لغایت ۱۸۳۵ء تک کے حالات

جب اول آف لورپول نے وزارت انگلستان سے استعفا دیا تو کیپ کالونی کے کے باشندون مین ایک عام ناراضی پہیل ہوی تہی۔ انگلستان مین اُن لوگون سے حکام کو کچھہ حمایت نہ تہی۔ پادری لوگ شور و غل مچا رہے تھے۔ کہ حبشیون سے سخت ظلم ہو رہا ہے یہان تک کہ ڈچ زمینداروں کو جو کیپ کالونی کے اصلی باشندہ ان کو دق کرتے تھے اور انکو ستاتے تھے بوئیر کے نام سے مخاطب کرنے لگے۔

ہرچند گورنر نے رپورٹ کی کہ یہ افواہ غلط ہے اور پادریون سے جو کہانیان مشہور کی ہین وہ بے سروپا ہین۔ مگر ولایت کی سوسایٹی نے نہ مانا اور بوئیرز کو قابل نفرت سمجہا کیپ کالونی کے تمام باشندے انگریز نہ تھے یہان حبشی بہی رہتے تھے۔ اور گورنمنٹ کا یہ منشا تھا کہ اُن لوگون سے اچھا برتاو کیا جاوے۔

۱۸۲۸ء مین کیپ کالونی کی عدالتون کی انگریزی طرز پر ترتیب ہوی۔ ہیمبر ولیرمان کا سلسلہ ( لینڈراسٹ ) موقوف ہوئے۔ اور اُن کی جگہہ سول کمشنر ریذیڈنٹ مجسٹریٹ۔ اور جسٹس آف دی پیس مقرر ہوئے پہر ایک عدالت اعلے

(سپریم کونسل) قایم ہوئی۔ اس عدالت کے حجان خود مختار تھے۔ اور گورنمنٹ کی جانب سے مقرر ہوتے تھے یعنے اُنکی معزول یا برطرفی کا اختیار گورنر کو نہ تھا۔ اگرچہ وہ مجموعۂ قوانین جو ڈچ نے جاری کیا تھا۔ جاری رہا۔ لیکن ضابطہ وہی رائج ہوگیا جو انگلینڈ مین رائج تھا۔ اس وقت سے یہ انتظام ہوا کہ فوجداری مقدمات کی سماعت ایک جج بہ امداد اہل جیوری کرے۔ اور سزادہی کے لئے سب اہل جوری کی رائے متفق ہونی چاہیئے اس نئے انتظام مین دیہات کی سینٹ بھی برطرف کر دی گئی۔ اور بجاے اسکے گورنمنٹ نے میونسپل معاملات کو اپنے ہاتھ مین لے لیا۔ پہلے عدالت سیشن کا اجلاس وارسیسٹر مین ہوا کرتا تھا۔ پھر کیپ ٹاؤن مین ہونے لگا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اہل جوری کے لئے انگریزی جاننا ضروری تھا۔ اور وارسیسٹر مین کافی تعداد انگریزی دان اہل جوری کی نہ تھی۔

۱۸۳۱ء مین اہل جوری کے اختیارات اور اُنکے فرایض کی تصریح کیگئی چند لوگ ان قواعد اور شرایط کے رو سے اہل جوری نہ ہوسکتے تھے۔ اس لئے اُنہون نے اس کارروائی کو ہتک عزت سمجھا۔ لیکن دم بخود رہے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ میموریل وغیرہ دینے سے کچھ فایدہ نہ ہوگا۔ اس زمانہ مین ایک بڑا قابل تعریف کام جس سے لوگ خوش ہوگئے۔ یہ ہوا کہ اُن اہلکارونکی تنخواہ مین جو ولایت سے مقرر ہوکر آتے تھے تخفیف کی گئی اسوقت تک اُن لوگون کی تنخواہین اسقدر زیادہ ہوا کرتی تھین۔ کہ کالونی کی استطاعت سے بڑھکر تھین۔ اب مناسب درجہ پر گھٹا دی گئین۔

ہم پہلے لکھ آئے ہین۔ کہ نومبر ۱۸۰۹ء سے ہاٹن ٹاٹس بغیر پاس (Pass) یعنے پروانۂ راہداری ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل مکان نہین کرسکتے تھے۔

ہاٹن ٹاٹس کے بچے جنکو آٹھ سال کی عمر تک اُنکے والدین کے آقا اور مالک پرورش کرتے تھے۔ دس سال کے لئے اُنکی خدمت کرنے کے پابند تھے۔ ڈاکٹر فلپ نے اس بات پر واویلا کی اور یہ عذر پیش کیا کہ ہر ایک کے لئے یکسان سلوک ہونا چاہیئے۔

۱۸۲۸ء مین ایک ایکٹ پاس ہوا جسکے رو سے ہاٹن ٹاٹس کو وہی پولٹیکل حقوق حاصل ہوگئے جو اہل یورپ کو حاصل تھے۔

اس قانون کا نتیجہ اچھا نہ ہوا۔ کیونکہ لوگ بہت سے بیکار رہنے لگے۔ اور آوارہ گردی بہت بڑھ گئی۔

سنہ ۱۸۲۸ء میں سر لوبری کول گورنر تھا۔ اُس نے آوارہ گردی کا انتظام کیا۔ اور دریائے کاٹ کے کنارہ پر وہ علاقہ جو گایکلنے انگریزوں کو دیا تھا۔ ہاٹن ٹاٹس کو کاشت کیلئے دیا چنانچہ دو تین ہزار ہاٹن ٹاٹس آزمائشی طور پر پانچ سال کے لیئے وہاں جاکر آباد ہوئے اور گورنر نے اُنکو غلہ اور تخم وغیرہ سے خود مدد دی۔

سنہ ۱۸۳۴ء کے شروع میں مسٹر بنجمن ڈی اربان گورنر ہوکر آئے۔ اور اُنکو سکرٹری آف سٹیٹ نے کئی باتیں سمجھا دیں۔ پہلی بات یہ تھی کہ جس قدر ہو سکے اخراجات کو کم کر دو۔ چونکہ محاصل اخراجات سے کم تھا۔ اور قرضہ بڑھتا جاتا تھا۔ اس لیئے سکرٹری آف سٹیٹ کی نہایت تاکید تھی۔ کہ جسطرح ہو سکے اخراجات کو کم کرو۔

دوسری یہ ہدایت تھی کہ طرز حکومت میں قدرے قلیل تغیر و تبدیل لابد ہے۔ مطلب یہ تھا کہ لیجسلیٹو اور اکسیکیٹو کونسلین علیحدہ علیحدہ ہونی چاہیئے۔ بغرض گورنر کے اختیارات کو محدود کرنے کے لیئے آخر کار ایک مجلس واضع آئین و قوانین قایم ہوئی۔ اس مجلس کا پریذیڈنٹ گورنر تھا۔ اور اُسکے ممبر دس تھے۔ جس میں پانچ تو بڑے اہلکار اور پانچ کالونسٹ تھے۔ جنکا انتخاب گورنر کے دست قدرت میں تھا۔

مگر اس کونسل کا تقرر ایک نرا دکھاوا تھا۔ اور یہ بات سر جارج ٹیمپر کے ایک ریمارک سے کماحقہ واضح ہوتی ہے۔ اس کونسل میں کوئی امر پیش ہوا۔ جس کی مخالفت ایک غیر سرکاری ممبر نے یعنے ایک کالونسٹ نے کی۔ اُس پر سر جارج ٹیمپر نے مفصلہ ذیل الفاظ کہے۔

آپ اس معاملہ میں خاموش رہیں۔ تو اچھا ہے۔ جو ضروری معاملہ ہوتا ہے۔ وہ فیصلہ ہوکر یہاں آتا ہے۔

اس مجلس واضع آئین و قوانین کے علاوہ ایک ایسی کیٹو مجلس بھی قایم ہوئی۔ اس میں چار جلیل القدر عہدہ دار سرکار شامل تھے۔

تیسری بات جو سکرٹری آف سٹیٹ نے اس وقت گورنر کو سمجھائی۔ وہ یہ تھی۔ کہ غلامان

کو ضرور آزاد کرنا چاہیئے۔

دراصل کیپ کالونی میں ضرورت سے بڑھکر غلام تھے۔ اور جب دوبارہ انگریزون نے کیپ کالونی کو لیا تو بہت کم غلام یہان لائے گئے۔ جب گورنمنٹ نے غلامی کو بہت نابود کرنا چاہا تو کیپ کالونی مین ابتدا مین اس بارہ مین مخالفت ہوئی۔ گورنر بھی غلامی کے طرفدار ہو گئے۔ اور کہنے لگے کہ یہان کے غلام ولایت کے مزدورون کی نسبت اچھی حالت مین مین اور قانون اس قسم کا ہے کہ انکے سختی نہین ہو سکتی۔

۱۸۱۶ء مین وہ قانون پاس ہوا تھا جسکے رو سے آقاؤن کے اختیارات جو انکو غلامون پر حاصل تھے۔ محدود کر دیئے گئے تھے۔ پہلے تو کالونسٹ نے چندان پروا نہ کی۔ لیکن جنتیون کو ایک قسم کی شکایت ہوئی۔ اور وہ گستاخ ہو گئے۔ اور حکم عدولی کرنے لگے پھر کالونسٹ نے سختی کی اور ان قوانین کی مخالفت کی۔ مگر یہ مخالفت منظور نہ ہوئی۔

۱۸۳۰ء مین وہ قانون پاس ہوا جس کے رو سے حکم ہو گیا کہ آیندہ غلامون کی خوراک کسی خاص مقدار تک تعین کی جاوے۔ پھر ۱۸۳۲ء مین ایک اور قانون کونسل مین پاس ہوا۔ جس کے رو سے غلامون سے کوئی نو گھنٹے سے زیادہ محنت نہ لے سکتا تھا۔

اس قانون سے لوگ بہت خفا ہوئے۔ اور جا بجا کمیٹیان ہونے لگین۔ لیکن گورنر نے حکم صادر کر دیا کہ جو شرارت کریگا وہ جلا وطن کیا جاویگا۔

آخر کار ۱۸۳۴ء مین ایکٹ پاس ہو گیا کہ یکم دسمبر ۱۸۳۴ء سے غلامی کا خاتمہ سمجھنا چاہیئے۔ اور کہ مختصر امید داری کے بعد حبشیون کے لئے وہی حقوق ہونگے۔ جو سفید چمڑے والے لوگونکو حاصل ہین پارلیمنٹ نے دو کروڑ پچیس لاکھ پونڈ بطور معاوضہ ان لوگونکے لئے تجویز کیا جنکے پاس غلام تھے۔ اور جو انکو جبراً آزاد کرنے پڑے۔ یہ معاوضہ انیس بستیون کے لئے تھا۔ اور ہر ایک بستی کا حصہ اس رقم مین غلامون کی تعداد پر منحصر تھا۔

بستی مین انتیس ہزار غلام تھے۔ ان مین تین چار ہزار کے قریب بوڑھے ضعیف اور کام کے ناقابل تھے۔ باقی ۲۵ ہزار غلامونکے لئے تیس ۳۰ لاکھ پونڈ معاوضہ گورنمنٹ نے منظور کیا۔

ایک اور بات جو مسٹر بنجمن ڈی اربان کو سکرٹری آف اسٹیٹ نے سمجھائی تھی یہ تھی سرحد کے سرداروں سے رابطہ اتحاد قائم رکھے۔

شمال اور مشرقی یعنی سرحدوں پر سرحدوں میں ابتری پھیلی ہوئی تھی۔ دریائے اورینج کے قرب و جوار میں ایک گریکا کا کپتان جسکا نام انڈریز واٹر بوئیر تھا رہتا تھا۔ اس شخص کے ساتھ پادری کے ذریعہ سے ایک عہدنامہ ہوا اس کا وظیفہ سرکار نے مبلغ یکصد پونڈ مقرر کر دیا اور مبلغ ۵۰ پونڈ اسکو ایک مشن اسکول کے لیے دیئے گئے۔ اسکو دو صد بندوقین اور سامان حرب یعنی بارود وغیرہ بھی سرکار نے دیا۔ اس مہربانی کے عوض میں اُسنے وعدہ کیا کہ مین ہمیشہ سرکار کا وفادار دوست رہونگا۔ اور اپنے علاقہ کے گرد و نواح مین کبھی فتنہ برپا نہین ہونے دونگا۔ یہ اس قسم کا پہلا عہدنامہ تھا جو جنوبی افریقہ مین ہوا واٹر بوئیر اپنے وعدہ پر قایم رہا۔ اور اُس نے سارقون کی جو مار دھاڑ کرتے پھرتے تھے خوب بیخ کنی کی۔

پھر سر بنجمن ڈی اربان نے مشرقی سرحد مین دورہ کر کے سردارون کو ساتھ اسی قسم کا عہدنامہ کرنا چاہا لیکن کیپ ٹاؤن سے اسکا انکال نہ ہو سکا۔ اس لئے ابھی اُس کو آئے ایک سال بھی نہ ہوا تھا کہ چھٹی لڑائی کافرونکی شروع ہوگئی۔

لارڈ چارلس سامرسٹ کی یہ تجویز تھی کہ وہ سرزمین جو دریائے فش اور دریائے کسکاما کے درمیان ہے خالی پڑی رہے۔ مگر اسمین اُسکو کامیابی نہ ہوئی۔ کیونکہ رہزن وہان بلا وقت داخل ہوگئے۔ اس لئے دو قبیلے کوسا کے جنکی نسبت گمان تھا کہ وہ دوست ہین۔ اور جو گایکا کے دو بیٹون مکوما اور ٹیالی کے ماتحت تھے۔ وہان مقیم کیے گئے۔ مگر یہ بھی اُسی تھیلی کے چٹے بٹے نکلے۔ اور انھون نے بھی سرکار کی رعیت کو دق کرنا شروع کیا اور اس لئے انکو بھی وہان سے نکال باہر کرنیکی ضرورت محسوس ہوئی۔

کچھ عرصہ کے بعد ندلیمبی اور اُسکا ایک بیٹا سرکار نے جائز سردار تسلیم کیا اور اسوقت سے گایکا کے بیٹے انگریزون کو اپنا دشمن سمجھنے لگے۔

گورنر انکی حرکات سے ایسا ناراض ہوا کہ یکے بعد دیگرے انکو اُس نے نکال باہر کیا اور اسپر سخت ناراضگی اُن لوگون مین پھیل گئی۔

سنہ ۱۸۲۹ء مین گائیکا مر گیا۔ اور ایک نوجوان لڑکے کو جسکا نام سنڈیل تھا۔ اپنا قایم مقام کر گیا۔ لیکن چونکہ سنڈیل نابالغ تھا اسلیئے مکوما اپنے سوتیلے بھائی کا سربراہ ہوا مکوما اگرچہ بڑا دلیر اور دلاور تھا۔ ندیمی اُس سے ایک سال پہلے مر چکا تھا۔ اُسکی وفات پر اُسکے بیٹے اور پوتون مین فساد شروع ہوا۔ اور اُن مین سے کئی مکوما سے طالب امداد ہوئے۔

جبکہ طرفین کی یہ حالت تھی تو چند کوسا نے قلعہ بیوفورٹ سے چند افسرون کے گھوڑے چُرا لیئے۔ اسپر اُنکی لڑائی گورے سپاہیون سے ہو گئی۔ اور ایک کپتان فریق مخالف کا کسیقدر زخمی ہوا۔ اور ٹیالی کے مویشی انگریزون نے پکڑ لیئے۔ اس پر کوسا سردار بگڑ گئے۔ اور اُنہون نے اعلان جنگ کر دیا۔

۲۱ دسمبر سنہ ۱۸۳۴ء کو قریباً اٹھارہ ہزار کار آزمودہ سپاہی کوسون کے دریاے فش کے مشرق کیطرف انگریزی علاقہ مین عالم بیخبری مین حملہ آور ہوئے مکانات کو جلا گئے۔ اور جو انگریز اُنکے ہاتھ آیا اسکو قتل کر گئے۔

ان لوگون کو اس حال کی خبر نہ تھی عالم خوف و خطر مین جدہر جسکا سینگ سمایا اودہر وہ بھاگ گیا۔ اور بہت سے لوگون نے گرہم ٹوٹن اور تیھورسٹ مین پناہ لی۔ جب اس حادثہ کی خبر کیپ ٹاؤن کو پہنچی تو کرنیل سمتھ صاحب جو بعد ازان سر ہنری سمتھ ہوئے فوراً سرحد پر گئے۔ اور وہان جاکر جنگ کی تیاریان شروع کر دین۔ کرنیل سمتھ کے وہان جانے کے بعد گورنر بھی وہان پہنچا اور تمام زمینداروں کو فراہم کر کے ایک فوج تیار کرنی شروع کی۔ لیکن کوسون نے حسب معمول تیاریان دیکھکر اپنے مویشی کی مین بھیجدیئے اور وہ جھاڑیون اور تلب مقامات میں داخل ہو گئے۔

کوسون کا دستور تھا کہ وہ کبھی انگریزون کے ساتھ میدان مین نکل کر مقابلہ نہین کیا کرتے تھے۔ ابکے بھی اُنہون نے ایسا ہی کیا کبھی ایک جنگل مین چھپ جاتے تھے کبھی دوسرے مین جاکر سر نکالتے تھے اسلیئے گورنر نے کئی چوکیان قایم کین۔ اور خود بڑی فوج لیکر کی بر پہنچ گیا تاکہ اپنے مویشی جو کوسے لے گئے تھے واپس لیوے۔ اس لڑائی مین کرنیل سمتھ نے خوب سی داد مردانگی دی اور کوسون کو ایسا پریشان کیا کہ اُنکا سردار خود امان مانگتا ہوا آ گیا۔ اور اپنا ایک لڑکا اور ایک بھائی بطور ضامن انگریزون کے حوالہ کر گیا۔ پھر اس سردار

ہی کرنیل سمتھ کو کہا کہ آیئے مین آپکو بتاؤن تمہارے مویشی کہان ہین کرنیل موصوف نے اسکے ساتھ آدمی کر دیئے۔ مگر راہ مین اس سردار نے بھاگنے کی کوشش کی اسپر ایک کانسٹ نے جو اس کے تعاقب مین گیا تھا اسکو گولی مار کر مار دیا۔

کریلی اپنے باپ کی جگہ کوسون کا سردار اعظم ہوا اس نے وعدہ کیا کہ مین قسطون سے مویشی حوالہ کر دونگا۔ چنانچہ اس شرط پر صلح ہو گئی ۱۸۳۵ء مین کی کے قبیلون نے ہی متابعت اختیار کی۔ سر بنجمن ڈی اربان نے پھر ایسی تجویزین صلح قایم رکھنے کی کین۔ کہ آج تک سب انگلو پسند کرتے ہین۔ اس نے دریاے کس کا ما اور کی ورمیان کو سا توم کو آباد کیا۔ اس علاقہ کا نام اُس نے کوین ایڈیے لیڈ رکھا اور کرنیل سمتھ کو ایسے مقام پر تعین کیا۔ جسے کنگ ولیم ٹون کہتے ہین۔

کیپ ٹاؤن مین کافرون کی سرحد سے پانچسو میل کے فاصلہ پر ایک پارٹی تھی۔ جسکا سرغنہ ڈاکٹر فیلپ تھا۔ اُس نے یہ تجویز گورنر کی بالکل ناپسند کی۔ اس پارٹی کا یہ منشا تھا کہ نیٹو قوم زیر رسوخ پادریان مختلف ریاستین قایم کرے۔ اور وہ یورپین جنکو پادری لوگ پسند نہین کرتے ان سب سے علیحدہ رہین۔

ڈاکٹر فلپ گورنر کی تجویز کی مخالفت کے لیے ولایت ہی جا پہنچا۔ اور اپنے ساتھ چند ہاٹن ٹاٹس بھی لیگیا۔ ڈاکٹر فلپ ہوس آف کامنز کی ایک کمیٹی کے روبرو بھی پیش ہوا۔ اور اُس نے ایک طول طویل تقریر کی۔ اور گو اُس کی تقریر جو شہادت سمجھی گئی۔ محض ایک ذاتی راے تھی۔ لیکن اُس کو کمیٹی نے بڑی وقعت دی۔ اور اُن لوگون کی راے سے جنکو بڑا تجربہ تھا۔ بہتر سمجھا۔

ڈاکٹر فلپ کی راے کے متفق کپتان سٹاکن سٹرام کی بھی رائے تھی۔ یہ شخص جنوبی افریقہ مین پیدا ہوا تھا۔ اس اثنا مین ارل آف گلن ایلج سکرٹری آف سٹیٹ ہو گئے۔ انہون نے بھی ڈاکٹر فلپ اور کپتان سٹاکن سٹرام کی راے کو پسند کیا۔ اس جدید سکرٹری آف سٹیٹ نے فوراً ایک مراسلہ ۲۶ دسمبر ۱۸۳۵ء بنام سر بنجمن ڈی اربان روانہ کیا۔ اور اُس مین اسکی تمام کارروائی کو ناپسند اور منسوخ کر کے یہ

قرار دیا کہ مشرقی اضلاع کے لئے ایک لفٹنٹ گورنر حال مین مقرر کیا جاویگا۔

جب یہ مراسلہ جنوبی افریقہ مین پہنچا تو تمام لوگون کو سخت حسرت اور ایک قسم کی بےچینی ہوئی۔ دوسرے میل مین یہ خبر آئی کہ کپتان سٹاکن سٹرام لفٹنٹ گورنر مقرر ہوئے ہین۔ اور حال مین آنے والے ہین۔

اس مراسلہ پر برگس کاونسٹ نے بڑے زور سے اعتراض کیا اور درخواست کی کہ پہلے اچھی طرح تحقیقات کرلو۔ لیکن اُنکی واویلا کسی نے نہ سنی اور کچھ نہ ہوا۔

گورنر نے پھر لکھا کہ جو کچھ تجویز مین نے کی ہے۔ وہ نہایت مناسب ہے۔ اور اسکا نتیجہ بہت عمدہ ہوگا۔ مگر بجائے اس کے کہ اُسکی تجاویز کی قدر دانی ہوتی۔ اور اُن کو رائج العمل کرنے کی کوشش کیجاتی۔ اُس کو اس عہدۂ گورنری سے برطرف کردیا گیا اسپر ڈچ کاونسٹ ایسے بیزار ہوئے کہ وہ انگریزی علاقہ سے نکل کر بھاگ گئے۔ اور اُنھون نے جنگلون مین اپنے لئے نئے گھر بنانیکا مصمم ارادہ کرلیا۔ پس اُنہون نے اپنے لئے وہ جنگل پسند کیا جو زولا کا کی لڑائیون کے بعد خالی پڑا ہوا تھا۔

# فصل شانزدہم

## کیپ کالونی سے لوگون کا نقل مکان

## اور

## لمپوکے جنوب سے موسے لی کٹ سی کا نکالا جانا

انگلستان کے لوگون کو انیسوین صدی کی ایک بڑی عجیب بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ ۱۸۳۶ء کے بعد ہزارون کالونسٹ کیپ کالونی سے اپنے گھر چھوڑ کر جنگلون مین چلے گئے اور جنگلون مین اُنہون نے ایسے ایسے صدمے اور ایسی تکلیفات اُٹھائین کہ جنکا حال ناگفتہ بہ ہے۔ اور یہ تکلیف اُنہون نے محض اس لئے اُٹھائی کہ کسیطرح حد برٹش وال سے وہ باہر ہوجائین۔ لیکن اگر ڈچ کا کریکٹر اچھی طرح سٹڈی کیا جاوے یعنے اہل ہالینڈ کے عادات واطوار کو اگر اچھی طرح دیکھا جاوے تو اس نقل مکان مین کوئی بھی بات قابل حیرت نہین ہے۔

یہ کالونسٹ انہین لوگون کا خون اور گوشت وپوست تھے جو فلپ ثانی والئے ہسپانیہ کے مقابلہ مین کھڑے ہوگئے تھے۔ ان لوگون کو گاڑیون مین رہنے اور شکار پر زندگی بسر کرنیکی عادت تھی۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ اُنکو کونسی ایسی تکلیف تھی۔ جس بیئے اُنھون نے اپنا گھر بار چھوڑا اور جنگل و بیابان کی بادیہ پیمائی پسند کی۔

ان لوگون کو اس وقت مفصلۂ ذیل شکایات تہین

اوّل۔ اُن پر ایک غیر گورنمنٹ فرمان روا تھی۔ جن کو اُن سے کچھہ حمایت اور ہمدروی نہ تھی۔

دوم۔ حکم ہوگیا تھا کہ اُن کی زبان دفترون مین اور عدالتون مین مستعمل نہ ہو۔

سوم۔ لنڈن مشنری سوسائٹی کے سپرنٹنڈنٹ کو اُن سے سخت مخالفت تہی۔

چہارم۔ انگلستان کی کئی سوسائٹیون نے جو محض برائے ہمدردی قایم ہوئی تھیں۔ انکو سخت بدنام کر رکھا تھا۔

پنجم۔ دفعتاً اُن کے غلام آزاد کردیئے گئے تھے۔ اور انکو جایز اور مناسب معاوضہ جسکے یہ مستحق تھے۔ نہین دیا گیا تھا۔

ششم۔ حبشیون کو اُن کے برابر پولیٹیکل عہدے دیدیئے گئے تھے اور کوئی قانون آوارہ گردی کے روکنے کے لئے جاری نہ ہوا تھا۔

ہفتم۔ مشرقی اضلاع مین امن و حفاظت مال و جان کا کوئی بندوبست نہ تھا۔

یہ سات شکایتین تو بہت مشہور تہین ان کے علاوہ اور بھی کئی باتین تہین جن کے باعث یہ ڈچ کالونسٹ نہایت شاکی تھے۔ اور ہر وقت بیزار رہتے تھے غرض ان شکایات کا اظہار کرکے یہ لوگ اپنا اسباب چھکڑون اور گاڑیون پر لادکر بہت سا بارود اور سامان حرب لیکر یہان سے روانہ ہوگئے۔ اور شمال کے جنگلون مین گھر ڈھونڈھنے لگے۔ یہ لوگ اپنے ساتھ مویشی اور بکریون اور بھیڑون کے گلے بھی لے گئے آہستہ آہستہ یہ قافلہ سفر کرتا تھا۔ اور جہان کہین اُنکو کوئی مرغزار جگہ نظر آتی تہی۔ وہان یہ قیام کرتے تھے۔

چونکہ برطانیہ کلاں کی پالیسی یہ تھی کہ جنوبی افریقہ مین وہ اپنی قلمرو کو وسعت نہ دیوے ۔ اس لئے یہ لوگ دریائے اورنج کے پرے جو علاقہ تھا ۔ اُس کو علاقہ سرکار نہ سمجھتے تھے ۔

پہلا گروہ جو بستی سے روانہ ہوا وہ ذوٹ نپنز برگ کی طرف چلا گیا ۔ اور وہان سے دو حصون مین منقسم ہوگیا ۔ ہر ایک حصہ مین قریباً پچاس آدمی تھے ۔ اس گروہ کے ایک حصہ پر ایک دفعہ حبشیون نے حملہ کیا ۔ اور بجز دو بچون کے تمام کو تہ تیغ کر دیا ۔

دوسرا حصہ خلیج ڈیلا گوا کی طرف چلا گیا ۔ یہان اُنکو بخار نے آدبایا ۔ اور صرف ایک مرد اور چند عورتین اس بخار خانہ خراب سے زندہ اور سلامت رہین ۔ ان لوگون نے بڑی تکلیفین اٹھائین ۔ اگر اُن کی امداد اس آڑے وقت مین اہل پرتگال نکرتے تو ایک بھی اُن مین سے زندہ اور سلامت نہ رہتا ۔ پہلی پارٹی یعنے گروہ کا تو یہ حشر ہوا ۔

دوسرا گروہ جس نے کیپ کالونی سے نقل مکان کیا ۔ اس گروہ سے بہت بڑا تھا ۔ اور اُن کا سرغنہ یعنے لیڈر ایک ایسا شخص تھا ۔ جس کو انتظام کا بڑا ملکہ تھا ۔ اس لیڈر کا نام ہنڈرک پاٹ جیٹر تھا ۔ یہ گروہ رفتہ رفتہ دریائے وٹ تک جا پہنچا اور پاٹ جیٹر کی اُس جگہ ایک دیسی کپتان سے ملاقات ہوگئی ۔ جو نہایت ابتر حالت مین تھا ۔ اس کپتان سے پاٹ جیٹر نے وہ اراضی خرید لی جو دریاے وٹ اور وال کے درمیان ہے ۔

کچھ عرصہ کے بعد پاٹ جیٹر اور گیارہ کس اور حال کی جانب روانہ ہوئے اور وہان کا علاقہ سرسبز اور زرخیز دیکھ کر بہت خوش ہوئے ۔ یہ ایسا مقام تھا کہ جہان سے خلیج ڈیلا گوا کی راہ سے اور ملکون کے ساتھ میل جول ہو سکتا تھا ۔

یہ لوگ یہ قدرتی سامان دیکھ کر بہت خوش ہوئے ۔ اور اپنی قیامگاہ کیطرف واپس آئے ۔ تاکہ اپنے کنبون کو بھی وہان لیجائین ۔ مگر وہان آکر اُن کے رونگٹے کھڑے

ہوگئے۔ کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ ان کے بہت سے دوست نہایت بیدردی کے ساتھ قتل کیے گئے ہیں۔

اصل معاملہ یہ تھا کہ چند موسی لی کیٹ سی ادہر سے گذرے تھے انہوں نے ان لوگوں کو دیکھا۔ اور قتل کرنا شروع کر دیا۔ ان سے صرف وہی لوگ بچے جنہوں نے بھاگ کر اپنی جان بچائی۔ باقی تمام قتل ہوئے۔

پاٹ جیٹر نے ایک پہاڑی منتخب کی اور اُس پر چھکڑے کھڑے کرکے ایک مکان بنایا اور اُس کا دروازہ خار وار جھاڑیوں سے تیار کیا۔ اس شخص کے ساتھ صرف چالیس آدمی تھے۔ جو اس عجیب وغریب قلعہ میں پناہ گزین ہوئے۔

تھوڑی دیر کے بعد متابلی گروہ نے اُن پر حملہ کیا۔ مگر اُن چالیس آدمیوں نے اُن پر گولیاں برسائیں۔ اور اُن کو پسپا کر دیا۔ مگر یہ خون خوار گروہ باز نہ آیا پھر انہوں نے ان بیچاروں پر حملہ کیا اور کوشش کی کہ کسیطرح چھکڑوں کو علیحدہ علیحدہ کرکے سب کو قتل کر دیں۔ مگر پھر بھی یہ بات پوری نہ ہوسکی۔

اس عجیب وغریب قلعہ کے چالیس آدمیوں نے بھی اندر سے خوب ہی باڑیں ماریں۔ آخر ہار کر یہ حملہ آور ان بیچاروں کے مویشی لیکر چلے گئے۔ مگر اس حملہ میں ان کے بھی ڈیڑھ سو سے زیادہ آدمی کام آئے۔ مویشی کے جانے سے ان لوگوں کو سخت تکلیف ہوئی۔ اور یہ تنگدست ہوگئے۔ اگر خوش قسمتی سے ایک تیسرا گروہ ان ایام میں وہاں نہ آجاتا تو بیشک انکو بڑی دقت ہوتی۔

اس اثنا میں ایک تیسرا گروہ جس کا سردار گرٹ مرٹیز تھا۔ ان لوگوں کی امداد کے لیے وہاں پہنچا۔ یہ لوگ بھی عجیب قسم کے تھے۔ بجائے اس کے کہ بھاگ جاتے بہ استقلال تیاریاں کرنے لگے کہ موسی لی کیٹ سی پر حملہ کریں۔ چنانچہ انہوں نے بہت زور وشور کی تیاریاں کیں اور ایسے وقت میں کہ جب دشمن کو خبر نہ تھی اُن کے قیامگاہ پر شبخون مارا اور قریب چار سو آدمی کے قتل کر ڈالے دشمن بیخبر تھا۔ اس اچانک حملے نے اُس کو سخت مضطرب کر دیا اور پاٹ جیٹر اور اسکے طرفدار دشمن کے

مکان جلا کر واپس آ گئے۔

پھر انہون نے دریائے وٹ کے قریب ایک بڑا خیمہ نصب کیا اور اس مقام کا نام انہون نے وان برگ اس فتح کی یادگار مین رکھا۔

سنہ ۱۸۳۷ء مین ایک کمیٹی ان تمام لوگون کی جو نقل مکان کر کے آئے تھے وان برگ مین ہوئی۔ اس مجلس مین پیٹر ریٹیف ایک بڑا لائق آدمی بھی شامل تھا۔ اس کمیٹی نے ہجسلیٹو اختیارات ایک کونسل کے سپرد کئے اور انتظامی معاملات مسٹر ریٹیف کے حوالہ کر کے اسکو کمانڈنٹ جنرل کا خطاب دیا۔

ڈاکٹر فلپ کی کارروائی نے ان لوگون کو یہان تک برگشتہ کر دیا تھا کہ ان سب نے قسم کھائی کہ ہم لوگون کو لنڈن مشنری سوسائیٹی سے کچھ تعلق نہ ہوگا۔ پھر اس کے بعد بھی اور گروہ لوگون کے آتے رہے اور اُن کے ساتھ شریک ہوتے رہے۔

پیٹر ہواس ایک لیڈر ان لوگون کا کچھ عرصہ کے بعد نٹال مین گیا۔ اور اس جگہ کی تعریف مین اُس نے پل باندھ دیئے۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد ان لوگونکو متابلی پر فوج کشی کرنے کا شوق چڑھ آیا۔ اور ان لوگون نے اپنی فوج کو دو حصون مین تقسیم کیا۔ ایک دستہ تو زیر کمان مینڈرک پاٹ جیٹر تھا اور دوسرے کا کمانیر پیٹر ہواس تھا۔ ان لوگون نے چونکہ ان کے پاس اچھے اسلحہ تھے ایک کثیر فوج پر جو اُن سے کئی گنہ زیادہ تھے حملہ کیا۔ اور موسی لی کٹسی کو بھگا دیا۔

موسی لی کٹسی کی فراری کے بعد کمانڈنٹ پاٹ جیٹر نے اعلان کر دیا کہ تمام علاقہ جہان جہان اُنکا قدم گیا ہے۔ اب اُنکی ملکیت ہے۔ اس علاقہ مین مفصلہ ذیل مقامات شامل تھے بہت سا حصہ اُس جگہ کا جہان اب جنوبی افریقہ کی ریپبلک ہے موجودہ اورنج فری سٹیٹ کا نصف حصہ۔ اور کل جنوبی رٹ شوآنا لینڈ جو کلاتھری کے جنگل تک ہے اس علاقہ مین اسوقت کوئی قوم آباد نہ تھی۔ اور ایکطرح پر ویران پڑا ہوا تھا۔ اگر یہ لوگ متابلی قوم کو مار کر نہ بھگا دیتے تو شاید یہ علاقہ ابتک جنگل ہی رہتا۔

# فصل ہفتدہم

## ذلوون کی تباہی اور نٹال مین جمہوری سلطنت کا قایم کرنا

تمام دنیا مین کوئی قطعہ اراضی بلحاظ قدرت اسقدر خوشنما نہین ہے جیسی کہ نٹال کی سرزمین ہے یہ قطعہ ڈریکنسبرگ تک پھیلا ہوا ہے اور یہ مقام بحر ہند تک گویا اس خوشنما سرزمین کی حد ہے یہان کی آب و ہوا نہایت مفرح ہے۔ طرح طرح کے پودے یہان پھولتے پھلتے ہین اور مرغزارون مین ہر طرف چشمے نہایت خوشنما نظر آتے ہین۔

جب پیٹر ریٹیف اس علاقہ مین گیا تو اُسکو یہ مقام نہایت پسند آیا۔

کئی انگریزون نے جنہون نے یہ علاقہ دیکھا ہوا تھا کئی درخواستین گورنمنٹ کے پاس کین کہ اس علاقہ کو ضرور اپنی قلمرو مین شامل کر لو مگر گورنمنٹ کو اپنی قلمرو کو وسعت دینی منظور نہ تھی اسلیئے اُس نے یہ درخواست منظور نہ کی۔ آخر کار دو انگریزون نے جو ذلو زبان جانتے تھے ریٹیف کو اپنے ساتھ ڈنگن کے مکان پر لے گئے۔ جسکے قبضہ مین اسوقت یہ علاقہ تھا

اسوقت دار الخلافہ ذلو

امکن گن ہلوو تھا۔ یہ مقام قوسکل دایرہ تھا۔ جسکے اندر سپاہیون کی بارکین اور باشندون کی جھونپڑیان تھین۔ اس جگہ ایک پادری بھی رہتا تھا۔ مگر ہرچند اُس نے وعظ اور پند و نصیحت کی کسی نے اُسکی تقریر یا اُسکی نصیحت کو پسند نہ کیا تھا۔ اس جگہ ایک اور انگریز ولیم وڈ بھی ہما

تھا۔ یہ ابھی کمسن لڑکا تھا۔ اور ڈنگن کا ترجمان اور پرائیویٹ سکرٹری تھا۔

ڈنگن نے ریٹیف سے ظاہرہ نہایت محبت اور اخلاص سے ملاقات کی۔ اس کو خوش کرنیکے لیے تمام فوج کو پریڈ کے میدان مین پیش کیا۔ پھر ایک قسم کا رقص دکھایا۔ جس مین سپاہیون کے ساتھ سکھائے ہوئے بیل بھی ناچتے تھے۔ پھر ریٹیف اور اُس کے انگریز رفیق کی اُس نے پرتکلف دعوت کی اور اپنے باورچی خانہ سے اُس نے پارچیات گوشت اور بیر شراب اُن مہمانون کے لیے بھیجی۔

جب ریٹیف نے نٹال کا ذکر کیا تو ڈنگن نے کہا کہ تمہاری درخواست منظور ہوجائیگی بشرطیکہ تم اپنی دوستی ثابت کرو۔ اور سات سو مویشی جو ہمارے سکونیلا پسر ماناٹسی نے سرقہ کیے ہین ہم کو اُس سے واپس لیدو۔ ریٹیف نے یہ شرط منظور کرلی۔ اور جب وہ ونبرگ مین واپس گیا تو اُس نے سکونیلا کو بلا بھیجا۔ اور اُسکو کہا کہ بھلی نیت سے وہ مویشی واپس کردو اس شخص نے بلا رد وکد مویشی حوالے کردیے۔

ریٹیف مویشی لیکر ڈنگن کیطرف روانہ ہوا اُس وقت اُسکے ساتھ ۶۵ یورپین اور تیرہ ہاٹن ٹاٹس تھے۔

ڈنگن اب کے پھر نہایت اخلاص سے پیش آیا اور پھر ظاہرہ پرتکلف دعوت کی اور ظاہرہ مویشیون کے واپس آنے سے بہت خوش ہوا۔ پھر اُس نے پادری اوین کو کہا کہ ایک اقرار نامہ لکھدو جسکا مطلب یہ ہو کہ مین نے نٹال ریٹیف کو دیدیا ہے پادری صاحب نے اقرار نامہ حسب مطلوبہ لکھدیا۔ یہ انگریزی زبان مین تھا جب اُسکا ترجمہ اُسکو سنایا گیا تو اُس نے اُس کے مضمون کو پسند کیا۔

بیچارہ ریٹیف اس وقت چکمہ کہا گیا۔ اور اس نے مکار ڈنگن کو واقعی اپنا دوست سمجھا۔ پھر جب سب کاروائی ہوچکی تو آخری ملاقات کے لیے اُس نے اُنکو اپنے مکان پر بلایا۔ اُن لوگوں کو اس مکار کی دوستی پر اسقدر اعتماد تھا کہ جب اُسکی ملاقات کو گئے تو بندوقین بھی ساتھ نہ لے گئے۔ یہ لوگ بیچ وسط میدان میں بیٹھے تھے اور منتظر تھے کہ اب شراب آئیگی اور مے نوشی کرینگے کہ دفعتاً ڈنگن نے حکم دیا کہ پکڑلو ان کو اور مارو۔ اس حکم کے سنتے ہی ایک رجمنٹ سپاہیون

کی وہاں آگئی اور انہوں نے ڈنڈوں اور سونٹوں سے ان تمام کے سر توڑ ڈالے۔ ان لوگوں میں سے نہ تو کوئی یورپین اور نہ کوئی کامن ٹالٹس بچا۔ یہاں تک کہ جو ترجمان نٹال سے ان کے ہمراہ آیا تھا وہ بھی مارا گیا۔

پھر تھوڑی دیر کے بعد ڈنگن کے دس ہزار سپاہی ان لوگوں کے کیمپ پر حملہ کر کے انکی کیمپ کے ایک حصہ پر جو دی نن میں تھا حملہ کیا۔ یہ لوگ بیخبر تھے۔ اس بیخبری کے عالم میں جو ظلم اور ستم ان پر ہوا وہ ناگفتہ بہ ہے۔ ان ظالموں نے دیکھا کہ بچہ ہے نہ دیکھا کہ عورت ہے جو سامنے آیا اسکا کام تمام کر دیا۔ بچوں کو انہوں نے ٹانگوں سے پکڑ کر اور پھیرا پھیرا کر چھکڑوں کے پہیوں سے مارا اور اس طرح انکے مغز پاش پاش کر دیئے۔ لڑکیوں کو پکڑتے تھے۔ اور انکی گردن مروڑ کر پھینک دیتے تھے۔ عورتوں کے شکم برچھیوں سے چاک کر دیتے تھے۔ اس خوفناک ہنگامہ میں ان ظالموں نے اکتالیس یورپین مرد ۵۶ یورپین عورتیں اور ایک سو پچاس یورپین بچے۔ اور دو سو کے قریب خدمتگار جو کالے تھے ذبح کر ڈالے اور ان چھکڑوں کا تمام اسباب لوٹ لیا۔

یقین تھا کہ تمام نٹال میں ایسا ہی ہنگامہ کشت و خون برپا ہو جاتا۔ اگر بیلے کو ایک نوجوان مویشیوں کے اڈے کے پاس جاگ رہا تھا۔ اس نے ایک گھوڑے کی ننگی پشت پر سوار ہو کر وہاں سے جان بچائی اور اپنے لوگوں کو خبردار کر دیا۔

آخرکار نٹال میں کمیٹی ہوئی اور عورتوں نے رو کر کہا کہ اگر تم مقتولوں کا بدلہ نہ لو تو انسان نہیں ہو۔ آخرکار پیٹر یوبیس اور ہنڈرک پاٹ جیٹر نے جو وان برگ میں تھا فوج جمع کی اور نٹال والوں کی امداد کا بیڑا اٹھایا۔ جب فوج جمع ہو گئی تو یہ امر پیش ہوا کہ اب اس فوج کا سردار کون ہو۔ ہر ایک لیڈر یہی کہتا تھا کہ میں افسر اعلےٰ ہونے کے قابل ہوں۔ آخر بڑی بحث کے بعد یہ قرار پایا کہ ایکطرف سے انگریز اور دوسری طرف سے پاٹ جیٹر اور یوبس حملہ کریں۔

ان دونوں کمانڈروں نے زولوؤں پر حملہ کیا۔ لیکن زولو پیچھے ہٹتے ہٹتے اُن کو ایک تنگ جنگل میں لے گئے۔ اور اُس جگہ یوبس مارا گیا۔ یوبس کا بیٹا نڈرک جو پندرہ سالہ جوان تھا

پاس کھڑا تھا جب اُس نے دیکھا کہ اُسکا باپ مارا گیا ہے تو وہ لوٹا اور وہ بھی مارا گیا۔

چند دن کے بعد سترہ انگریز نٹال سے پندرہ سو آدمی لیکر روانہ ہوئے سان مین تین سو یا چار سو بندوقون سے مسلح تھے یہ فوج زلوؤن کی فوج کو ٹوگیلا کے قریب ملی۔ زلوؤن نے آگے کیطرح یہ بہانہ کرنے کو گویا وہ شکست کھا کر پس پا ہوئے ہین۔ پھر اُنکو جنگل مین لیجانا چاہا اب کے پھر نٹال کی فوج دھوکھا کھا گئی۔ اور ایسے مقام پر جا پہنچی جہان اُنکو سات ہزار جوانان زلو نے چارون طرف سے گھیر لیا۔

۱۷ اپریل سنہ ۱۸۳۸ء کو ایک گھمسان لڑائی ہوئی تین بار نٹال کی فوج نے زلو کی فوج کو پس پا کر دیا۔ مگر چوتھی بار ایک اور رجمنٹ زلوؤن کی نظر آئی۔ اور اُس نے دشمنو کے حوصلہ کو بڑھا دیا۔ چوتھی مرتبہ اُنہون نے اس طرح پر حملہ کیا کہ نٹال کی فوج کے اوسان خطا ہو گئے۔ اور اُس نے شکست فاش کھائی۔ اس موقع پر دشمنون نے اس فوج کا راستہ بند کر دیا۔ اور اُسکو بھاگنے کا رستہ تک نہ ملا مگر چار انگریز اور قریب پانچسو حبشی جان بچا کر نکل گئے۔ باقی تمام گھر گئے۔ اس موقع پر اُنہون نے خوب ہی داد مردانگی دی کئی بار دشمنون کا منہ موڑ دیا مگر آخر کار یہ چند مخلوک مغلوب ہو گئے۔ بھلا کہانتک وہ اس لاانتہا فوج کا مقابلہ کرتے جب لڑائی کا خاتمہ ہوا تو تیرہ انگریزون اور ایک ہزار نٹالیون کی نعشین خاک و خون مین پڑی ہوئی نظر آئین۔ دوسری طرف سے زلوؤن کے تین ہزار سے زیادہ آدمی مارے گئے۔

اس آفت ناگہانی کے بعد کچھ عرصہ تک ان لوگون کو پھر زلوؤن پر حملہ کرنیکی ہمت نہ ہوئی۔ ابھی تک پاٹ جیٹر اور دیگر سرداران مین حسد کی آگ سلگ رہی تھی۔ اور ہر ایک یہ ہی کہتا تھا کہ مین ہی بڑا سمجھا جاؤن۔ اس شکست کے بعد پاٹ جیٹر اور اُسکے ہمراہی دریائے توئ کے کنارے پر چلے گئے اور وہان اُنہون نے پاٹ جیفسٹروم کالگانون آباد کیا۔ سرما کے موسم مین ڈنگن نے پھر اُسکے برخلاف فوج بھیجی۔ مگر اب کے اُنہون نے زلوؤن کا چکمہ نہ کھایا اور محفوظ مقام سے باہر نہ نکلے۔

نٹالیون کی خوش نصیبی سے ماہ نومبر مین ایک بڑا لایق اور کارروان آدمی نٹال مین آیا اُسکا نام انڈریز پری ٹوریس تھا۔ یہ فوراً کمانڈنٹ جنرل مقرر کیا گیا۔ اُس نے فور

چار سو چوسٹھ آدمیون کی فوج تیار کرکے ڈنگن کے دار الخلافہ کی طرف کوچ کیا۔

اُس نے اپنے ساتھ کئی چھکڑے لے لیئے جہان کہین یہ مقام کرتے تھے اُن چھکڑون کو اکٹھا کرکے کھڑے کر دیتے تھے۔ اور اُن مین پناہ لیتے تھے اُن کے جاسوس ہر وقت جاگتے رہتے اور کیا مجال کہ پرندے کو بھی قریب پھٹکنے دین تین بار پری ٹوریس کے جاسوس زلوؤن کو گرفتار کرکے لائے۔ لیکن مسٹر پری ٹوریس نے اُن کو ڈنگن کے پاس بھیجدیا۔ اور کہلا بھیجا کہ اگر وہ ہماری جاید اد جو اُس نے نٹال کے رہنے والون سے جبراً لیلی ہے واپس کردے تو صلح ہوجائیگی ورنہ خرابی ہوگی۔

ڈنگن نے اس پیغام کے جواب مین دس بارہ ہزار آدمیون کی فوج تیار کرکے بھیجدی اور ۱۶ دسمبر سنہ ۱۸۳۸ء کو اتوار کے دن صبح کے وقت اُنہون نے اس کیمپ پر حملہ کیا۔ اسطرف سے نٹال کی فوج نے ان پر خوب بندوقین مارین اور توپین چلائین اور تین ہزار زلو طرفتہ العین مین مارے گئے اور اُن کے خون سے ندی کا پانی سرخ ہوگیا۔ اس وقت سے اس ندی کا نام جہان لڑائی ہوئی تھی بلڈ ریور ہوگیا۔ پھر پری ٹوریس ڈبل کوچ کرتا ہوا ڈنگن کے دار الخلافہ کیطرف بڑھا۔ جب ڈنگن نے یہ حال دیکھا تو زلوؤن کے دار الخلافہ کو آگ لگادی اور خود بھاگ گیا۔ پری ٹوریس نے اسکا تعاقب کیا۔ مگر وہ ایسی جگہ بھاگ گیا جہان توپ خانہ نہ جاسکتا تھا۔ اس لیئے ناچار اُسکا تعاقب چھوڑدیا گیا۔ اور نٹال کی فوج چار پانچ ہزار مویشی لیکر واپس آئی۔ اس لڑائی مین چھ یورپین کام آئے اور تین زخمی ہوئے۔

جب سے یہ دشمنی شروع ہوئی تھی ڈنگن کے دس ہزار آدمی قتل ہوچکے تھے مگر ابتک اسکی فوج اسقدر زیادہ تھی کہ اُسکی پیشانی پر باوجود اس نقصان کے مطلق بل نہ آیا تھا۔

جب نٹال کی فوج واپس آئی تو پھر زلو کی فوج نے از سر نو دار الخلافہ بنالیا ڈنگن نے صلح کے لیئے پھر کوشش شروع کی۔ مگر یہ تمام اسکی چالاکی تھی۔ وہ ظاہر و صلح نہین کرنا چاہتا تھا۔ اصل منشا اسکا یہ تھا کہ یہ لوگ بیخبر ہوجائین۔ اور وہ پھر انکو دبالے۔ مگر مسٹر پری ٹوریس اُسکے فریب مین کب آتا تھا۔ اُس نے اپنی فوج کو منتشر نہ کیا۔ اور ایک قصبہ بنام پیٹر مارٹزبرگ اس طرح پر آباد کیا کہ ہر وقت مویشی کی حفاظت کے لیئے فوج موجود رہسکتی تھی۔ اور ہر مکان کے

ساتھ ایک باغ تھا۔

ستمبر سنہ ۱۸۳۹ء میں ایک بڑی بات زولوؤں کے ملک میں ہوئی۔ پانڈا ڈنگن کا سوتیلا بھائی تھا۔ پانڈا نے اپنے بھائی کے برخلاف سازش کی اور خود سردار ہونا چاہا۔ لوگ اس خونریزی اور ہمیشہ کی لڑائی سے تنگ آ گئے تھے اس لئے کئی فوراً پانڈا کے طرفدار ہو گئے چنانچہ ایک افسر جسکا نام نان گلازا تھا۔ علانیہ پانڈا کا طرفدار ہو گیا۔ اس باغی نے بہت سے لوگوں کو اپنے ساتھ ملا کر ٹوگیلا کو عبور کیا اور انگریزوں سے مدد مانگی۔

پہلے تو نٹال والے اسکے دشمن سمجھتے رہے جو ڈنگن کی چالاکیوں سے ڈرے ہوئے تھے۔ مثل مشہور ہے کہ دودھ کا جلا چھاچھ بھی پھونک پھونک کر پیتا ہے۔ اُن کو یہ ڈر تھا کہ مبادا یہ بھی فریب ہو اور ڈنگن نے اپنے بھائی کو سکھا دیا ہو کہ انکو فریب میں لا کر نیست و نابود کر دو۔ مگر اُس نے اپنی صداقت کا بہت جلد کامل ثبوت دیا۔ غرض پانڈا اور نٹالیوں میں عہد نامہ ہو گیا۔ پانڈا نے اس عہد نامہ کے رو سے اپنے آپ کو نٹالیوں کا مطیع تسلیم کیا۔ اور اس متابعت کے عوض میں ایسی مدد کا اقرار لیلیا۔ جنوری سنہ ۱۸۴۰ء تک پانڈا نٹال میں رہا۔ اور پھر کمانڈنٹ جنرل پری ٹوریس چار سو آدمیوں کی فوج لیکر ڈنگن کے برخلاف اُسکے ساتھ روانہ ہوا۔ پانڈا کی اپنی فوج میں چار یا پانچ ہزار آدمی کے قریب تھے اور اس فوج کا افسر نان گلازا تھا۔

ڈنگن کے نائب دو شخص تھے ایک کا نام ٹمبوسا اور دوسرے کا نام امتھلیلا تھا۔ ان دونوں کی صلاح مشورہ سے وہ کام کرتا تھا۔ اب ڈنگن کو معلوم ہو گیا کہ اُسکی شامت آ رہی اور اب ضرور اُسکے دانت کھٹے ہو جائینگے چنانچہ اُسی نے اُسی نائب ٹمبوسا کو نٹالیوں کے پاس پیغام صلح دیکر بھیجا۔ جب ٹمبوسا یہاں آیا تو بالحاظ قانون و انصاف وہ اور اُسکا ملازم فوراً گرفتار کئے گئے اور کورٹ مارشل کے روبرو پیش کئے گئے کہ جب نٹالیون کے ہمدرد اہل ڈلانڈ میں گئے تھے تو انہوں نے انکو قتل کیا تھا۔ عدالت نے انکو مجرم قرار دیا اور یہ فوراً قتل کئے گئے۔

اس جرم کے ارتکاب کے بعد نان گلازا کا قاصد آیا اور پیغام لایا کہ ۳۰ جنوری سنہ ۱۸۴۰ء کو ایک لڑائی ڈنگن کی فوج سے ہوئی تھی جسکا سردار امتھلیلا تھا۔ اس لڑائی میں ہم کو

فتح ہوئی اور دشمن کو سخت شکست ہوئی ہے۔

اس لڑائی مین فریقین کو نقصان ہوا۔ مگر ڈنگن کا سخت نقصان ہوا ئین لڑائی کے وقت نان گلاز نے ایک عجیب چال کھیلی۔ اُنھون نے جھوٹ موٹ کہدیا کہ نٹالی آگئے۔ یہ سنکر ڈنگن کی فوج کے پاؤن اکھڑ گئے۔ ورنہ در اصل اُنکا پلہ غالب تھا۔

ڈنگن اس شکست کے بعد سوازی کے قرب وجوار مین بھاگ گیا۔ یہ شکست ایسی تھی کہ اس سے ڈنگن کا اقتدار بالکل خاک مین ملگیا۔ اسکے کار آزمودہ سپاہی جو اسکے ساتھ ہمیشہ رہتے تھے تمام اس لڑائی مین مارے گئے تھے اُنھون نے حق نمک ادا کیا۔ اور میدان جنگ سے بھاگنا گوارا نہ کیا۔ یہ خود بھاگ کر سوازی مین توچلا گیا مگر وہان اُسکو کسی نے عالم بیخبری مین قتل کرڈالا جو لوگ اُسکے ساتھ بھاگ کر گئے تھے وہ اُس کے قتل ہونے کے بعد پانڈا کے پاس آگئے۔ اور وہ اُنکے ساتھ نہایت مہربانی سے پیش آیا۔ اس خاتمہ کے بعد بہت سا مال غنیمت فتحیابون کے ہاتھ آیا۔ اس مین سے چالیس ہزار مویشی مسٹر پریٹوریس کی حوالہ کردئیے گئے اور مسٹر پریٹوریس نے حسب ضابطہ پانڈا کو ذلوؤن کا سردار قرار دیا مگر وہ نٹالیون کا ایجنٹ سمجھا گیا اور نٹال کی سرحد تمام دریا سے توکیلا تک پھیل گئی +

# فصل شانزدہم

## نٹال پر سرکاری افواج کا قبضہ

اُن زمینداروں نے جو سرکاری علاقہ سے نقل مکان کرکے گئے تھے اب جنوبی افریقہ کو زولوؤں کے تشدد سے بری کردیا اور ظالم متابیلیوں کو ایسے جنگلوں میں نکال دیا جہاں کا حال یورپینوں کو مطلق معلوم نہ تھا۔ اگرچہ اُن زمینداروں نے زولوؤں کو زیر کرلیا۔ مگر اُن میں حکومت کی قابلیت نہ تھی جو گورنمنٹ اُنھوں نے قایم کی تھی۔ وہ نہایت کمزور اور ناقابل تھی۔ حکومت بغیر کافی محصول کے نہیں چل سکتی۔ لوگ اس گورنمنٹ کو برائے نام محصول ادا کرتے تھے۔ مختلف عہدوں پر عموماً اس قسم کے آدمی ممتاز تھے جنکو اپنا نام تک لکھنا بھی نہ آتا تھا۔ ان لوگوں کو بڑا لحاظ اس بات کا رکھنا چاہیے تھا کہ کسی طرح انگریزی گورنمنٹ اُن سے ناراض نہ ہوجائے مگر اس بات سے وہ بالکل بے پرواہ تھے اور اُنکو انگریزوں کی خفگی یا ناراضگی مطلق ڈر نہ تھا۔

انگلستان میں آجکل یہ مسئلہ درپیش تھا کہ سفید چمڑے والی قوموں اور کالوں میں کچھ تمیز ہونی چاہیے اور اول نوکر کو پڑھانا لکھانا اور بڑھانا چاہیے۔ مگر ڈاکٹر فلپ اور اُسکے طرفدار اپنی کھچڑی علیحدہ پکارہے تھے۔ آخرکار بڑی بڑی سوسائٹیوں نے اہلکاران سرکار کو منالیا کیپ کالونی کی گورنمنٹ کو لکھا کہ وہ اُن لوگوں کو جو گھر چھوڑکر چلے گئے ہیں مجبور

کریں کہ وہ وطن مین واپس آجاوین - اور مزید کشت وخون سے باز رہین - ان ایام مین ایک
اور خرابی ہوئی - ان نٹالیون نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کے علاقہ مین کوئی بنٹو نہ آئے - اور اگر
کوئی آوے تو جان سلامت نہ لیجاوے - سر جارج نیپر اس وقت کیپ کالونی کا گورنر تھا جب
اسکو خبر پہنچی تو اُس نے فوراً ایک دستہ فوج کا بنٹو کی حفاظت کے لیئے بھیجا - اور اس ریپبلک کی
جنوبی سرحد کے قریب ایک جنگی کیمپ قایم کیا گیا - جب یہ لوگ نٹال مین جا بسے تھے تو کیپ ٹون
مین ہمیشہ یہ کوشش ہوتی رہی تھی کہ ان لوگون کو سامان حرب نہ ملے - مگر اس کوشش مین
[illegible] ناکامی ہوتی تھی -

اب ان لوگون نے جو کیپ کالونی سے نقل مکان کر گئے تھے - اپنے لئے علحدہ
ایک بندرگاہ قایم کر لی تھی - اس سے وہ سوداگر جن کے ہاتھ مین جنوبی افریقہ کی تجارت تھی بہت
ناراض ہو گئے کیونکہ اس سے صاف ظاہر تھا کہ نٹال کا کنارہ اندرونی تجارت کا دروازہ
ہو جاوے گا -

اتفاقیہ چند بنٹو ان نٹالیون کے ہان چلے گئے اس سے نٹالی ایسے برافروختہ ہوئے
کہ انہون نے ایک رزولیوشن پاس کر دیا کہ یہ لوگ فوراً نکال دیئے جاوین اور انکو ہدایت کیجاوے
کہ آیندہ کبھی ہمارے علاقہ مین نہ آئین -

اس حرکت سے سر جارج نیپر کو بھی غصہ آگیا - اور انہون نے حکم دیا کہ جو فوج
سرحد پر ہے اسکو تقویت دی جاوے اور ان لوگون سے نٹال کی بندرگاہ چھین لی جاوے - یہ
ارادہ کر کے کپتان ٹامس سمتھ دو سو تریسٹھ سپاہی لیکر روانہ ہوئے - اور انہون نے ڈربن
مین خیمہ نصب کیا - اس پر ان نٹالیون نے جن کو ---------- وولند
سرادگے نام سے پکارتے تھے - اعتراض کیا - مگر کمانڈنٹ جنرل نے اُن کے اعتراض کی
کچھ پرواہ نہ کی -

آخرکار پریٹوریس نے جملہ زمینداروں کو جمع کیا اور ایک فوج تیار کر کے انگریزی
کمانڈنٹ کو پیغام بھیجا کہ بہتر یہی ہے کہ بھلی نیت سے یہان سے چلے جاؤ - پھر پریٹوریس نے کہلا بھیجا کہ یہ زمیندار اب خود مختار ہین - اور انکو انگریزون سے کچھ تعلق نہین ہے

مگر کپتان سمتھ نے اس بات پر زور دیا کہ تم غلط کہتے ہو۔ اگرچہ وہ انگریزی علاقہ سے نکل آئے تھے مگر اب تک وہ گورنمنٹ انگلشیہ کی رعیت ہیں۔

اب ظاہر تھا کہ لڑائی ہوگی۔ کپتان سمتھ نے اس موقع پر بڑی سخت غلطی کھائی اُسنے دشمن کو ناچیز سمجھا اور سعدیؒ کے قول کو غلط جانا کہ ؎

دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد دشمن نتواں حقیر و بیچارہ شمرد

اسکے علاوہ اُسنے اور سخت غلطی کی دشمن کی فوج قریباً تین میل کے فاصلہ پر خیمہ زن تھی ایک رات جبکہ چاندنی چٹکی ہوئی تھی وہ ایک سو سینتیس آدمی ہمراہ لیکر دشمن پر عالم بیخبری میں چھاپہ مارنیکی نیت سے روانہ ہوا۔ حالانکہ چاندنی رات تھی مگر اُسنے یہ سمجھ لیا کہ ہمکو دشمن نہیں دیکھ سکیگا۔ اس سے زیادہ اور کیا غلطی ہوسکتی تھی۔ پرٹیوریس کے پاس سوقت دو سو چھ سو آدمیونکی بھیڑ بھاڑ تھی گویا اسوقت انکی فوج سے دو چند فوج تھی

جب کپتان سمتھ کی فوج اسطرح ایک جھاڑی کے قریب پہنچی تو دشمن نے جو جھاڑی کی آڑ میں تھے اُنپر آگ برسانی شروع کی۔ انھوں نے بھی ادھر سے گلہ گولہ چھوڑ دیا مگر دشمن جھاڑی میں چھپا تھا اسکو کچھ نقصان نہ پہنچا ان کے ساتھ اسوقت دو توپیں بھی تھیں جنکو بیل کشاں کشاں لیجا رہے تھے دشمن نے تاک کر بیلوں کو مردہ کر دیا اور پھر اسطرح انپر آگ برسائی کہ کپتان سمتھ کی فوج کو بھاگنے کے سوا اور کوئی صورت نظر نہ آئی۔ دو توپیں، بیل اور جو کچھ سامان اُنکے ساتھ تھا ان زمینداروں کے ہاتھ آیا انگریزوں کے سولہ آدمی قتل ہوے اور ۳۱ زخمی ہوے اور بہت سے ڈوب گئے۔

اس فتح کے بعد پری ٹوریس نے پھر کپتان سمتھ کو کہلا بھیجا کہ اب بھی کچھ نہیں گیا اب بھی نٹال کے گرد نواح سے چلے جاؤ اور ہم لوگوں کو نہ چھیڑو۔ کپتان سمتھ نے اس معاملہ پر ظاہرا غور کرنیکے لئے اور باطن میں اپنی فوج کو مستحکم کرنیکے لئے چند دن کی مہلت لی۔ پھر کپتان سمتھ نے ایک سوار کافروں کے علاقہ کے درمیان سے گریہم ٹاؤن میں بھیجا اور امداد طلب کی۔ یہ سوار بھی صحیح و سلامت منزل مقصود تک جا پہنچا۔

جب مہلت کے دن گذر گئے تو پری ٹوریس نے اپنی توپوں سے انگریزوں کے خیمہ پر آگ برسانی

شروع کی کپتان سمتھ نے اپنے آپکو محصور سمجھ کر اپنے اردگرد بڑی بڑی خندقیں کھدوالیں اور اپنی فوجکو شہر میں رہنے کا حکم دیا اور اُسنے ذخیرہ خوراک کا قایم رکھنے کے لیے گھوڑوں کو ذبح کروا کے اُنکا گوشت خشک کروانا شروع کیا - ہر روز سپاہیونکی خوراک میں کمی ہونے لگی جون جون محاصرے میں دیر ہوتی جاتی تھی ووں ووں خوراک کی مقدار کم ہوتی جاتی تھی آخرکار نوبت یہانتک پہنچی کہ چند اونس بسکٹوں کے ٹیپے سے صرف اُن لوگوں کے لئے رہ گئے اُنکی خوش قسمتی سے پانیکی قلت نہ تھی کنوئیں جو اسکیمپ میں کھودے گئے اُن میں وافر پانی تھا اِسلئے گذارہ ہوتا گیا ورنہ خدا جانے کیا مصیبت اُن پر نازل ہوتی -

بوئر لوگوں کی فوج دن بدن بڑھتی جاتی تھی - اب اسکی تعداد چھ سو ہوگئی اگرچہ بوئر لوگوں کی فوج میں سامان حرب ختم ہوچکا لیکن انہوں نے اور بنانا شروع کردیا اور زنجیروں کو کاٹ کاٹ کر گولے بنانے کا انتظام کیا - کپتان سمتھ نے بھی اپنی فوج کی بہت اچھی حفاظت کی ہوئی تھی - ان ۲۶ دن کے محاصرے میں دشمن نے ۶۵۱ گولے توپوں کے چلائے مگر انگریزوں کے صرف آٹھ آدمی قتل ہوئے اور اسیقدر زخمی ہوئے دشمن کے چار آدمی مارے گئے اور صرف آٹھ یا دس زخمی ہوئے ٹھیک تعداد معلوم نہیں ہوسکی -

کپتان سمتھ نے جو قاصد بھیجا تھا وہ جائے مقصود پر جا پہنچا اور جب اُسنے شکست کا حال بتایا تو وہاں سے فوراً ایک سپاہی ایک چھوٹے جہاز اور کشتیوں میں سوار ہوکر خلیج الگوا کی راہ سے اسطرف روانہ ہوا ایک اور دستہ فوج کا بسمن سے محصورین کی امداد کے لیے روانہ ہوا - غرض ۲۵ جون ۱۸۴۲ء کو آب وہوا کی موافقت سے یہ امداد وہاں پہنچ گئی اور اس فوج نے دشمن پر آگ برسانی شروع کی -

ابھی دشمن کے تین ہی آدمی مارے گئے تھے اور پانچ ہی زخمی ہوسکے تھے کہ کپتان سمتھ بھی جائے محفوظ سے نکل آیا اور نٹال یہ حال دیکھکر منتشر ہوگئے اور اُنہوں نے مقابلہ کرنا مناسب نہ سمجھا اسطرح پر انگریزوں کا تسلط نٹال پر ہوگیا مگر زمینداروں نے بجائے اسکے کہ وہاں رہتے اور اپنے آپکو انگریزوں کی رعیت سمجھتے اپنا بوریا بندھنا سنبھالا کر ڈریکنزبرگ کو روانہ ہوگئے اِس لڑائی کے تین سال بعد اس جگہ ایک انگریزی گورنمنٹ قائم ہوئی اور یہاں زیادہ تر نیٹو اور وہ لوگ جو زولولینڈ سے بھاگ کر آئے تھے آباد ہوگئے -

پھر پانڈا سے کچھ مشورہ ہوا اور اُسنے وہ زمین جو دریاے لغلو اور ٹنگسلا کے درمیان تھی

انگریزون کے حوالے کر دی اس طرح پر سلسلہ کوہ تک اس علاقہ کی سرحد پھیل گئی لیکن جانب
شمال کی سرحد بجائے جنوب کی طرف سے گھٹ گئی کیونکہ اس طرف سے کچھ علاقہ
پانڈوالکو دیا گیا -

اُن زمینداروں کی نسبت جو یہان سے چلے گئے تھے انہون نے اپنا اسباب شمال سے اُٹھا لیا
تھا اب یہ اس سرزمین مین جو میگسلیس برگ اور دریائے وال کے درمیان ہے اور جہان کمانڈنٹ
پاٹ جیٹر کے ہمراہی کسی وقت مین لڑے تھے جا آباد ہوے انکو یہ مقام اسلیئے پسند آیا کہ انکو امید
تھی کہ خلیج ڈیلاگوا بے سے جو پرتگیزون کے ہاتھ مین ہے انکو اور ملکون کے ساتھ تجارت کرنیکا
موقع بہت اچھا ملجائیگا - اس جگہ انہون نے ایک گاؤن بنایا اور اُس گاؤن کا نام اوہ گ شٹڈ
رکھا - یہان وبائے بخار نمودار ہوا جس سے انکو سخت تکلیف ہوی اور چار و ناچار اُن کو اور آگے
بڑھنا پڑا - انہون نے اسکے بعد اپنے آپ کو دو گروہون مین منقسم کر لیا ایک گروہ نے تو
لائیڈن برگ کا گاؤن آباد کیا اور دوسرا گروہ پاٹ جیٹر کے ماتحت زوٹ پنسبرگ
کے شمال مین جا آباد ہوا -

انگلستان مین اس طرح اُن لوگونکا اور آگے بڑھ جانا سخت ناگوار گذرا اور اہل الملے اس
بات پر زور دینے لگے کہ انکو مجبور کیا جاوے کہ وہ فوراً اپنے اصلی وطن اور گاؤن مین واپس آجائین
کئی لوگون نے یہ رائے دی کہ سرحد پر چند ریاستین قائم کر دو جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ لوگ کہین نہین جا سکینگے
اور ان کو سامان حرب اور ضروریات روزمرہ بھی وہان ان ریاستون کی موجودگی سے نہین پہنچ
سکے گا - اس تجویز کی پٹی سر جارج نیپر کو ڈاکٹر فلپ نے پڑھائی اور ڈاکٹر صاحب موصوف نے
یہ تجویز کی کہ کچھ زمین ایسے سردار کو دیجاوے جو پادریون کو پسند کرتا ہو اور انکا کہنا بہت جلد مان لے
اور مزید برآن جب گورنمنٹ کو اسکی امداد کی ضرورت ہو تو بلا چون و چرا فرقت مستعد موجود رہے -
غرض اس قسم کا ایک شخص انگریزون کو تھابا بسیگو مین ملگیا - اس ہنک کردار اور لائق
انسان کا نام موشیش تھا یہ پادریون کا مصاحب اور مربی تھا - اسنے آ گے [illegible]
بڑی طاقت قائم کر لی تھی اور اسکا ارادہ اس طاقت کو بڑھانے [illegible] دینے کا تھا -
۱۸۴۳ء مین ایک عہدنامہ ہوا جسکے رو سے موشیش [illegible]

جو دریائے اورنج کے شمال میں بھی حاکم ہو گیا - اس حاکم کو گورنمنٹ انگلشیہ نے مبلغ ۰۰۰ پونڈ سالانہ وظیفہ دینا منظور کیا اور یہ موشیش کو اختیار تھا کہ چاہے نقد لے چاہے اس رقم کے عوض میں سامان حرب لے -

مغربی علاقہ میں جو موشیش کو دیا گیا تھا ہٹنٹوٹ لوگ نہ تھے لیکن لنڈن مشنری سوسائٹی کے ایک سٹیشن کے قرب و جوار میں جسکا نام فلوپولس تھا قریب پندرہ ہزار یا دو ہزار گریکوا تھے ان کے کپتان کا نام اڈم کوک تھا - یہ لوگ یورپین نائٹ ٹالسٹ اور حبشیون کی نسل کے دوغلے تھے اور ان میں سے کئی کیپ کالونی سے نقل مکان کر کے آئے تھے یہ لوگ کسیقدر شایستہ تھے مگر زیادہ تر اُن کا گذارہ شکار پر تھا

اس اڈم کوک کو بھی بہت سا حصہ ملک کا تفویض کیا گیا اور اس سے بھی ایک عہدنامہ ہوا جسکے رو سے اسکو حاکم تصور کر کے مبلغ یک صد پونڈ سالانہ اسکو دینے منظور ہوے علاوہ اس زر نقد کے گورمنٹ انگلشیہ نے اسکو سامان حرب اور مبلغ ۵۰ پونڈ نقد مشنری سوسائٹی کے لئے بھی دینے کا وعدہ کیا -

اِن ریاستوں سے کچھ خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا - اِن زمینداروں کے نزدیک اِن لوگون کی کچھ حقیقت نہ تھی علاوہ بریں ان لوگون میں ہمیشہ جھگڑے اور فساد ہوتے رہتے تھے - اڈم کوک محض ایک سردار گریکا کا تصور ہوتا تھا اور بس - البتہ موشیش نے ایک بڑی بھاری مخالف طاقت جنوبی افریقہ میں قائم کر دی -

# فصل نوزدہم

## ساتوین کافرون کی لڑائی کے بعد کیا ہوا

سر جارج نیپر کے بعد سر پیری گرآہن میٹ لینڈ۔ کیپ کالونی کے گورنر مقرر ہوسے۔ اُس نے جب دیکھا کہ اڈم کوک کو کوئی نہین مانتا تو اس نے اُس سے وعدہ کیا کہ اُس کی مدد کی جائے گی۔ جب اڈم کوک کو اطمینان ہوگیا کہ اُس کی امداد کے لئے گورنر خود مستعد ہے تو وہ نہایت مغرور ہوگیا اور سفید چمڑے والے لوگون سے نہایت نخوت کے ساتھ پیش آنے لگا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ اُس نے چند گریکاس کو ایک زمیندار کی گرفتاری کے لیئے بھیجا۔ جب یہ لوگ اُس زمیندار کے مکان پر گئے تو وہ مکان پر نہ تھا اُس کی عدم موجودگی مین اِن لوگون نے اُس کی بیوی کو نہایت سخت وسست کہا اور اُس زمیندار کی بندوقین اور سامان حرب وہان سے اُٹھا لائے۔ جب زمیندارون کو اس حال کی خبر ہوئی۔ تو اُنھون نے ایکا کرلیا اور اڈم کوک کے ساتھ دست وگریبان ہونے کے لیئے آمادہ ہوگئے۔ اتفاق سے اُسوقت ایک رجمنٹ انگریزون کی جس مین دو سو سپاہی تھے کولز برگ مین مقیم تھی یہ بھی اڈم کوک کی مدد کے لئے روانہ ہوگئی اور اس کے علاوہ کرنیل رچرڈس توپ خانہ اور بہت سا سامان جب لیکر اڈم کوک کی امداد کے لیئے

وہان پہنچا - اُس نے جاتے ہی زمینداروں کے نام حکم بھیجا کہ ہتھیار ڈالدو اور متابعت اختیار کرو - زمینداروں نے اس اعلان کی کچھ پرواہ نہ کی - اسپر کرنیل رچرڈسن نے حکمت عملی سے ان کو گھیر لیا - زمینداروں کے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور بھاگنے لگے مگر اب فراری ناممکن تھی اس لئے بہت سے مارے گئے - اُسی دن اُن کے جائے قیام پر انگریزوں نے قبضہ کرلیا اور جسقدر سامان حرب اور اسلحہ وہان انگریزی افسرون کے ہاتھ آئے وہ سب ضبط کرلیئے -

اسکے بعد کرنیل رچرڈسن نے زمینداروں کو کہا کہ حلف اُٹھاؤ کہ ہم ہمیشہ ملکہ معظمہ کی وفادار اور نمک حلال رعیت رہیں گے - یہ قسم تین سو سولہ زمینداروں نے کھائی باقی ونبرگ مین چلے گئے کیونکہ ان کو گرفتار اس لئے نہ کیا گیا تھا کہ وہان ان کو قید مین رکھنے کی کوئی جگہ نہ تھی -

اس اثنا مین گورنر کو معلوم ہوگیا کہ اڈم کوک کی ریاست کو ریاست بنانا اور اڈم کوک کو حاکم سمجھنا فضول ہے کیونکہ یہ بات پوری کرنے کے لیئے ایک کثیر فوج ہر وقت وہان مستعد اور تیار رہنا ضروری تھا اگرچہ اُسکو معلوم ہوگیا کہ پہلی پالیسی فضول ہے مگر وہ نہین جانتا تھا کہ کس طرح کوئی تغیر و تبدل کرے اُڈم کوک اس بات پر زور دیتا تھا کہ مین خود بادشاہ ہون اور ملکہ معظمہ کا طرفدار ہون اس لئے جو شخص میرے علاقہ مین ہے وہ میرا ماتحت اور میری رعیت ہے اور اگر وہ میری حکم عدولی کرتا ہے تو وہ باغی ہے - اس کے علاوہ اڈم کوک نے یہ بھی درخواست کی کہ جملہ سفید چمڑے والے لوگ اُس کی قلمرو سے نکال باہر کیئے جاوین -

اسی طرح موشیش کے علاقہ مین بھی کھلبلی پھیلی ہوئی تھی - پادری لوگ اُن سرداروں کے طرفدار تھے جنکے علاقہ مین وہ رہتے تھے -

اس کھلبلی مین گورنر نے صرف ایک طریقہ انتظام قائم رکھنے کا دیکھا اور وہ طریقہ یہ تھا کہ اُس نے یہ قرار دیا کہ ان لوگون کو جو کیپ کالونی سے نقل مکان کرگئے ہین - پھر کیپ کالونی مین واپس بلانا فضول ہے جیسا کہ اُس نے یہ حکم کردیا

دوبارہ کیپ کالونی مین واپس آجائین منسوخ کر دیا - پھر گورنر نے یہ تجویز کی کہ وہ زمین جو دریاے موڈر اور رایٹ کے درمیان ہے وہ اڈم کوک یورپینون کو دیدے اور وہ زمین جو دریاے رایٹ اور دریاے اینج کے درمیان ہے وہ اڈم کوک اپنی قوم گریکا کو دیدے - ان یورپینون کا افسر ایک انگریز ہوگا جسکو گورنر نامزد کرے اور جسکو اڈم کوک ایک کمیشن عطا کرے ان یورپینون پر ایک ٹکس بھی تجویز ہوا جس کا نصف اڈم کوک کا حق تھا - اور نصف ان سرکاری افسرون کا جو وہان رہنے تجویز ہوے تھے یعنے اس نصف سے ان سرکاری افسرون کی تنخواہ وغیرہ نکالی جاتی تھی - اس تجویز کو یورپین نے منظور کیا گو اکثر اس سے ناراض تھے کہ اڈم کوک جیسے آدمی کو انہین خراج دینا پڑا ہے - اس یورپین بستی کی حکمرانی کے لیئے گورنر نے ایک انگریزی افسر جسکا نام میجر وارڈن تھا تجویز کیا چند ہاٹن ہاٹس سپاہی بھی اس بستی مین تعین کئے گئے تاکہ میجر موصوف کی وقت ضرورت امداد کرین - اور اس کے احکام کو نافذالعمل کرین -

اسی قسم کی تجویز گورنر نے موشیش کے پیش کی مگر اسکا باوا آدم ہی نرالا تھا اُسنے اپنے اقتدار کو روپے کے عوض مین کم کرنا منظور نہ کیا - مگر موشیش گورنر سے بھی بگاڑنی نہین چاہتا تھا اس لیئے ظاہرہ اُس نے اس بات کو منظور کیا گو درحقیقت وہ اسکے مخالف تھا اور اندر ہی اندر وہ اس تجویز کو زیروزبر کرنا چاہتا تھا -

موشیش نے اپنے علاقہ سے دور ایک قطعہ اراضی جو اُس کے کسی کام کا نہ تھا یورپین رہایش کے لئے پیش کیا اور اس قطعہ کا محاصل اسقدر کم تھا کہ یورپین افسران کی تنخواہ کے لیئے بالکل غیر مکتفی تھا - اُسکو کہا گیا کہ اس معاملہ پر غور کرو اور اس قطعے سے بہتر کوئی قطعہ دو مگر وہ لیت ولعل ہی کرتا رہا - ان ایام مین کیپ کالونی کی شرقی سرحد پر ایسا ہنگامہ برپا تھا کہ آجتک کبھی پہلے نہ ہوا تھا - ارل گیلن لیگ گورنر نے اپنے نایب سٹاکن سٹرام کے ذریعہ کل علاقہ جو دریاے کاٹ اور فش کے مشرق میں ہے کوسون کو دے رکھا تھا اور کوسون کے سردارون کو عہدنامون کے

ذریعہ حاکم با اختیار تسلیم کر لیا تھا اس بات کو کوسی گورنمنٹ کی کمزوری تصور کرتے تھے اور گورنمنٹ کی طرف سے بالکل نڈر ہو گئے تھے ۔ گذشتہ دس سال کے عرصہ میں ان لوگوں نے سرکاری علاقہ میں آکر کئی سو خون کئے تھے اور دریائے سنڈے کے پار جو علاقہ تھا وہ ان لوگوں نے برباد اور تباہ کر دیا تھا۔

یہاں وہ لوگ بستے تھے جو ۱۸۲۰ء میں وہاں آباد ہوئے تھے ان لوگوں پر کوسی سخت حلم کرتے تھے اور ہرچند یہ لوگ واویلا کرتے تھے مگر ان کی کوئی نہ سنتا تھا اور انگلستان میں ان کی مطلق پروا نہ تھی اگرچہ ان عہدناموں میں سر جارج ہیز اور اُن کے جانشین گورنر نے ترمیمیں کیں مگر ان سے بھی چنداں فائدہ نہ ہوا۔

سوائے اس خرابی کے اب کیپ کالونی میں بہت سی ترقی ہوئی تھی۔ گورنمنٹ کے اخراجات بہت کم ہو گئے تھے ۔ اب بچت ہونے لگ گئی تھی جس سے قرضہ ادا کیا جاتا تھا ۔

مجسٹریٹوں کی تعداد اب بڑھا دی گئی تھی۔ کیپ کالونی میں ہی گرجا نظر آتے تھے میونسپل گورنمنٹ بھی رائج تھی۔ اس زمانہ میں کئی مدرسہ بھی قائم ہو گئے ۔ پہاڑی علاقوں کے درمیان پکی سڑکیں بن گئیں اور اُن کی تجارت خوب چمک اٹھی۔ اسوقت پانچ ہزار سے زیادہ انگریز۔ سکاچ اور آیرش گورنمنٹ کی امداد سے نقل مکان کر کے کیپ کالونی میں آکر آباد ہوئے ۔

ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں کہ کوسی اپنی شرارتوں سے باز نہ آتے تھے اور جب اُن کو موقع ملتا تھا لوٹ مار کر جاتے تھے ۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک کوسا نے بیوفورٹ کے قلعہ میں چوری کی مگر گرفتار ہو گیا۔ سپاہی اُسکو پکڑ کر مجسٹریٹ کے روبرو لے چلے کہ سزا دلوائیں مگر راہ میں چند اُس کے اہل برادری مل گئے اُنہوں نے سپاہیوں کو مارا ایک ہاٹن ہاٹس کو قتل کر دیا اور اپنے آدمی کو چھڑا کر لے گئے ۔ سنڈآیل جو گائیکا کا قانونی وارث تھا مغربی کافرلینڈ کا چیف سردار تھا۔ گورنر نے اُسکو لکھا کہ یہ فساد تمہارے آدمیوں نے ہمارے علاقہ میں کیا ہے اسلئے بروئے عہدنامہ تم اس

باتستے پابند ہوکر مفسدون کو ہمارے حوالہ کردو مگر سنڈآ ل نے اس پیغام کی کچھ پروانہ کی اور قیدی کے حوالہ کرنے سے انکار کردیا - اسپر فوراً ایک دستہ فوج کا اسکی گوشمالی کو روانہ ہوا - اس دستہ کے ہمراہ ایک گاڑی بھی تھی جسپر خیمہ جات و سامان رسد اور سلاح لدے ہوئے تھے اور لطف یہ کہ اُسکے ساتھ بہت ناکافی پہرہ تھا مطلب یہ تھا کہ کوسون کو یہ سامان خود دکھایا جاتا تھا کہ آؤ اور ہمکو لوٹ لو - کوسون کے جاسوس بھی بے خبر نہ تھے اُن کے ذہن آز میں پانی بھرا ہوا تھا اسلیئے جب ایسے مقام پر یہ گاڑیان اور چھکڑے پہنچے جہان سے کچھ فاصلہ پر فوج آگے نکل گئی تھی تو کوسے اِن گاڑیون پر آ پڑے اور بلا ررد سر بہت سا سامان اور اسباب لوٹ کرلے گئے -

جب فوج کو اس معاملہ کی خبر ہوئی تو بصیغہ بیرنگ واپس ہوئی اور جلدی جلدی لوڈیل مشن سکول کے بورڈنگ مین آکر پناہ لی -

اسکے بعد کوسون نے یوٹن ہیج پر حملہ کیا - بہت سے مکانات جلا دیئے اور بہت سے آدمی قتل کر ڈالے - کوسون کا پلہ بھاری دیکھکر ایک فرقہ لمبو بھی اُن سے آملا - اسکے بعد ایک اور سخت خرابی ہوئی اُس فوج کے لیئے جو اب محصور تھی سامان رسد کی از حد ضرورت تھی چند چھکڑے سامان رسد کے اِن محصورین کے لئے گرہیم ٹون سے روانہ ہوئے مگر جھاڑیون میں کوسون نے اُن کو آلیا اور لوٹ لیا -

جب کوسون نے اسقدر دست درازی شروع کی تو بہت جلد زمیندار اِنکی سرکوبی کے لیئے آمادہ ہوئے اِس اثنا مین امدادی فوج بھی اُنکی امداد کو آگئی مگر چونکہ سامان رسد کی قلت تھی اسلیئے ابھی لڑائی نہ چھڑی -

اس زمانہ میں سر پی - ییسٹ لینڈ گورنری سے واپس بلالیئے گئے اور اُن کی جگہ سر ہنری پاٹنجر گورنر ہوئے - سر ہنری پاٹنجر علاوہ کیپ کالونی کے گورنر ہونے کے ہائی کمشنر بھی اس غرض کے لیئے ہوئے کہ سرحد کالونی پر حسب ضرورت معاملات کو طے کریں اِس گورنر کے آتے ہی غلہ جمع ہوگیا اور لڑائی شروع ہوگئی مگر کوسون نے امان مانگی اور اُنکو امان دی گئی - کوسے انگریزون کی غلط فہمی پر ہنستے تھے اور دل میں کہتے تھے کہ یہ کیسے

سادہ لوح ہیں کہ ہماری چالبازی نہیں سمجھتے اور ہمارے فریب کو حقیقی متابعت خیال کرتے ہیں -

اس صلح کے چند دن کے بعد سر ہنری پاٹنجر - مدراس تبدیل ہو گئے -

ان لڑائیوں میں اسقدر خرچ ہو گیا تھا کہ اب گورنمنٹ کو معلوم ہوا کہ جو چال وہ چل رہی ہے وہ غلط ہے - ان لڑائیوں میں کئی زمیندار برباد ہو گئے اور وہ واویلا کر رہے تھے کہ سرکار نے ہماری مرضی کے برخلاف لڑائی کی ہے اب ہمکو معاوضہ دیوے - ناچار گورنمنٹ کو انہیں جرمانہ اور معاوضہ دینا پڑا اور کل اخراجات کمسریٹ اور محکمۂ جنگ انگلستان کو اٹھانے پڑے -

سر پی میٹ لینڈ اور سر ہنری پاٹنجر دونوں نے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ سر بنجمن ڈی اربان کی تجویز بہت اچھی تھی - چنانچہ سر چارلس نیپیر کی بھی یہی رائے تھی -

گورنمنٹ عالیہ نے آخرکار سر ہیری سمتھ کو جو سر بنجمن ڈی اربان کے نائب تھے اور ہندوستان میں جنہوں نے خوب شہرت حاصل کی تھی نئے انتظام کے نافذ العمل کرنے کے لئے منتخب کیا اور یہ تجویز کی کہ کیپ کالونی کے معاملات کا تصفیہ وہیں کے لوگوں کے ہاتھ میں ہونا چاہئیے - چھ ہزار میل کے فاصلے سے انتظام وہاں کا اچھا ہونا دشوار ہے گویا ۱۸۴۶ء کی کافروں کی لڑائی سے وہاں کے لوگوں کے لبرل کانسٹی ٹیوشن کا پیش خیمہ تھی ٭

## سر ہیری سمتھ کا زمانہ

جب سر ہیری سمتھ کی تقرری کی خبر اہل کالون کو ہوئی تو اُن کی باچھیں کھل گئین وہ اس جوانمرد کو بہت قابل اور لایق سمجھتے تھے - اس نے آتے ہی کیپ کالونی کی مشرقی سرحدین اعلان کر دیا کہ شمال مین کیپ کالونی کا علاقہ دریاے اورینج تک ہے - اور مشرق میں کس کاما اور ٹیومی تک ہے -

سر ہیری نے وہ علاقہ جو کیس کاما اور ٹیومی کے درمیان تھا مقبوضہ سرکار قرار دیا مگر حسب تجویز بنجمن ڈی اربان یہ بالکل کوسون کے مغربی قبیلون کے لیے مخصوص کر دیا اسکے بعد کرنیل میکے نن کمشنران قبیلون کے مقرر ہوے - اس عہدہ پر گورنر خود بھی کسی زمانہ مین مامور رہ چکا تھا - اس لیئے علاقہ کا نام برٹش کفراریا رکھا گیا -

پھر سر ہیری سمتھ نے اِن جدید ریاستون کو منسوخ کرنے کی تیاری کی یہ ریاستیں جو موشیش اور اڈم کوک کے زیر فرمان تھین - پہلے اُس نے اڈم کوک کو بلایا اور اُسکو کہا کہ اب تم صرف اسی قوم گریگا کے سردار رہوگے اور تمہاری جگہ ایک انگریز سردار مقرر کیا جاوے گا اور تم کو تین سو پونڈ سالانہ معاوضہ ملا کرے گا - پہلے تو

اڈوم گوک نے انکار کیا اور شکایت کی اور کہا کہ مین خود مختار بادشاہ ہون - اور یہ
تجویز میری گستاخی ہے مگر جب گورنر نے آنکھین دکھائین اور کہا کہ تم کو سزا دیجاویگی
تو وہ مان گیا اور اُس نے عہدنامہ پر دستخط کردیئے - اِس کے بعد گورنر نے موشیش
کو بلوایا اُسکو کچھ تحائف دیئے اور کچھ دم جھانسہ دیا - آخر اُسکو بھی شیشے مین
اُتار لیا -

اِس کارروای کے بعد گورنر نے اعلان دیا اور وہ کل علاقہ ۳ فروری ۱۸۴۸ء
سے جو دریاے اورینج اور وال کے درمیان اور کتھ لمبا پہاڑ کے متعلق تھا اورینج
ایور سوانیٹی کے نام سے ملحق علاقہ سرکار کرلیا - اِس جدید علاقہ کا گورنر میجر
وارڈن مقرر ہوا -

یہ انتظام کرکے گورنر سمتھ کیپ کالونی مین واپس گیا اور اُسکو واپس جاتے ہی
خبر پہنچی کہ زمینداروں نے ایکا کرکے مسٹر انڈریز پریٹوریس کو اپنا کمانڈنٹ
مقرر کرلیا ہے اور میجر وارڈن ناکافی فوج کے باعث مجبور ہوگیا ہے - آخرکار
اگست ۱۸۴۸ء میں ایک سخت لڑائی بوم پلاٹس مین ہوئی جس میں زمینداروں
نے شکست فاش کھائی -

اِن ایام مین ایک اور بات ایسی وقوع مین آئی جس سے کیپ کالونی مین شورش
برپا ہونے کا اندیشہ ہوگیا انگلستان مین وزرا نے یہ تجویز کی کہ کیپ کالونی قیدیوں
کے رہنے کی جگہ قرار دی جاوے اور جو مجرم سخت جرائم کرکے حبس دوام کے سزایاب
ہون وہ کیپ کالونی مین بھیج دیئے جاوین - یہ بات تمام معززین کو سخت ناگوار گذری
اور اُنھوں نے شور و غل کرنا شروع کیا - چند ماہ کے بعد ایک جہاز نیپچون نامی
قیدی لیکر وہان آگیا - یہ جہاز پانچ ماہ تک خلیج سمن مین رہا لیکن یہان کے لوگون
نے ایکا کرلیا اور اہل جہاز کو صاف کہدیا کہ ہم تم کو کھانے پینے کا سامان مطلق نہ دین گے
یہ شرط اُنھون نے نہایت سختی سے برتی آخرکار اہل جہاز مجبور ہوکر جنگی جہاز والوں سے سامان
خوراک اپنے اور قیدیون کے لئے منگاتے - وہان کے حکام نے حکم بھیجا کہ قیدیون

کو نسامنیہ مین لے جاؤ -
ابھی یہ شورش ختم نہ ہونے پائی تھی کہ آٹھوین لڑائی کافرون کی شروع ہو گئی -
کوسے تو ہمیشہ بہانہ ڈھونڈھتے اور ذرا سی بات پر لڑنے کو تیار ہو جاتے تھے -
کوسون مین ان دنون ایک آدمی آگیا جس کا نام عملان جنی تھا یہ اپنے آپکو ساحر
اور اپنے وقت کا سامری سمجھتا تھا اِسنے کوسون کو کہا کہ مین تم کو ایسے ایسے عمل بتاؤنگا
اور ایسے ایسے تعویذ دون گا کہ دشمنون کی گولیان تمہارے قریب آکر پانی
ہو جاوین گی -
یہ خبر سُنکر گورنر فوراً کنگر دلیمز گون مین گیا اور وہان جملہ سرداران کو جمع کرکے
مشورہ کیا تمام آئے لیکن سنڈا یل نہ آیا - اِن سردارون سے مشورہ کرکے گورنر
واپس چلا گیا مگر اُسکو یقین ہو گیا کہ فساد ہونے والا ہے - ایک دستہ فوج کا
سنڈ ایل کی گرفتاری کے لئے روانہ ہوا لیکن اس دستہ کے پندرہ آدمی سنڈایل
کے طرفدارون کے ہاتھ آگئے اور بیرحمی سے قتل ہوے -
کرسمس سنہ ۱۸۵۰ء میں تین گاؤن جنکے نام اکلند - دوبرن - جوہانسبرگ
تھے کوسون نے جلا دیئے اور وہان کے باشندون کو نہایت سرد مہری سے
ظالمون نے قتل کر ڈالا -
اسطرح پر آٹھویں کافرون کی لڑائی کا آغاز ہوا - ابکے کوسون نے بڑی مُنہ زوریاں
کیں بہات پر جو سرحد مین تھے اُنھون نے برباد کر دیئے - اب کی دفعہ ہاٹن ہاٹس
بھی کوسون سے جاکر مِلگئے -
ایک جہاز برکن ہیڈ نامی خلیج الگوا مین سامان رسد لیکر آیا تھا وہ چٹان سے
ٹکرا کر پاش پاش ہو گیا اور چار سو سپاہی غرق آب ہو گئے - اس اثنا مین دشمنون کے
پاس سے بھی سامان خوراک ختم ہو گیا اور اُنھون نے صلح کا پیغام بھیجا جو فوراً منظور ہو گیا -
اس لڑائی مین سر ہیری سمتھ کا قصور مطلق نہ تھا وہ ہرگز یہ نہ چاہتا تھا کہ
لڑائی ہووے مگر حالات کو کس طرح روک سکتا تھا لیکن سکرٹری آف سٹیٹ نے

اِس لڑائی کے باعث حسب رواج ایسے لایق گورنر کو بھی واپس بلالیا - اور سر ہیری سمتھ کے بعد اُن کا قایم مقام سر جارج کینتھ کارٹ ۳۱ مارچ ۱۸۵۲ء مین گورنر ہوا - اِس گورنر نے بھنبو قوم کو ضلع گاٹن گرے مین جو بعد ازآن کوئینز ٹون کے نام سے مشہور ہوا رہنے کے واسطے جگہ دی - فنگو لوگ جنھون نے انگریزون کی طرفداری کی تھی اُنسے کوہ امٹولا کے دامن مین بہت اچھی زمین دی -

اِس گورنر نے برٹش کافریا کی گورنمنٹ کو اور بھی زیادہ طاقتور بنانیکی کوشش کی کئی رجمنٹین اور وہان بڑھادین - پولیس کے عملہ مین ترقی کی - فنگو قوم کے لوگون کو سراغرسان اور ڈی ٹیکٹو بنایا - اِس جگہ اُس نے کئی سوار بھی متعین کئے اور اُن کو اچھے اچھے گھوڑے اور عمدہ عمدہ سلاح دیئے یہ لوگ بہت اچھے سوار ثابت ہوئے اور وقت ضرورت کام آئے ؛

# فصل بست وپنجم

## دریاے اورنیج کی ساوانیٹی سے دست برداری
## اور
## گورنمنٹ کا جنوبی افریقہ کی ریپبلک کو خودمختار تسلیم کرنا

اورنیج ایورساوانٹی کے قایم ہونے کے بعد کچھ عرصہ تک تو ظاہرا بخیریت گذر رہی تھی مگر درحقیقت پھوڑا اندر سے پک رہا تھا۔ موشیش سخت ناراض تھا کہ اُسکے اقتدار کو خاک مین ملا دیا گیا ہے اور وہ بھی انگریزون کی اندر کے خانہ مخالفت کررہا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد مختلف قبیلون مین تکرار اور جھگڑا ہونے لگا پہلے تو نرمی سے میجر وارڈن نے یہ جھگڑا رفع کرنا چاہا مگر جب اُسکو اسطرح کامیابی ہنوئی تو اُسنے سختی سے مصالحت کرانی چاہی مگر موشیش نے جو ابتک دوست بنا ہوا تھا علانیہ دشمن ہو بیٹھا۔ وہ لوگ جو انگریزون کے مخالف تھے وہ بھی الگ ہوکر کے ایک طرف ہوگئے اور اُنہون نے کمانڈنٹ پری ٹوریس کو کہلا بھیجا کہ آؤ اور اِن کی خبر لو۔ بوم پلاٹس کی لڑائی کے بعد پری ٹوریس شمال مین دریاے وال کے رہتا تھا۔

اور گورنمنٹ نے اشتہار دے رکھا تھا کہ جو شخص اسکو گرفتار کرکے لائے گا دو ہزار پونڈ انعام دیا جائے گا۔

۲۰ دسمبر ۱۸۵۲ء کو سر جارج کیتھ کارٹ۔ موشیش کے ملک پر قبضہ کرنے کی نیت سے وہان گیا۔ اس نے ایک بڑی سخت غلطی کی کہ دشمن کی طاقت کا اندازہ بہت کم کیا۔ پھر ایک لڑائی ہوی جس مین موشیش کو شکست ہوی۔ کچھ عرصہ کے بعد موشیش نے ایک خط مسٹر کسالس سے لکھوا کر بھیجا۔ اس خط کا مضمون یہ تھا

تھابا بسیگو

وقت نیم شب ۲۰ دسمبر ۱۸۵۲ء

حضور والا۔ آج آپ لڑائی لڑے ہیں اور بہت سے مویشی پکڑ کرلے گئے ہین آپکا یہاں آنا صرف اس مطلب سے تھا کہ آپ بوئرز کے لئے معاوضہ چاہتے تھے۔ جو کچھ آپ کو ملگیا ہے اُسکو غنیمت سمجھو۔ اب مین صلح کا پیغام بھیجتا ہون۔ ہمکو کافی سزا مل چکی ہے۔ مین اب گورنمنٹ انگلشیہ کا وفادار رہونگا اور آیندہ کوشش کرونگا کہ میرے لوگ خرابی نہ کرین۔

آپ کا تابعدار خادم

موشیش

سر جارج کیتھ کارٹ اپنے خیمہ مین تھے جس وقت سنتری یہ خط لے کر گیا۔ انگریزونکا جرنیل بھی صلح کا طالب تھا اس لیئے وہ صلح کے لئے راضی ہوگیا اگرچہ تمام لوگ کیمپ مین صلح نہ چاہتے تھے مگر جرنیل نے کہا کہ تم غلطی پر ہو جسقدر مویشی ہم نے پکڑے ہین وہ کافی ہیں۔

اس اثنا مین ولایت سے مراسلا گیا کہ اب اس ملک کو چھوڑ دو یعنی اورینج ایبورسا و انیشی سے دست بردار ہو جاؤ۔

اس ارادہ کو عمل میں لانے کے لئے سر جارج کلرک سپیشل کمشنر وہان گئے۔ آخر ۲۳ فروری ۱۸۵۴ء مین بلوم فانٹین میں ایک عہدنامہ پر دستخط ہوے

جس سے اور ینج سا وا نسی کا نام اور ینج فری سیٹ ہو گیا اور ان کو ریاست ہاے خود مختار انگریزوں نے تسلیم کر لیا -

اُسوقت جنوبی افریقہ مین پانچ یورپین گورنمنٹین تھین اُن کی تفصیل مفصلہ ذیل ہے یعنے :-

| | | |
|---|---|---|
| ۱ - کیپ کالونی | } | مقبوضات سرکار انگلشیہ |
| ۲ - نٹال | | |
| ۳ - برٹش کافریریا | | |
| ۴ - جنوبی افریقہ کی ری پبلک یعنے جمہوری سلطنت | } | خود مختار ری پبلکس |
| ۵ - اور ینج فری سیٹیٹ | | |

۱۸۵۴ء کیپ کالونی مین وہ تمام علاقہ شامل تھا جسکے شمال مین دریائے اورینج تھا جنوب مین بحر ہند تھا مغرب مین بحیرۂ اوقیانوس تھا اور مشرق مین دریاے ارنڈیو اور ٹینز تھا - نٹال مین وہ علاقہ شامل تھا جسکے شمال دریاے بفلو اور ٹوگیلا ہے اور جنوب مشرق مین سلسلۂ کوہ کتھلمبا ہے اور درکینز برگ مغرب مین ہے - برٹش کافریریا مین وہ علاقہ شامل تھا جسکے مغرب مین دریاے کیپ لائس اور شمال مشرق مین بحر ہند ہے -

جنوبی افریقہ کی ری پبلک کے حدود اربعہ اسوقت نعین نہین ہوے تھے لیکن دراصل عام طور پر یعنے سرسری طور پر بیان کیا جاوے تو مفصلہ ذیل حدود اربعہ تھے - شمال مین دریاے لمپوپو تھا - جنوب مین دریاے وال تھا - مغرب مین کالا ہاری جنگل تھا اور مشرق مین ڈریکنز برگ کا کوہستانی علاقہ تھا اور اورینج فری سٹیٹ مین وہ علاقہ شامل تھا جو دریاے وال - دریاے اورینج اور ڈریکنز برگ کے درمیان ہے *

## کیپ کالونی کی کونسٹی ٹیوشن

اب اس زمانہ سے آگے جو کہانی کیپ کالونی کی شروع ہوتی ہے وہ گذشتہ کہانی سے بہت مختلف ہے اب اس علاقہ مین لبرل کانسٹی ٹیوشن کا آغاز ہوا اور گورمنٹ نے [illegible] ارادہ کر لیا کہ کیپ کالونی کے لوگون کو پارلیمنٹری انسٹی ٹیوشن کی رعایات عطا کر دے اس عنایت کے رو سے دو چیمبرز جس مین سے ایک لیجیلیٹو کونسل اور دوسرا ہوس آف اسیمبلی کے نام سے مشہور ہوا قایم ہوے یہ دونو الیکٹو تھے یعنے ان دونون کے ممبران لوگ خود مقرر کرتے تھے - بالائی چیمبر کے کچھ عرصہ کے [illegible] پندرہ ممبر تھے لیکن پھر اُسکے ممبرون کی تعداد بڑھا دی گئی اور وہ تئیس ہوگئی - منتخب کرنے کے لیئے کیپ کالونی [illegible] حصون پر منقسم ہوی - ہر ایک ممبر سات سال [illegible] رہ سکتا تھا - ہوس آف اسیمبلی مین چھیالیس ممبران ہوا کرتے تھے اب [illegible] مین ۹۰۰ ممبران ہین جن کو ۳۹ ڈویزن منتخب کرتے ہین - ۲ ممبر پانچ سال تک ممبر رہ سکتے ہین - پارلیمنٹ کو گورنر خود مشتہر کرتا ہے لیکن دو سیشنون مین ۱۲ ماہ سے زیادہ وقفہ نہین ہو سکتا -

ہر ایک ساکن کیپ کالونی کو جسکی عمر اکیس سال سے زیادہ ہوا ختیار ووٹ دینے کا تھا

بشرطیکہ وہ مالک مکان یا زمین ہو جس کی مالیت ۲۵ سے زیادہ ہو یا ۲۵ پونڈ سالانہ اُنکی تنخواہ ہو۔ مذہب اور قومیت کی کچھ تمیز نہ تھی۔ کچھ عرصہ کے بعد اس قاعدہ مین ترمیم ہوئی اور حق ووٹ اُس شخص کو حاصل ہوا جو شخص اپنا نام لکھ سکتا ہو اور اپنا پتہ لکھ سکتا ہو یا جسکی ۷۵ پونڈ کی جائداد ہو یا جسکی سالانہ تنخواہ و آمدنی ۵۰ پونڈ ہو یہ قاعدہ ۱۸۹۲ء سے جاری ہوا تھا۔

پارلیمنٹ پہلی دفعہ کیپ کالونی مین ۱۸۵۴ء مین فراہم ہوا۔ اس تاریخ سے یہ قرار پایا ہے کہ کوئی قانون دونون ہاوسون (ایوانون) کی منظوری کے بغیر پاس نہین ہوسکتا۔ ملکہ معظمہ کو اختیار ہے کہ دو سال کے اندر اس پارلیمنٹ کا پاس کردہ قانون اگر چاہے تو بدل ڈالے مگر یہ حق کبھی آجتک ملکہ معظمہ نے استعمال نہیں کیا۔ گویا یہ معاملہ صرف برائے وزن بیت ہے۔ معمولی سیشن اس پارلیمنٹ کا تین ماہ تک رہتا ہے یعنے شروع ماہ جون سے اخیر ماہ اگست تک۔

اس کارروائی سے کالونسٹ بہت خوش ہوئے مگر ابھی تک اُنکو کسیقدر شکایت باقی تھی اور وہ شکایت یہ تھی کہ گورنر کی کونسل کے ممبران جو بڑے بڑے عہدہ دار تھے ولایت سے مقرر ہوکر آتے تھے اور کالونسٹ یہ چاہتے تھے کہ یہ عہدہ بھی ساکنان کیپ کالونی سے ہی پر کئے جاوین۔ بہرحال اس جدید انتظام سے ادنیٰ اور اعلےٰ خوش ہوگئے۔

یہ کارروائی ۱۸۷۲ء تک جاری رہی یعنے ۱۸ سال کے بعد اسپانسبل گورنمنٹ رائج العمل ہوئی۔ اب وزرا کا پارلیمنٹ مین بہت رسوخ ہے اور جتنی وہ تیری چاہین بہم پہنچاسکتے ہین۔ وزرا مفصلۂ ذیل ہین:-

۱ - کالونیل سکرٹری
۲ - ٹریژرر (وزیر خزانہ)
۳ - اٹورنی جنرل
۴ - کمشنر آف پبلک ورکس

۵ - سکرٹری محکمہ زراعت

ان سب سے اوپر ایک وزیر اعظم ہوتا ہے جو ان سامیون مین سے ایک پر مامور ہو سکتا ہے اُسکا یہ بھی اختیار ہوتا ہے کہ کوئی اسامی اختیار نہ کرے جب کسی ضروری معاملہ مین گورنمنٹ کو میجا۔ٹی یعنے کثرت رائے حاصل نہ ہو تو پھر ممبران وزارت کو استعفاد خل کرنا پڑتا ہے اور پھر از سر نو جدید کیبنٹ بنائی جاتی ہے - ۱۸۸۲ء تک صرف انگریزی زبان جو زبان عدالت ہے پارلیمنٹ کے جلسون مین استعمال ہوتی تھی لیکن اس کے بعد اس بارہ مین تغیر و تبدل ہوا کیونکہ کیپ کالونی کی آبادی سے ۳/۲ حصہ آبادی کا ڈچ زبان بولتا ہے اسلیئے یہ نہایت نامناسب تھا کہ ان لوگون کی زبان کو بالائے طاق رکھا جائے غرض ۱۸۸۲ء کے بعد یہ امر اختیاری ہو گیا کہ پارلیمنٹ کے اجلاس مین چاہے انگریزی زبان مین تقریر ہو چاہے ڈچ زبان مین ہو گویا دونو زبانین رائج ہو گئین اس کارروائی کا بہت عمدہ نتیجہ یہ ہوا کہ جو فرق یا امتیاز انگریزون اور ڈچ مین تھا اور جو بھی محبت کے لئے ایک قسم کا سد تھا اب لحظہ بلحظہ کم ہوتا جاتا ہے اور دونو قومین اب آپس مین شیر و شکر ہوتی جاتی ہین *

# فصل بست و سوم

## برٹش کافریریا کا صوبہ

۱۸۵۰ء سے پہلے بہت کم بنٹو کیپ کالونی میں دیکھے جاتے تھے - البتہ **فنگوس** دیکھے جاتے تھے جن کو سر بنجمن ڈی اربان نے وہان جگہ دی تھی - ۱۸۵۸ء کے بعد ہزارہا کے **پورٹ الزبتھ** سے ادھر اُدھر پھیل گئے -

جب سر جارج کیتھ کارٹ نے کور سرداروں سے صلح کر لی اور جدید انتظام عمل مین آگیا تو یہ کور ظاہرا تو دوست بن گئے مگر باطن مین یہ دشمن تھے اور ان کی نیت یہ تھی کہ جب موقع ہو تو پھر سر اُٹھائین - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُن کو سفید قومون سے کوئی دلی عناد تھا - جب یہ برائے نام مصالحت ہو گئی تو سر جارج کیتھ کارٹ کی جگہ سر جارج گرے گورنر مقرر ہوئے - سر جارج گرے سے بڑھکر لایق کیپ کالونی مین بہت کم گورنر آئے ہین - اس شخص مین خاص قابلیت اور لیاقت تھی جو بہت کم لوگون مین دیکھی جاتی ہے اُس نے آکر دیکھا کہ اندر کے خانے پھر فساد کی تیاریان ہو رہی ہین تو اُس نے اس کارروائی کو روکنے کی کوشش کی - بحیثیت ہائی کمشنر اسکو برٹش کافریریا مین اعلے درجہ کے اختیارات حاصل تھے - اس نے روپے کو عزیز نہ سمجھا اور مصداق

ع

دہن سگ بہ لقمہ دوختہ بہ

ان سرداروں کو روپیہ دے کر ان کا منہ بند کرنے کی کوشش کی۔ پھر اُس نے پکی سڑکیں بنائیں اور ایک ہسپتال کینگ ویلیمز ٹون میں بنا کر ان لوگوں کے نقصون کو کمزور کر دیا۔ یہ لوگ بڑے ضعیف اعتقاد تھے۔ ان کو سحر و ساحری پر یقین تھا اس لئے گورنر نے ایک ہسپتال قایم کر کے یہ تعصبات اور بیہودہ اعتقادی کو رفع کر دیا۔

مگر کوسوں کی آنکھوں پر چربی چھائی ہوئی تھی وہ کب آرام سے بیٹھنے والے تھے گورنر گرے کیپ ٹاؤن میں تھے کہ اُن کو خبر ملی کہ پھر کوسوں نے خرابی برپا کی ہے اور بہت سے مویشی مار گئے ہیں۔ ان ایام میں کرنیل میکلین لوکل گورنمنٹ کے افسر اعلے تھے۔ کرنیل میکلین نے فوراً اس معاملہ کی خبر گورنر کو دی ایک دن ماہ مئی کے مہینہ میں علے الصباح ایک لڑکی جسکا نام نانگ کاسی تھا۔ پانی لینے ایک چشمہ پر گئی۔ یہ ۱۸۵۶ء کی بات ہے۔ یہ چشمہ اُس کے گھر کے قریب تھا۔ جب وہ گھر میں واپس آئی تو اُس نے اپنے چچا کو کہا کہ اے عم بزرگوار میں نے آج چشمہ کے قریب چند اس قماش کے آدمی دیکھے ہیں جن کو میں شناخت نہیں کر سکتی کہ کون ہیں۔ یعنے ان لوگوں کی شکل و صورت معمولی آدمیوں سے بالکل مخالف ہے۔ یہ قصہ اُس کی زبانی سُنکر اُس کا چچا جس کا نام امہلاکاذا تھا وہاں گیا وہاں جا کر اُس نے دیکھا کہ واقعی وہ عجیب و غریب انسان وہاں موجود ہیں۔ اُنہوں نے اس شخص کو چند باتیں تلقین کیں اور کہا کہ پہلے گھر جاؤ یہ ریاضت کرو اور ایک بیل مردوں کی روحوں کے لئے قربانی کرو اور پھر یہاں آجاؤ۔ اُنہوں نے اس شخص کو یہ بھی تاکید کی کہ چوتھے دن آنا اس سے پہلے ہمارے پاس نہ آنا۔ اس شخص نے اُن کے حکم کی تعمیل کی اور چوتھے دن وہاں گیا۔ واقعی یہ عجیب آدمی وہاں موجود تھے لیکن امہلاکاذا کو سخت حیرت اس بات سے ہوئی کہ ان لوگوں میں امہلاکاذا کا حقیقی بھائی بھی تھا جسکو مرے ہوئے مدت ہوگئی

تھی۔ ان لوگون نے اس شخص کو بتلایا کہ ہم انگریزون کے جانی دشمن ہین۔ اور ہم کوسوں کی امداد کے لئے سمندر عبور کر کے آئے ہین۔ تمہارے ذریعہ ہم ان لوگون کو خواب خرگوش سے بیدار کرین گے۔ تم ان لوگون کو کہدو کہ سحر و ساحری کو چھوڑ دین۔ سحر و ساحری مین کچھ نہین رکھا ان کو چاہئیے کہ روز و شب موٹے تازے مویشی ذبح کرین اور اُن کو کھا جائینگے۔ ان قربانیون سے مردے خوش ہوجائینگے اور ہمارے ہاتھ مین گوہر مقصد آجائے گا۔

فوراً یہ خبر تمام کوسون مین مشہور ہوگئی کہ ام ہلاکاذا اور نانگ کاسی اگلے جہان کے حالات سے آگاہ ہین۔

کریلی اس قوم کا سردار اعلےٰ تھا جب اسکو یہ مقام تھی تو اسکی باچھین کھل گئیں اور ہر جگہ یہی باتیں ہونے لگین کہ روحون کے احکام قبول ہونے چاہیئے اور اُن کی فرمان برداری ادا کرنی چاہئے۔ ہر قوم اور قبیلے مین مویشی قتل ہونے لگے۔ کسی نے یہ نہ سمجھا کہ ہم اپنے پاؤن پر آپ کلہاڑی مار رہے ہین ہر روز سینکڑون خوب صورت اور قیمتی مویشی آنکھین بند کر کے ذبح کر دیئے جاتے تھے۔ وہ لڑکی جو پہلے یہ خبر لائی تھی دریا کے درمیان جا کھڑی ہوتی تھی اور اُس کے گرد لوگون کی بھیڑ لگ جاتی تھی دریا مین کھڑی ہو کر وہ کہتی تھی کہ مین عجیب و غریب آوازیں سُن رہی ہون اور یہ آوازین مردون کی آوازین ہین۔

ابتدا مین سنڈ آیل نے ان روحون کا کہنا نہ مانا مگر بعد ازان وہ بھی دھوکا مین آگیا اور اُس نے بھی جانورون کا قلع قمع شروع کر دیا۔

ان لوگون کو یہ دھوکا دیا جاتا تھا کہ یہ تمام مویشی جو تم مار رہے ہو کبھی ضائع نہین جاتے یہ ایک دن تمام دوبارہ زندہ ہو کر زمین سے اٹھین گے۔ اور ایک مویشی کے عوض دس دس مویشی تم کو ملین گے۔ ان سادہ لوح لوگون کو یہ بھی سمجھایا جاتا تھا کہ جو روحون کے احکام کو قبول نہ کرے گا وہ خراب ہوگا۔ ہر چند پادریون نے داویلا کی اور لوگون کو سمجھایا بجھایا مگر وہ کب کسی کی سننے والے تھے چندون

مین ہی تمام مویشی مارے گئے اور مویشیون کا کال ہوگیا -

آخرکار ۱۸۵۷ء آگیا اس سال کا لوگون کو وعدہ تھا کہ فلان دن تمام مردہ مویشی جاندار ہوکر آجائین گے اور ایک ایک مویشی دس دس ساتھ لائے گا اور دودہ پانی کی طرح بہے گا - دن مقررہ آگیا اور مویشی نہ آئے - اور لوگ بھوک اور گرسنگی سے دیوانے ہوگئے -

اس موقع پر اس آتش فتنہ جلانے والون سے غلطی ہوی اُن کا یہ خیال تھا کہ جب لوگون کے پاس کچھ نہ رہے گا تو غصہ سے وہ دیوانے ہوجاوین گے اور وہ ضرور کیپ کالونی پر حملہ کرینگے - بیشک اُن کا خیال پورا ہوتا اگر وہ اُن لوگون کو ایک جگہ فراہم کرلیتے مگر اُن سے غلطی ہوی اُنھون نے اُن کو فراہم نہ کیا اور بھوک اور ناکامی سے یہ لوگ جنگلون اور جھاڑیون مین کتے کی موت مرگئے - کچھ عرصہ تک تو اُنھون نے پتون اور پودون پر گذارہ کیا لیکن جب اُن کے پاس کچھ نہ رہا تو مارے بھوک کے مرگئے - اس جوش جنون کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہزارہا کوسے بن مارے اپنی نادانی سے آپ مرگئے سر جارج گرے نے جب یہ حال دیکھا تو اُس نے کئی ایکڑ اراضی خاص خاص آدمیون کو کاشت کے لئے دی -

جب برٹش کا فریریا کا علاقہ اس طرح پر کوسون کی حماقت سے بنجر اور ویران ہوگیا تو کیپ کالونی مین یہ سوال پیش ہوا کہ کیون نہ اُسکو بھی شامل کیپ کالون کرلیا جاوے پہلے تو چند آدمیون نے مخالفت کی - مگر پھر سر جارج گرے کے بعد سر فلپ ووڈہاوس تشریف لائے اور اُنھون نے ایک بل پیش کیا جسکے روسے برٹش کا فریریا دو حصون مین منقسم ہوکر شامل کیپ کالونی ہوگیا - یہ دو علاقے کینگ ولیمز ٹون اور البرٹ لنڈن مقرر ہوئے یہ کارروائی ۱۸۶۵ء میں عمل میں آئی *

# فصل بست و چہارم

## نٹال کی بستی اور زولولینڈ

نٹال ایسے وقت میں برٹش مقبوضات میں شامل ہوا جو ملک کی بہبودی کے لئے اچھا وقت نہ تھا جب گریٹ برٹن کا قبضہ یہاں ہوگیا تو وہ لوگ جنکو پانڈا کا خوف تھا وہاں آگئے۔ ان لوگوں کی جاے پیدایش کوئی اور جگہ تھی مگر یہ تمام نیٹو دیسی کہلاتے تھے۔ ان لوگوں کو قطعات اراضی تقسیم کردیئے گئے۔ یہ اس جگہ آباد ہوگئے اور عیسائی پادریوں کی کوشش سے ان میں سے کئی عیسائی ہوگئے۔

جنوبی افریقہ کے نیٹو تعداد میں نصف کرور کے قریب ہیں ان میں خونریزیاں بہت ہوتی ہیں مگر ان کی آبادی بہت جلد بڑھتی جاتی ہے۔

چونکہ یہاں نیٹو بہت ہیں اسلئے یہاں یورپین لوگ بہت کم آباد ہوتے ہیں۔ ۱۸۴۹ء سے لیکر ۱۸۵۱ء تک پانچ ہزار سے زیادہ یورپین یہاں آباد نہیں ہوئے اور ان میں سے بھی کئی آسٹریلیا کو نقل مکان کرکے چلے گئے ہیں۔ اسوقت یورپین اور حبشیوں کا تناسب ۱ - اور ۱۲ کا ہے یعنے کل تعداد یورپین کی چوالیس ہزار سے زیادہ نہیں ہے۔

جب سے سرکار انگلشیہ نے یہاں قبضہ کیا ہے صرف ایکبار یہاں تراول

ہوی ہے خرابی سے ہماری مراد شورش کی ہے۔ سنہ ۱۸۷۳ء میں ایک قوم جسکو ہلوبی کہتے ہیں زلولینڈ سے بھاگی اور دریاے بشمن کے قریب ان کو جگہ دی گئی نتال میں یہ قانون تھا کہ حفظ امن کے لئے کوئی نیٹو بندوق نہ رکھے تا وقتیکہ وہ درج رجسٹر نہ کرالے۔ ان ہلوبی کا سردار لنگاٹی بالیلی تھا اس نے اپنے آدمی غیر علاقہ میں بھیجے اور وہاں سے بندوقیں خریدنی شروع کیں۔

جب یہ خبر سرکار کو پہنچی تو اُسکو تنبیہ کی گئی اور اس سے کیفیت طلب کی گئی مگر اُس نے گورنمنٹ کی تحقیقات کی کچھ پرواہ نہ کی۔ پھر اُسکو مارٹزبرگ میں طلب کیا گیا لیکن وہ بہانہ کرتا رہا اور حاضر نہ ہوا۔ پھر معلوم ہوا کہ وہ مخالفت سرکار پر کمربستہ ہے اور اُن لوگوں سے سازش رکھتا ہے جو سرکار کے دشمن ہیں۔

جب سرکار نے دیکھا کہ وہ صلح اور آشتی کو کام میں نہیں لاتا تو اُسکے برخلاف فوج بھیجی لنگاٹی بالیلی اپنے بچے اور بیوی چھوڑکر اور مویشی لیکر پہاڑوں میں گھس گیا اسپربشمن کے درے میں میجر ڈرن فورڈ اور ایک گروہ والنٹیروں کا اس سردار کی گوشمالی کے لئے روانہ ہوا۔ والنٹیروں کو حکم تھا کہ تم نے پہل نہ کرنا۔ مگر لنگاٹی بالیلی نے ان سے دھوکا کیا اور عین عالم بے فکری میں میجر ڈرن فورڈ کی پارٹی کو گھیر لیا چونکہ ان لوگوں کو پہل کرنے کا حکم نہ تھا۔ اسلئے انھوں نے پیشدستی نہ کی لیکن دشمن نے ان کے پانچ آدمی بندوق سے مار دیئے اور باقی ماندہ جان بچاکر بھاگے۔

اب کاونسٹ کو خبر ہوئی کہ انہوں نے غلطی کی کہ سانپ کو آستین میں پالا پھر لنگاٹی بالیلی ڈریکنسبرگ کو عبور کرکے ماسوٹولینڈ میں اس موقعہ پر آیا۔ کہ وہاں اُسکو موشیش کا پسر ملجائیگا اور ملکر کارروائی کریگا لیکن سرکار نے ایسی کارروائی کر رکھی تھی کہ اُسکا منصوبہ پورا نہوا اور لنگاٹی بالیلی گرفتار ہوا۔

پھر لنگاٹی بالیلی پر مقدمہ ہوا اسکی تجویز کے لئے ایک خاص عدالت بیٹھی اور اسکی نسبت یہ حکم ہوا کہ وہ تمام عمر کے لئے جلاوطن کردیا جائے غرض اس شخص کا قبیلہ

زیر و زبر ہوگیا اور وہ قید ہوکر جزیرہ راین میں بھیجدیا گیا - اس کارروائی سے انگلینڈ میں شور مچ گیا اور وہاں سے یہ پیغام آیا کہ بلو بیئر کے ساتھ گورنمنٹ نے بہت سختی کی ہے -

نٹال کے پادریوں نے ہرچند کہا کہ کوئی سختی نہیں ہوئی بلکہ لنگالی بالیلی اس سے سخت سزا کا مستحق تھا - مگر اُن کی بات کسی نے نہ سنی اور حکم ہوا کہ خزانہ کالونی سے اس قبیلہ کو معاوضہ دیا جاوے اس حکم کے بعد گورنمنٹ نے مسٹر بنجمن پاین کو جو گورنر نٹال تھا واپس بلالیا بلو بیئر کے آدمیوں کو مختلف سزائیں دی گئی تھیں - ان سب سزاؤں میں ترمیم اور تخفیف ہوگئی - لنگالی بالیلی بھی جزیرہ راین سے واپس بلالیا گیا اور اُسکو اسی ملک میں رہنے کا مکان دیا گیا اور اسیر سلطانی تصور ہوکر اُسکو اجازت ہوگئی کہ اپنی بیوی اور بچوں کو اپنے ساتھ رکھے اور اُن سے ملے جُلے -

لنگالی بالیلی ۱۲ سال تک جلا وطنی میں رہا اس عرصہ کے بعد وہ واپس بلالیا گیا اور نٹال میں آگیا - لیکن نٹال میں واپس آنے کے بہت تھوڑے عرصہ کے بعد وہ مرگیا -

نٹال میں مارٹیز برگ اور ڈربن تو بڑے مشہور شہر ہیں - ڈربن تو گویا تجارت کا دروازہ ہے - اس شہر سے تمام ٹرانسوال - اورینج فری سٹیٹ اور جنوبی افریقہ کی ریپبلک کی تجارت ہوتی ہے - ڈربن سے ریل جنوبی افریقہ تک بھی بن گئی ہے یہ ریل مارٹیز برگ - ایسٹ کورٹ لیڈی سمتھ اور نیوکیسل سے گذرتی ہے -

اس کالونی کے قوانین میں بہت سا انقلاب ہوا ہے - چند سال ہوئے تک یہاں ایک کونسل اس قسم کی تھی جس میں صرف وہ ممبر ہوا کرتے تھے جنکو گورنمنٹ مقرر کرتی تھی لیکن ۱۸۵۶ء میں ملکہ معظمہ نے ایک فرمان جاری کیا جسکے رو سے یہ کونسل بذریعہ منتخب شدہ ممبران پر ہونے لگی ۱۸۹۳ء میں اسپانسیبل گورنمنٹ مقرر ہوئی - اب وہ چیمبرز ہیں - ایک لیجسلیٹو کونسل جس میں گیارہ آدمی ہیں یہ دس سال تک ممبر رہتے ہیں اور ایک لیجسلیٹو اسمبلی ہے جس میں ۳۷ ممبر ہیں یہ چار سال تک اس مجلس کے

ممبر ہوتے ہیں اور پھر جدید انتخاب ہے -

نٹال کا پبلک قرضہ اسی لاکھ پونڈ سے زیادہ ہے - اس بستی میں صرف چوالیس ہزار یوروپین ہیں اسلئے نسبتاً یہ قرضہ بہت زیادہ ہے گویا نسبتاً ہر آدمی کے ذمہ ایک سو بیاسی پونڈ قرضہ اس حساب سے آتا ہے -

یہ تمام قرضہ اس طرح پر بڑھا کہ ریل بنائی گئی تھی اور ریل جو پبلک جایداد ہے اسکے جاری کرنے میں اسقدر قرضہ ان لوگوں کے ذمہ ہو گیا - یہاں زیادہ تر آبادی نیٹو قوم کی ہے ان کو بھی اگر شمار کیا جاوے تو یہ قرضہ اسقدر زیادہ نہیں ہے -

اب زولولینڈ کا حال سنئے -

۱۸۴۲ء میں چوپانڈا خود مختار ہو گیا تھا - وہ اپنے ماسبقوں زلکا اور ڈنگن سے بدرجہا کم زیرک اور کم ہوشیار تھا یعنے نہایت کوڑمغز انسان تھا جیسا موقعہ ملا - تو آرام طلب ہو کر فربہ اندام ہو گیا - اور پھر اس سے کوی کارروائی ظہور میں نہ آئی - اس کے پسران میں سے ایک کا نام امبولازی اور دوسرے کا سیٹی وایو تھا - یہ دونوں نہایت ہوشیار اور عقلمند تھے

ایک دن پانڈا نے اپنے دونوں لڑکوں کو بلایا اور کہا کہ دو سانڈ ایک ہی باڑے میں نہیں رہ سکتے - جو طاقتور ہو وہ رہے - اور جو ناطاقت ہو وہ نکل جاوے - اس بات کو امبولازی اور سیٹی وایو نے بھی پسند کیا اور دسمبر ۱۸۵۶ء میں دریائے ٹوگیلا کے کنارے پر دونوں بھائیوں میں لڑائی ہوئی جس میں سیٹی وایو کو فتح ہوئی اس کے بعد امبولازی کا کچھ پتہ نہ ملا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ضرور مارا گیا گر اسکی لاش کسیکو نہ ملی اس لڑائی کے بعد امبولازی کے طرفدار چن چن کر مار دیئے گئے - نہ صرف مرد مارے گئے بلکہ عورتوں اور بچوں کو بھی ظالموں نے نہ چھوڑا - اس لڑائی میں ایک چوتھائی کے قریب زولو مارے گئے -

اس وقت سے درصل سیٹی وایو اس قوم کا سردار تھا گو اس کا والد پانڈا ۱۸۷۲ء تک زندہ رہا سیٹی وایو نہایت فہیم اور عقیل جوان تھا مگر غایت درجہ کا ظالم اور سنگدل تھا - اس کا دل رحم سے نا آشنا تھا - اسکی گورنمنٹ میں انسان کی زندگی کی قدر بیل اور گائے کی زندگی کے برابر بھی نہ تھی - سیٹی وایو کے عہد میں زولو بڑے طاقتور ہو گئے -

۱۸۷۷ء میں سر بارٹل فریر کیپ کالونی کے گورنر ہوئے یہ بڑا شریف نہاد اور خدا ترس بندہ تھا۔ یہ گورے اور کالے کو یکساں سمجھتا تھا۔ اور ہمیشہ اسکی یہ کوشش رہتی کہ کسیطرح رعیت کو تکلیف نہ ہو۔ اس کے عہد میں سیٹی والو کے آدمی ہمیشہ سرکاری عملداری میں آکر خرابی برپا کرتے تھے۔ کئی بار انھوں نے اس گورنر کو اشتعال دی۔ ہرچند انکو سمجھایا گیا۔ مگر وہ باز نہ آئے اور جو آدمی گورنر کیطرف سے ایلچی بنکر ان کے علاقہ میں گئے۔ ان سے وہ نہایت غرور اور تکبر سے پیش آیا۔ غرض کئی طرح پر سیٹی والو نے اپنے آپ کو سلطنت انگلشیہ کا دشمن ثابت کر دیا۔

بدقسمتی سے اس وقت گورنر نے اس فوج و طاقت کا اندازہ ٹھیک نہیں لگایا۔ اُسنے سمجھا کہ یہ لوگ معمولی اقتدار رکھتے ہیں مگر اسکو یہ خبر نہ تھی کہ اس کے قیاس سے کہیں بڑھکر یہ طاقت اس وقت ہے۔

۱۸۷۸ء کے ماہ دسمبر میں سر بارٹل برآیر نے نٹال میں فوج جمع کی اور اپنے زعم میں اس فوج کو زولوؤں کی سرکوبی کے لئے کافی سمجھا۔ پھر اُس نے ایک آخری پیغام زولوؤں کو بھیجا کہ اب بھی باز آؤ۔ ابھی تک کچھ نہیں گیا۔ مگر انھوں نے اس آخری پیغام کا بھی کچھ جواب نہ دیا۔

آخرکار ۱۰ جنوری ۱۸۷۹ء کو ایک انگریزی فوج زولوؤں کے علاقہ میں داخل ہوئی۔ تین دن کے بعد دریائے بفلو عبور کر کے اس فوج نے ایسنڈلوانا پہاڑی کے پاس خیمہ لگایا۔ دوسرے دن لارڈ چلمسفورڈ کمانڈر انچیف کیمپ سے نکلکر گاؤں پر حملہ کرنے کی نیت سے روانہ ہوئے چند ڈچ زمینداروں نے انکو پہلے سے آگاہ کر دیا تھا کہ ان لوگوں کا قاعدہ ہے کہ یہ شبخون مارنے کے عادی ہیں لیکن اس نصیحت کی کمانڈر انچیف نے کچھ پرواہ نہ کی کمانڈر انچیف اس قدر بے پرواہ ہوا کہ اُس نے کوئی خندق وغیرہ بھی نہ کھدوائی گئی۔ ۲۲ جنوری ۱۸۷۹ء کو تیس ہزار جوان زولوں کی اس فوج پر حملہ آور ہوئے انگریزی فوج تھوڑی تھی اور زولوؤں کی تعداد بہت زیادہ وہ سرکاری فوج پر غالب آگئے اور سرکاری فوج کا بہت سخت نقصان ہوا۔ لفٹنٹ ملول اور لفٹنٹ کوگہل اس لڑائی میں

بڑی مردانگی سے لڑتے ہوئے کام آئے۔ اس لڑائی میں کل انگریزوں کے سات سو آدمی اور ایک سو بیس کانسٹبل مارے گئے اور ظفریابیوں کے تین ہزار آدمی کام آئے۔

اس خوفناک حادثہ کی خبر لارڈ چیمس فورڈ کو بعد از دو پہر پہنچی۔ پھر اپریل تک اِدھر اُدھر چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوتی رہیں۔ مگر پلہ زولوؤں کا ہی بھاری رہا۔ اپریل میں لارڈ موصوف خود فوج لیکر روانہ ہوا تاکہ کرنیل پیرسن کی مدد کرے۔ جو کہ یٹ شو میں مقرر تھا۔ راہ میں بمقام گنگنن ہلوفو اس پر زولوؤں نے حملہ کیا۔ لیکن اُس نے زولوؤں کو شکست دی۔ اور اسٹیشن تک جا پہنچا۔

جب ولایت میں اس خوفناک حادثہ کی خبر پہنچی تو ہزار گورے سپاہی اور توپخانہ اور پیدل وہاں سے آئے اس فوج کے ساتھ فرانس کا شہزادہ بھی آیا جس کی قسمت میں یہ لکھا تھا کہ یہاں آنے سے چند ہفتوں کے بعد ایک غار میں بیکسی کے عالم میں جان دے اس اثنا میں ولایت سے مراسلہ آگیا کہ اب سر گارنٹ ولزلی جنوبی افریقہ کی افواج کے کمانڈر انچیف ہیں۔ اگرچہ تقرر برمحل تھا کیونکہ لارڈ موصوف اپنا انتظام کر چکے تھے پھر بھی جب ۴ جولائی کو آخری لڑائی انڈی میں ہوئی تو اس وقت لارڈ موصوف ہی کمانیر تھے۔ جون تک دس ہزار زولو کے قریب مارے جا چکے تھے۔ بیس ہزار کے قریب حوصلہ ہار کر بیشتر مر چکے تھے۔ اور صرف بیس ہزار کے قریب سیٹی وایو کے ساتھ شامل تھے۔ جو ابھی تک اس کا ساتھ نہ چھوڑنا چاہتا تھے۔ اور اس کے نام پر جان فدا کرتے تھے۔

اس فوج کے ساتھ انڈی کے میدان میں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا اور زولوؤں کو شکست ہوئی۔ اس شکست کے بعد لارڈ چیمس فورڈ نے کمان چھوڑ دیا۔ لڑائی کا خاتمہ ہوا سیٹی وایو بھاگ گیا اور والنٹیر کیپ کالونی کو واپس ہو گئے۔

ایک شخص جس کو سیٹی وایو کے چھپنے کی جگہ معلوم تھی اتفاقیہ انگریزوں کے ہاتھ آگیا۔ حکام نے اسکو ڈرایا دھمکایا۔ آخرکار اُس نے بتا دیا کہ فلاں مقام میں سیٹی وایو چھپا ہوا ہے۔ اس جگہ فوراً سرکاری آدمی گئے۔ اور اسکو پکڑ لائے۔ پھر سیٹی وایو کو قید کرکے کیپ ٹاون میں بھیجدیا۔ اور وہاں اسکو نہایت عزت کے ساتھ نظربند کردیا۔

ذوولولینڈ کو سر گارنٹ وولزلی نے ۱۳ اضلاع میں تقسیم کیا۔ مگر یہ انتظام ٹھیک نہ ہوا۔

۱۸۸۳ء میں سیٹی وایو کو اجازت دیگئی کہ وہ اپنے ملک میں واپس چلا جائے اس اثنا میں سیٹی وایو نے انگلستان کی سیر بھی کر لی تھی اور ولایت کی سیر نے اُس کے خیالات کو اور بھی وسیع کر دیا تھا۔

جب ولایت سے وہ سیر کر کے واپس آیا تو اپنے علاقہ میں چلا گیا۔ مگر یہاں کی کایہ پلٹ گئی تھی۔ کچھ لوگ تو اُس کے طرفدار ہو گئے اور کچھ سیبی پو کے طرفدار رہے جو اس سردار کی غیبت میں بڑا طاقتور ہو گیا۔ ان دونوں سرداروں میں لڑائی چھڑ پڑی۔ لیکن دوسرے سال میں سیٹی وایو فوت ہو گیا۔ اس کی وفات کے بعد اس کے پسران ڈینی ذولو اور سابیٹی پو لڑائی کرتے رہے۔ ڈینی ذولو نے زمینداروں سے بھی اس لڑائی میں امداد لی اور اس امداد کے عوض میں ایک علاقہ جس کا نام وری ہیڈ ہے اور جو جنوبی افریقہ کی ری پبلک میں شامل ہے دیدیا۔ اس امداد سے اس نے اپنے رقیب کو شکست دی لیکن جھگڑا اور فساد جاری رہا۔ آخر ۱۸۸۷ء میں یہ علاقہ انگریزی علاقہ سے ملحق ہو گیا پھر یہ علاقہ چھ ضلعوں میں منقسم ہو گیا۔ ہر ضلع میں ایک یورپین مجسٹریٹ ہے اور ہر ضلع میں علیحدہ پولیس ہے۔

ڈنی ذولو نے اس انتظام پر اعتراض کیا۔ آخر وہ ۱۸۸۹ء میں گرفتار ہو کر سینٹ ہلینا میں قید کیا گیا جہاں وہ ابتک رہتا ہے۔

ذوولولینڈ کا الحاق نٹال سے ہو گیا ہے۔ اور اب اس علاقہ کا گورنر نٹال کا بھی گورنر ہے۔

## اورنج فری سٹیٹ اور بسوٹولینڈ

جب یہ لوگ جو یہاں آباد میں انگریزی عملداری سے ناراض ہوکر چلے گئے تو انہوں نے جمہوری سلطنت قایم کی۔ اس کا حاکم اعلے ایک پریسیڈنٹ ہوا۔ اس پریسیڈنٹ کی میعاد عہدہ پانچ سال ہوتی ہے۔ اور اسکو زمیندار اور ساکنان دیہہ منتخب کرتے ہیں۔ اس پریسیڈنٹ کی امداد کے لئے ایک کونسل بھی ہوتی ہے۔ انکی مجلس جسکا نام ولکس راڈ ہے گویا تمام اختیارات کا مخزن ہے۔ اس میں ۶۵ ممبران ہیں یہ ممبران ہر ایک مجسٹریٹی اور کارونٹس سے ایک ایک کرکے لئے جاتے ہیں۔

پریسیڈنٹ اور سیکرٹری آف سٹیٹ کو مباحثہ کا حق ہے۔ مگر ووٹ دینے کا اختیار نہیں ہے تمام یورپین لوگ جو وہاں پیدا ہوئے ہیں۔ یا جو نقل مکان کرکے وہاں آباد ہوگئے ہیں ووٹ دینے کا اختیار رکھتے ہیں مگر ووٹ دہندہ کے لئے مفصلہ ذیل شرائط کی شرط ہے۔

(۱) ووٹر کے قبضہ میں ڈیڑھ سو پونڈ کی مالیت کی جایداد ہو اور وہ رہن شدہ نہ ہو۔ یا

(۲) ووٹر کرایہ دار ہو اور ۳۶ پونڈ سالانہ کرایہ ادا کرتا ہو۔ یا

(۳) دو سو پونڈ سالانہ کی مستقل آمدن رکھتا ہو۔ یا

(۴) اس فری سٹیٹ میں تین سال سے استقامت رکھتا ہو اور منقولہ جایداد کم از کم سو پونڈ

مالیت کی رکھتا ہو۔ سیاہ فام لوگوں کو سفید لوگوں کے حقوق ولک سرا ڈلی اجازت سے حاصل ہو سکتے تھے۔ لیکن یہ اصول ہمیشہ مدنظر رکھا جاتا ہے کہ یہ گورنمنٹ شایستہ لوگوں کی گورنمنٹ ہے اور یہاں غیر شایستہ کو کچھ دخل نہیں ہے۔

جب یہ لوگ سرکار انگلشیہ کی حکومت سے نکل آئے تو چونکہ یہ ایسے علاقہ میں تھی جو کہ موشیش کے بہت قریب تھا۔ اس لئے یہ اسکو خوش کرنا چاہتے تھے اور اسلئے مسٹر جوسیاس ہاف میں جو موشیش کا واقف تھا۔ انکا پہلا پریسیڈنٹ رہا کیونکہ اُسنے کچھ بارود سنہ ۱۸۵۵ء میں موشیش کو دیدیا اور اس معاملہ میں خبر مجلس کو نہ کی اور مجلس کی اجازت بھی نہ لی۔ اُس پر اہل مجلس نے اسقدر شور وغل مچایا کہ اس پریسیڈنٹ نے استعفا دیکر اپنی خلاصی کرائی۔

ہاف مین کے بعد مسٹر جو کوبس نکولسن بوشاوہ جو ایک تعلیم یافتہ اور بڑا لائق آدمی تھا پریسیڈنٹ ہوا۔ اُس نے کیپ کالونی کی سول سروس میں تعلیم پائی تھی۔ اسلئے اُس نے گورنمنٹ کے مختلف ڈیپارٹمنٹ کا خوب انتظام کیا۔ لیکن موشیش کے معاملات نے اُس کو اس قدر دق کیا کہ اسکو اپنے تمام منصوبوں کو پورا کرنے کا موقعہ نہ ملا۔

موشیش اپنی بہتری چاہتا تھا۔ اور یہ لوگ اپنا فایدہ چاہتے تھے۔ سر جارج گرے کی کوشش سے ان فریقین کے درمیان برائے نام مصالحت ہو گئی۔ مگر موشیش اس صلح پر قایم نہ رہا۔

سنہ ۱۸۵۸ء میں زمینداران ریاستوں کے اکٹھے ہو کر سوٹولینڈ میں داخل ہوئے تاکہ لڑائی دشمن کے علاقہ میں کریں۔ لیکن موشیش بھی کار آزمودہ شخص تھا۔ وہ ان پہاڑوں میں گھستا آتا تھا۔ اُس نے ان کو پسپا کر دیا۔ اور ان کسانوں کو ننگا کر وہیں بھیجدیا جہاں سے وہ آئے تھے۔

مسٹر بوشاف پریسیڈنٹ نے پھر سر جارج گرے کو ثالث مقرر کیا جس نے موسوٹو کے حق میں فیصلہ دیا۔ اور نیج فری سٹیٹ کا اس فیصلہ پر بہت بڑا نقصان ہوا۔

اس تصفیہ کے کچھ عرصہ کے بعد پریسیڈنٹ مسٹر بوشاف نے استعفا دیدیا اسکے

بعد مسٹر مارتھی ئس وسیل پری ٹوریس مشہور کمانڈنٹ پری ٹوریس کا پسر پریسیڈنٹ ہوا۔ اُسنے بہت کوشش کی کہ شمالی اور جنوبی فری سٹیٹ ایک ہو جائیں۔ مگر حکام گورنمنٹ انگلشیہ نے اس بات کو پورا نہ ہونے دیا۔ اور اس سعی میں ہمیشہ ناکامی رہی۔

اس اثنا میں فری سٹیٹ کا اقتدار بڑھتا گیا۔ گریکا کے کپتان اڈم کوک نے اپنے علاقہ کے حقوق اس ری پبلک کے پاس فروخت کر دیئے۔ اور آپ اس جدید علاقہ میں چلا گیا۔ جو اُسے سر جارج گرے نے دیا تھا۔

اس کے بعد پھر موشیش اور ان لوگوں میں سرحد کے معاملہ پر بگاڑ گئی۔ موشیش نے زبردستی کی اور انکی سرحد میں آکر کئی کھیت لوٹ لیے۔

۱۸۶۵ء میں جان ہنڈرک برنڈ جو انڈ دو کھیت تھے پریسیڈنٹ ہوئے۔ اس شخص سے بہتر کوئی پریسیڈنٹ جنوبی افریقہ کو نصیب نہیں ہوا۔ یہ شخص ان لوگوں کے لیے ابر رحمت با لطف غیبی تھا۔ سر فلپ ووڈ ہاؤس اس وقت سر جارج گرے کی جگہ گورنر کیپ کالونی ہوا تھا۔ سر فلپ کو ری پبلک سے نفرت تھی اور وہ ایسی سلطنت کو پسند نہ کرتا تھا۔

پریسیڈنٹ برنڈ نے موشیش کو کہلا بھیجا کہ ہمارے علاقہ سے اپنے آدمیوں کو بلا لو اور جب موشیش نے اس پیغام کی کچھ پرواہ نہ کی۔ تو پریسیڈنٹ برنڈ نے حکم دیا کہ جبراً ان اغیار کو نکال دو۔

موشیش کے آدمیوں نے بھی ہنگامہ محشر برپا کر دیا اور بہت سے آدمی اس طرف کے قتل کر دیئے۔ مگر کئی لڑائیوں میں پریسیڈنٹ کو فتح نصیب ہوئی۔ آخر موشیش نے پریسیڈنٹ کو جھکنہ دیا اور ۱۸۶۹ء میں صلح ہو گئی۔ اس عہد نامہ کے رو سے موشیش نے وعدہ کیا کہ اسقدر عرصہ کے اندر میں بہت سا علاقہ تمہارے حوالہ کر دوں گا۔ مگر جب وہ وقت آیا تو اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں نے کوئی سچا وعدہ نہیں کیا۔ میرا مطلب صرف انکو ٹالنے کا تھا اور وہ میں نے حکمت عملی کر لیا۔

اس پر پریسیڈنٹ برنڈ کو سخت غصہ آیا۔ اور اس نے پھر لشکر کشی کی تیاری کی۔ اب موشیش بوڑھا ہو گیا تھا۔ اب اس میں کہن سالی کے باعث وہ اگلی سی طاقت نہ رہی تھی اسلیے

بھی اور نیز اس لیئے بھی کہ اس کے لڑکے محض وحشی تھے اور کسی کام کے نہ تھے اسکو شکست ہوئی اور پہاڑی علاقوں میں اسکو پناہ لینی پڑی۔ جہاں سامان رسد کی قلت سے اُس نے سخت تکلیف اُٹھائی۔

اس موقع پر فری سٹیٹ والے قریب تھے کہ ایسا عہدنامہ موشیش سے کرالیں جسمیں انکو سراسر فایدہ ہو کہ سر فلپ ووڈ ہاوس نے پھر بیچمیں دخل دیدیا۔ اُس پر فری سٹیٹ نے انگلستان میں اعتراض کردیا۔ مگر وہاں سے جواب آیا کہ ہمارا گورنر اس معاملہ میں مختار کل ہے۔

یہ جواب پاکر پریسیڈنٹ نے حتے المقدور کوشش کی کہ ایسا عہدنامہ ہو جس سے انکو فایدہ ہو۔ غرض فروری ۱۸۶۹ء میں ایک عہدنامہ ہوا جس کے رو سے فری سٹیٹ نے وہ کل زمین حاصل کرلی جو کیلے ڈن کے شمال مغرب میں تھی۔

یہ علاقہ جو ری پبلک والوں کے ہاتھ آیا اس سے اُن کے نقصانوں کی تلافی ہوگئی۔

ایک دن ۱۸۶۷ء میں ایک لڑکا ایک کھیت میں ایک بڑے روشن شیشے کے ٹکڑے کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ اتفاقاً وہاں ایک سوداگر کا گذر ہوا۔ اس نے اس شیشے کے ٹکڑے کو دیکھا۔ اور ایک جوہری کے پاس ہیر منز ٹاون میں شناخت کے لیئے بھیجا۔ وہاں معلوم ہوا کہ وہ الماس ہے اور قیمت میں پانچسو پونڈ کی مالیت رکھتا ہے۔ پھر تو گرد و نواح میں تلاش شروع ہوئی۔ اور کئی ٹکڑے الماس کے اور دستیاب ہوئے۔ مگر سب اس پہلے ہیرے سے قیمت میں کم تھے۔ اسی طرح دریائے وال کے گرد و نواح میں ہیرے پائے گئے۔

مارچ ۱۸۶۹ء میں وہ بڑا الماس جسکو جنوبی افریقہ کا ستارہ کہتے ہیں کرونا مارٹن ٹامس سے دستیاب ہوا یہ گیارہ ہزار پونڈ کو فروخت ہوا۔

جب اس جگہ سے الماس کی کانیں برآمد ہوئیں تو بہت سے مزدور سرکاری علاقوں سے یہ کانیں کھودنے کے لیئے آگئے۔ اور یہ بات ہر جگہ مشہور ہوگئی کہ یہ علاقہ بڑا زرخیز ہے۔

جب یہ خبر گریکا کے سردار نکولس واٹر بوئر کے کانوں تک پہنچی۔ تو اُس کے گماشتے مسٹر ارناٹ نے دعوےٰ کیا۔ کہ یہ مقام جہاں سونے کی کانیں ہیں یعنے فری اسٹیٹ

ہماری ملکیت ہے۔

برٹش گورنمنٹ نے یہ دعوے سنکر ثالث ہونا چاہا۔ پریسیڈنٹ برینڈ نے اعتراض کیا اور کہاکہ ہمیں ثالثی منظور نہیں ہے۔

پریسیڈنٹ نے جب دیکھا کہ حکام کی آنکھیں بدلی ہوئی ہیں تو اس نے انگلستان میں اپیل کیا۔ آخر یہہ معلوم ہوا کہ کانیں انگریزوں کے قبضہ میں ہونی چاہئیں۔ مگر ۹۰۰۰۰ پونڈ گورنمنٹ نے بطور عوضانہ پریسیڈنٹ برینڈ کو دیدیا۔ اور پریسیڈنٹ نے دانائی کرکے یہ رقم منظور کرلی۔ اور اس سے وہ قرضہ ادا کردیا جو فری سٹیٹ نے دینا تھا۔

پریسیڈنٹ نے بڑی دانائی کی کہ اس درخواست کو منظور کرلیا۔ اور اس روپیے سے وہ قرضہ جو پبلک کے ذمہ تھا ادا کردیا اور اس کارروائی سے آپس میں صفائی ہوگئی۔ اور کانوں کے دنوں میں جو بدگمانی اور ناراضگی پیدا ہوگئی تھی وہ رفع ہوگئی۔ پھر وہ سوچنے لگے کہ یہ بہتر ہی ہوا کہ وہ کان کن لوگوں کے درمیان امن قایم رکھنے کی ذمہ داری سے سبکدوش ہوچلے ہیں۔ بمقام جاگرز فانٹین ہیٹن ایک کان ان کے لئے چھوڑی گئی تھی۔ پہلے تو یہہ کان معمولی سمجھی گئی تھی۔ لیکن پھر یہ بڑی زرخیز ثابت ہوئی۔ اور اس میں سے اسقدر ہیرے نکلے کہ وہ بڑے مالدار ہوگئے۔

اس تصفیہ سے فری سٹیٹ نے پھر سر نہیں اُٹھایا۔ اور وہاں ہمیشہ کامل امن رہا ہے سٹرکیں پل اور عمدہ عمدہ عمارات وہاں وقتاً فوقتاً بنتے رہے ہیں۔ اور وہاں کا طریقہ تعلیم نہایت احسن ہے۔ جو ریل کیپ ٹاون سے بری ٹوریا کو جاتی ہے وہ جنوبی افریقہ کی جمہوری سلطنت میں ان ریاستوں میں سے گذرتی ہے۔ اور کئی ریل کی لائینیں یہاں سے پورٹ الزبتھ اور ایسٹ لنڈن کو جاتی ہیں۔ ہری سمتھ سے ایک لاین ڈربن کو جاتی ہے۔ یہ کام گورنمنٹ نے جنوری سنہ ۱۸۹۷ء میں اختیار کیا تھا۔ اور اس کے علاوہ اور لائنیں ریل کے رستے بن رہی ہیں۔ فری سٹیٹ کے ذمہ صرف یہ پبلک قرضہ ہے کہ اس کو ریلوے کی خرید کرلی پڑی ہے۔ اسکے حدود کے متعلق کچھ تنازعہ نہیں ہے۔ اور اس کے کناروں کے اندر کوئی نیم خود مختار قومیں نہیں ہیں۔ بلدولانگ آف موزا کو

آخری قوم جو ہمیشہ خود مختار رہیں۔ اب مطیع ہو گئی ہے۔ اس کے سردار کو اس کے بھائی نے قتل کر دیا تھا۔

کیپ کالونی۔ اورنج فری سٹیٹ اور جنوبی برٹش ماتحت ریاستیں جو جنوبی افریقہ میں ہیں ایک متفق محصول خانہ برائے اغراض چونگی رکھتی ہیں۔ البتہ نٹال اس سے باہر ہے۔ پریزیڈنٹ برنڈ کئی بار منتخب ہوا اور منتخب ہوتا چلا گیا حتّٰی کہ وہ ۱۸۸۸ء میں فوت ہوا۔ اسکی وفات پر مسٹر الفیت۔ ولیم ریٹز جو چیف جج تھا اسکی جگہ پر مامور ہوا۔ اسکی صحت اچھی نہ تھی اس لئے وہ ۱۸۹۵ء میں پنشن پر چلا گیا اور شروع ۱۸۹۶ء میں مسٹر ایم۔ ٹی سٹین اس عہدہ پر مختار ہوا۔ ۱۸۹۰ء کی مردم شماری کے موجب آبادی کا یہ حال ہے کہ ۷۰ ہزار یورپین ہیں اور ایک لاکھ بیس ہزار سیاہ فام لوگ ہیں۔ زیادہ تر لوگ کاشتکار ہیں لیکن اب نفع ور کانیں بھی نکلنے لگی ہیں اور جگرزفانٹین اور کافی فانٹین میں ہیروں کی کانیں بھی پائی جاتی ہیں۔ جگرزفانٹین کی کان مشہور ہے۔

جب باسوٹولینڈ پر سرکار انگلشیہ کا تصرف ہو گیا تو اس جگہ سرڈ کمشنر نے ایک ایجنٹ مقرر کر دیا جو چیف مجسٹریٹوں اور پولیس کی امداد سے اس قوم کی رہنمائی کرتا ہے۔ موشیش کی وفات پر لیٹسی سردار مقرر ہوا۔ اس میں سابق سردار کا تعصب نام کو نہ تھا مولاپو اور ماسوفا و دیگر پسران بڑے ذی اقتدار تھے۔ یہ لوگ حکومت میں سرکار انگلشیہ کی مداخلت گوارا نہ کرتے تھے۔ گو حفاظت کے لیے سرکار کو ہمیشہ راضی رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔

۱۸۷۱ء میں یہ قلمرو کیپ کالونی سے شامل کر دی گئی گورنمنٹ نے سابقہ انتظام جاری رکھا۔ نیٹو قانون صرف اس جگہ ترمیم کیے گئے جہاں ضروری تھے۔ جھونپڑیوں پر ٹیکس لگا کر کافی روپیہ اخراجات انتظام کے لیے جمع ہو گیا۔ بلکہ سرداروں کو دینے کے لئے بھی کافی مقدار میں بچ گیا۔

ظاہراً یہ معلوم ہوتا کہ سرکاری رسوخ بڑھتا جاتا ہے۔ اور سرداروں کا رسوخ گھٹتا جاتا ہے لیکن یہ خیال یورپین کا غلط تھا۔ اقوام نیٹو میں جو کیپ کالونی میں ہیں ۱۸۸۰ء میں ایک لہر ناراضگی کی اٹھی اور جب یہ شورش فرو ہو گئی۔ تو گورنمنٹ نے ارادہ کر لیا کہ سب کے ہتھیار

چھین لینے جاہیں۔ جب سوٹو لینڈ میں یہ انتظام شروع ہوا تو لوگوں نے بغاوت کا جھنڈا کھڑا کر دیا۔ بعض قومیں وفادار رہیں لیکن اس وجہ سے کہ ان کے مخالف وہ تھے جنہوں نے بغاوت کا علم اُٹھایا ہوا تھا۔ اس بغاوت کے فرو کرنے میں کالونی نے بہت سا روپیہ صرف کیا۔ کامیابی نہ ہوئی اور ۱۸۸۴ء میں سوٹو لینڈ امپیریل گورنمنٹ کی طرف منتقل کر دیئے گئے۔

اس وقت سے یہاں حکام سرکار کا برائے نام انتظام ہے۔ لوگ جب چاہتے ہیں متابعت کرتے ہیں جب چاہتے ہیں نہیں کرتے۔ لیرٹ سی حال ہیں فوت ہوا ہے۔ اور اسکی جگہ اسکا بسر لیرو تھودی اب فرماں روا ہے۔

سوٹو لینڈ میں اسوقت دو لاکھ پچیس ہزار نیٹو ہیں۔ اور چھ سو یورپین ہیں یہ یورپین یا تو اہلکار سرکار ہیں یا عیسائی ہیں یا تجار ہیں۔ کسی اور کو اس ملک میں آباد ہونیکی اجازت نہیں دی جاتی۔

# فصل بست و ششم

## جنوبی افریقہ کی جمہوری سلطنت

اس وسیع قطع اراضی میں جو وال کے شمال میں ہے اور جو موسی ایکاٹ سی کے بعد
ہونے پران کسانوں کی ملکیت ہوگیا۔ جو وہاں جاکر آباد ہوئے۔ اس قسم کا قطعہ ہے کہ وہاں
ہرقسم کی زراعت اور گلہ بانی وغیرہ ہوسکتی ہے۔ اور کانیں تو معدنیات کی یہاں اس کثرت سے
ہیں کہ اور کسی حصہ میں دنیا کے نہیں ہیں۔ مشرقی اور شمالی گھاٹیاں اگرچہ بڑی زرخیز معلوم
ہوتی ہیں۔ اور سیاح کامل بے اختیار چاہتا ہے کہ وہاں آباد ہوجائے۔ لیکن تجربہ سے
ثابت ہوگیا ہے کہ وہاں کی صحت بہ نسبت ان مقامات کے جو بلندی پر واقع ہیں خراب
ہے۔ ان گھاٹیوں میں بعض جگہ ایسی گھاس پیدا ہوجاتی ہے جو مویشیوں اور شکاری جانوروں
کے لئے عذاب جان ہوتی ہے۔ بخار بھی یہاں بہت کثرت سے تھا اور جب گھاس کے
انباروں کو آگ لگادی گئی تو کسیقدر کم ہوا۔ کسان تعداد میں پندرہ یا سولہ ہزار تھے۔ یہ وہی
جگہ پسند کرتے تھے۔ جو عمدہ ہوتی تھی۔ اور کوئی یہ نہیں چاہتا تھا کہ عرب کے جنگلوں میں
آباد ہو۔ ان لوگوں میں مطلق اتفاق نہ تھا ایک مشترکہ گورنمنٹ قایم کرنیکی تجویز کی گئی تھی۔
انتظام یہ تھا کہ ہر ایک قوم میں سے ایک سردار چن لیا جاوے۔ لیکن اس میں ظاہرا
خرابیاں تھیں۔ اور آخرکار چار جمہوری سلطنتیں قایم ہوگئیں۔ یہ چار مفصلہ ذیل

تفصیل۔

(۱) پوٹ چیفس ٹروم

(۲) زوٹ پینس برگ

(۳) لیڈن برگ

(۴) لوبرسجٹ

لیکن اس سے کچھ فایدہ نہ ہوا مطلب یہ ہے کہ وال کے بوئر یورپین لوگوں میں کوئی گورنمنٹ نہ تھی۔ بڑی خرابی اس میں یہ تھی کہ ہر قسم کے جھگڑے وہاں آکر پناہ لیتے تھے یہ لوگ بہانہ حقیقت جرائم پیشہ ہوتے تھے اور طرح طرح کی بیرحمیاں براے نام شکاریوں اور تجاروں کے بیش کرتے تھے۔

جب یورپین پہلے اس مقام میں آئے تو یہاں کی حالت وہی تھی جو سنہ میں شونالینڈ کی شمال غرب میں اصلی باشندگان کا ماٹابیل نے قلع قمع کر دیا تھا۔ جو بدبخت انکے ہاتھ سے بچ گئے تھے وہ کالاہاری کے بیابانوں میں جا رہے تھے۔ یورپین کے آنے پر اور ماٹابیل کی فراری پر ان خانہ بدوش ساکنان بیابان میں نئی زندگی آگئی۔ اپنے وہ پھر پوشیدہ مقامات سے نکل کر باہر آگئے اور باغایت بنانے لگے۔ اور آرام کی نیند سونے لگے۔

یورپین لوگ ان کا ان راضی تھے لیکن قدیم رواج کے بموجب جو ان ہالینڈ کا چلا آتا تھا۔ وہ ہر ایک ہنٹو فرقہ کو اجازت دیتے تھے کہ اپنے اپنے سردار کے تابع فرمان رہے اور اُسی معاملات میں جن میں اُسے واسطہ نہ پڑے۔ وہ دخل نہ دیتے تھے۔

قوم کرال پر ایک قسم کا ٹیکس لگایا گیا تھا جسکو ٹیکس مزدوران کہتے تھے یہ کمزور انتظام تھا۔ اور اس میں بہت سے نقص تھے۔ لیکن ہنٹو نے اسکو غنیمت سمجھا۔ انہوں نے موٹابیل کے ہاتھ دیکھے ہوئے تھے۔ اب جان کا خطرہ نہ تھا۔ ان لوگوں کی تعداد دن بدن بڑھنے لگی۔ اور ان میں لمپوپو اور اُسی مقامات کے لوگ جہاں موسی لیکاٹ سے حکمران تھے بھی آملے۔

جب اسطرح پر دس سال گذر گئے تو ان لوگوں کو یورپین کی اطاعت ناگوار معلوم ہونے

لی۔ ان کی خوش نصیبی سے یورپین کی بدنظمی اور خانہ جنگی نے ان کو موقع دیدیا۔ ان میں بھی پرانی عداوت اور حسد چلا آتا تھا۔ اس لئے اس کا جتھا قایم نہ ہوسکا۔ پھر بھی وہ شورش سے باز نہ آتے تھے۔

ان شورشوں کا حال ڈاکٹر لیونگسٹون پادری کو معلوم ہوا کہ دہی شخص تھا جسکا مکان اور گھر بار لڑائی کے دوران میں جلا دیا گیا تھا۔ یہ نیٹو کا بڑا طرفدار تھا۔ اس نے اس بات پر زور دیا کہ سیٹ بیلی بالکل راستی پر ہیں۔ لیکن اگر کوئی اس بیان کو پڑھے۔ جو اس نے گورنر کیپ ٹاون کے روبرو خود کہا۔ تو اسکو معلوم ہوسکتا ہے کہ ڈاکٹر لیونگ سٹون Living stone کی غلطی تھی۔

اس میں شک نہیں کہ لڑائی بیرحمی کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ لیکن اس موقع پر یورپینوں نے چند فعل ایسے کئے جنکو شایستگی کبھی روا نہیں رکھ سکتی۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس موقعہ پر اشتعال بہت زیادہ تھا۔ ان لوگوں نے حد کردی۔ بڑی بیرحمی سے یورپینوں کی عورتیں اور بچے قتل کر ڈالے اور نشین گلیوں میں روند ڈالیں۔

سنہ ۱۸۵۷ء میں مسٹر مارتھی نس وبیل پری ٹوریس پریسیڈنٹ پوٹ چی فیس ٹروم کا ہوا لیکن اسکے اختیارات محدود تھے اور اسکو صرف ریزولیوشن پاس کرنے کا اختیار تھا۔ سنہ ۱۸۶۰ء میں باقی جمہوری ریاستیں بھی اس انتظام میں شامل ہوگئیں۔ پھر یہ خرابی ہوئی کہ ہر ایک ریاست یہ چاہنے لگی کہ میں سب سے بڑھکر ذی اقتدار ہوں۔ آخر خانہ جنگی شروع ہوگئی اور بہت کشت و خون ہوا۔ آخر مئی سنہ ۱۸۶۴ء میں امن اور مصالحت ہوگئی اور حسب قانون مسٹر پری ٹوریس پریسیڈنٹ اور مسٹر اس جے۔ پال کروگر کمانڈنٹ جنرل یا جنگی لاٹ مقرر ہوا۔

اس اثنا میں برا با پولانا کا اقتدار بہت زیادہ ہوگیا۔ اس قوم کے پاس بہت سی بندوقیں تھیں۔ جو باغی لوگوں سے انہوں نے جو قرب وجوار میں آئے تھے حاصل کی تھیں۔ آپس میں ایک تنازعہ ہو پڑا اور سردار وقت کا بھائی بھاگ گیا۔ اس کو سرکار نے پناہ دیدی۔ اس پر اس قوم نے بہت برا مانا۔ اپریل سنہ ۱۸۶۵ء میں جبکہ ایک مجرم کی جو بھاگ گیا تھا۔ تلاش ہورہی تھی چند یورپین نے جو کسی قانون کے پابند نہ تھے۔ اور حبشیوں کے ایک گروہ نے جو انکی امداد کررہے تھے

اس قوم کی بیرونی چوکیوں پر بہت کچھ دست اندازی کی آخر نتیجہ یہ ہوا کہ تمام لڑائی ہو پڑی۔

تین سال سے زیادہ تک جمہوری سلطنت نے بے فایدہ کوشش کی کہ کسی طرح پر آما پولانا مطیع ہو جائے مگر ممکن نہ ہوا۔ خزانے میں روپیہ نہ تھا اور ایک دفعہ ایسا موقع آپڑا کہ گورنمنٹ ڈربن سے سامان حرب لیجانے کا کرایہ بھی نہ دے سکے۔ جنوبی حصہ ریاست سے لوگوں نے اس جنگ میں شریک ہونے سے انکار کر دیا۔ جنگی لاٹ کروگر نے ہر چند ہاتھ پاؤں چلائے۔ مگر جب اس کے پاس کافی سامان نہ تھا تو وہ کیا کر سکتا تھا۔ ناچار بیچارے کو پس پا ہونا پڑا۔ جب کروگر پس پا ہوا تو دشمن نے سکومسڈال کا گاؤں جہاں ہاتھی دانت کی بڑی تجارت تھی جلا کر خاک کر دیا۔ لیکن برا پولانا کو تجارت مد نظر تھی۔ اس لئے ۱۸۶۸ء میں انہوں نے صلح کر لی جس میں ان کا پلہ کسی طرح زیر نہ ہوا۔

اس وقت کچھ حالت اچھی نہ تھی۔ گرجے کئی بن گئے۔ لیکن پادریوں کے درمیان کئی جھگڑے رہتے تھے۔ ان کا علم محدود تھا۔ خزانہ خالی تھا۔ تنخواہیں مشکل سے ادا ہوتی تھیں۔ تجارت زیادہ تر تبادلہ کے ذریعہ ہوتی تھیں۔ سونے اور چاندی کی قلت تھی۔ البتہ مرغزارین بڑی پر تھیں سبزی اور میوہ جات کثرت سے پیدا ہوتے تھے۔

ابھی برا ما پولانا کے ساتھ صلح ہوئی۔ چند دن ہی گذرے تھے کہ ایک اور دقت پیدا ہو گئی بو یر لانگ آف مونٹ سیوا اور دیگر قوموں نے خود مختاری کا دعوے کیا۔ اور بہت سی اراضی کے مالک بن بیٹھے۔ جمہوری سلطنت (ریپبلک) بزور بازو اپنا دعوے پیش نہیں کر سکتے تھے۔ اور یہ معاملہ چنداں قابل وقعت نہ تھا۔ لیکن ان ایام میں معلوم ہو گیا کہ وان کے اس حصہ میں جو جانب نشیب واقع ہے پتھروں کی کانیں ہیں۔ اس پر پریسیڈنٹ پری ٹوریس اور ملکہ معظمہ کے چیف کمشنر متعینہ جنوبی افریقہ نے یہ انتظام کیا کہ بذریعہ ثالثی فیصلہ ہو جائے۔ اس نالش میں سر جج گورنر کیٹ حاکم نٹال مقرر ہوا۔ گورنر کیٹ نے قوموں کے حق میں فیصلہ دیا اور پری ٹوریا کی ریاست سے بہت سا حصہ وہ بھی لیکر ان کے حوالہ کر دیا جو ہمیشہ سے ریاست کا چلا آیا تھا۔

جب یہ فیصلہ ثالثی لوگوں کو معلوم ہوا تو گورنر پری ٹوریس نے استعفا داخل کر دیا کیونکہ لوگوں نے کہا کہ وہ اس فیصلہ کے پابند نہیں ہیں گورنر کو یہ اختیار نہ تھا کہ وہ ثالثی پر رضامند ہو جائے

ہائی کمشنر نے یہ کہا کہ وہ فیصلہ ثالثی کو ضرور عمل میں لا سکے۔ اس وقت کروگر کی جگہ سٹر برجر جو پہلے پادری تھا لیکن اسکی قانونی لیاقت مسلمہ تھی مقرر کیا گیا۔ یہ بیشک قابل آدمی تھا مگر وہمی تھا اسکو سبز جمہوری سلطنت کے جس میں کالج، ٹیلیگراف اور ریلیں وغیرہ ہوں خواب آیا کرتے تھے اپنے انتخاب کے دو سال بعد اس نے والکسراڈ کو ترغیب دی کہ مجھے یورپ میں بھیجو میں وہاں سے قرض کا انتظام کروں گا۔ تاکہ پریٹوریا سے ڈیلاگوا تک ریل بنائی جائے اور وہاں سے معلم مدرسوں کے لیے رکھکر لاؤں گا۔

ہالینڈ میں اس نے نوے ہزار پونڈ قرض لیکر مصالح خریدا اور یہ زیسو مارکس میں بھیجدیا لیکن اور روپیہ کسی نے قرض نہ دیا۔ اور مصالح وغیرہ زنگ لگ کر خراب ہوگیا۔ پھر ریسیڈنٹ نے ایک سپرنٹنڈنٹ جنرل برائے محکمہ تعلیم بہم پہنچایا۔ اور معلم بھی رکھے۔ لیکن واپس آکر اس نے دیکھا کہ باپیڈی Bapede قوم نے اپنے سردار سیکوکونی کے ماتحت ایسی ایسی حرکات کی ہیں کہ جو کوئی گورنمنٹ برداشت نہیں کر سکتی۔ اور ساتھ ہی بہت سے حصہ زمین پر دریائے الی فانٹس کی گھاٹی میں قبضہ کر لیا ہے۔

پھر ایک بہت سی فوج ان کی سرکوبی کے لیے جمع کی گئی۔ لیکن چونکہ اس میں اور پریسیڈنٹ میں اختلاف مذہب تھا اسلئے لوگوں نے خیال کیا کہ کامیابی نہیں ہوگی۔ لوگوں کے دل میں یہ تعصب اسقدر زیادہ ہوگیا کہ اس تجویز میں کامیابی نہ ہوئی۔ صرف ایک مقام لیا گیا جسکو پریسیڈنٹ نے جرالٹر جنوب کہا۔ لیکن اس سے بیدل کسانوں کی حوصلہ افزائی نہ ہوئی۔ روپیہ کی ضرورت تھی اور روپیہ کہیں سے آتا نظر نہ آتا تھا۔ ان ایام میں برٹش گورنمنٹ نے سر تھیو فیلس شپ سٹون کو جو نٹال میں خارجی معاملات کا سیکرٹری تھا بھیجا۔ اسکو گورنمنٹ انگلشیہ نے بطور کمشنر وسیع اختیارات دیکر بھیجا۔ اس بارہ میں اختلاف رائے ہے کہ آیا گورنمنٹ نے یہ کام درست طور پر کیا یا نہ کیا۔ سر تھیو فیلس شپ سٹون کہتے ہیں کہ اگر اس وقت مداخلت نہ کی جاتی تو زولو لوگ ہنگامہ برپا کر دیتے۔ اگر یہ سچ ہے تو وہ حق بجانب تھا۔ لیکن کسانوں نے کبھی یہ خواہش ظاہر نہیں کی کہ اس طرح کی کارروائی کی جاوے۔ ساتھ ہی ایک بات اور بھی ہے وہ یہ ہے کہ دیہات کے باشندے جو انگریز اور جرمن تھے۔ کمشنر نے درخواست کی کہ اس ملک کو ایک ریاست

ماتحت قرار دیدو اور جب کمشنر وہاں گیا تو کسانوں نے اسکو رو کا بھی سنہ ۱۲ اپریل ۱۸۷۷ء کو سر تھیوفیلس شپ سٹون نے اعلان عام جاری کر دیا کہ یہ ملک مقبوضہ سرکار ہے۔ یہ اعلان کر کے اس نے کل اختیار اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ پریسیڈنٹ نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور ریٹائر ہو گیا۔ لیکن اس کارروائی پر اعتراض کر دیا۔ اس کے بعد بہت سی جنگی فوج اس جدید ملک میں جس کا نام ٹرنسوال رکھا گیا داخل ہوئی اور جدید گورنمنٹ مستقل اصول پر قایم ہوئی۔ پھر تو تجارت چمک اٹھی، روپیہ کثرت سے آنے لگا اور ہر ایک قسم کی جایداد مالیت میں بڑھنے لگی۔ لیکن کسان اس کارروائی الحاق سے ناراض تھے۔ اور وہ خود مختاری چاہتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے مسٹر پال کروگر اور ڈاکٹر جارلس کو ولایت بھیجا کہ وہ وہاں جاکر کوشش کریں تاکہ اس الحاق سے دستبرداری ہو جاوے۔ اس ڈیپوٹیشن کو کامیابی نہ ہوئی۔ اور اس وقت منزرائے انگلستان کو یہ یقین تھا کہ اس سلطنت کے زیادہ تر لوگ یہ چاہتے تھے کہ سرکار انگلشیہ کا عمل ہو جاوے لیکن اس الحاق کے برخلاف لوگوں نے میموریل بھیجا جس پر چھ ہزار پانچسو آدمیوں کے دستخط تھے۔ پھر ایک اور ڈیپوٹیشن جس میں مسٹر پال کروگر پائیٹر جوبرٹ اور مسٹر ایڈورڈ پاک تھے ولایت گیا لیکن اسکو بھی ناکامی ہوئی۔ اور جنوبی افریقہ میں یہ اعلان عام کیا گیا۔ کہ کسی صورت میں الحاق منسوخ نہ ہوگا۔

مسٹر تھیوفلس شپ سٹون اپنی ذات سے کسانوں کو بہت پسند رہا۔ اگر کوئی شخص انکو رضامند بنا سکتا تھا تو وہ یہ تھا لیکن ۱۸۷۹ء میں اس کی جگہ سر اوین لینین کمشنر ہوا جو ایک مغرور آدمی تھا اور اسکو دل ہاتھ میں لانے کا طریقہ نہ آتا تھا۔

اب یہ خیالات جلد پھیلنے لگے۔ کہ اگر کچھ مدت تک آزادی نہ دی گئی۔ تو ہتھیاروں سے کام لینا پڑے گا۔ جنوبی افریقہ کی عورتیں ہمیشہ پبلک کاموں میں بڑے جوش سے حصہ لیتی رہی ہیں اور اس موقعہ پر ان سب کی رائے لڑائی کے حق میں تھی۔ مائیں اپنے بچوں کو اور بیویاں شوہروں کو جرأت دلاتی تھیں کہ "مرد میدان بنو۔ اگر تم مفتوح ہو گئے۔ تو یا تو محبان قوم کی موت مرو گے یا نامعلوم علاقہ شمالی کیطرف جانا ہوگا۔ جیسا کہ تمہارے بزرگوں نے کیا تھا"

اس دفعہ سکنی پیرنے یہ تکلیف دی لیکن سر گارنٹ ولزلی نے متعدد سپاہیوں اور

سوازیوں کے ایک گروہ کے ساتھ اسکا مقابلہ کیا۔ اس کے قبیلہ کو سخت نقصان پہنچایا۔ اور خود سردار کو قید کرکے پریٹوریہ میں لے آیا۔ اس حادثہ کے قلیل عرصہ بعد اس ملک میں خبر پہنچی کہ مسٹر گلیڈسٹون صاحب ارل آف بیکنز فیلڈ کی جگہ انگلستان کے وزیر اعظم مقرر ہوئے ہیں۔ اور چونکہ نئے وزیر اعظم نے الحاق ملک کو بے اتفاقی کے نام سے منسوب کیا تھا۔ لہذا قدرتاً کسانوں کو خیال پیدا ہوا کہ مسٹر گلیڈسٹون انہیں آزادی دیدیں گے اور اب کچھ عرصہ تک ملک میں خاموشی رہی۔ سر گارنٹ ولزلی کی جگہ سر جارج کالی سپہ سالار افواج مقرر ہوا۔ اور جنرل ولزلی کو واپس یورپ طلب کیا گیا۔ لیکن جونہی معلوم ہوا کہ مسٹر گلیڈسٹون نے انگریزی جھنڈا ہٹانے سے انکار کیا۔ تو ویسی ہی بے چینی اور تشویش پیدا ہوگئی۔ جب ایک کسان کا چھکڑا پکڑا گیا۔ کیونکہ اس نے محصول ادا نہیں کیا تھا۔ تو اس کے بہت سے دوست اسکی امداد کو آئے۔ اور بجائیکہ حکام یا چیف سٹرام کے پاس ایک کثیر تعداد فوجی آدمیوں کی تھی۔ ان کے حکم کی کچھ پرواہ نہ کی گئی۔ پارڈ کرال میں جہاں آجکل کروگرز ڈراپ واقع ہے۔ ایک بڑا جلسہ منعقد ہوا اور طویل بحث و مباحثہ کے بعد فیصلہ ہوا کہ خدا پر بھروسہ کریں اور آزادی کے لئے جدوجہد کرتے ہوئے یا تو اکٹھے مر جائیں یا اکٹھے زندہ رہیں۔ مسٹر ایس پال کروگر۔ مسٹر پریٹوریس اور مسٹر جوبرٹ تین اصحاب سلطنت کا کام چلانے کے لئے منتخب کئے گئے۔ بعد ازاں یہی تینوں شخص سپریم لیجسلیٹو پاور کے مہتمم بن گئے۔ اور قرار پایا کہ جب تک پریٹوریہ واپس نہ لیا جائے ہیڈل برگ دار السلطنت رہے۔ ۱۶ دسمبر ۱۸۸۰ء کو اس مقام پر دوبارہ رپبلک کا جھنڈا لہرانے لگا۔

اس کارروائی سے صاف ثابت ہوگیا۔ کہ جیسا کہ پہلے خیال کیا جاتا تھا۔ جنوبی افریقہ کو چلے جانے سے یورپین خون میں تنزل واقع نہیں ہوا۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو پریسیڈنٹ برگرز کے ماتحت خطرہ میں پڑنے سے تامل کرتے تھے۔ اب کس طرح بہادری اور مستعدی سے جنگ پر آمادہ ہوگئے۔ بجائیکہ اس کام کی تکمیل سے ان کی فرض شان و شوکت کی طلبگاری نہ تھی۔ اس سوال کا جواب بالکل مختصر ہے۔ مذہب نے یہ تبدیلی پیدا کردی ہے کہ ایک پہلو سے ان کو خیال تھا کہ خدا ان کے حق میں نہیں۔ کیونکہ ان کا سردار مستقل مزاج شخص نہ تھا۔ اور دوسری جانب سے انہیں

خیال پیدا ہوتا تھا۔ کہ خدا ان کا طرفدار ہے کیونکہ اس اہم معرکہ میں جو برابر ہی کا جوڑ نہیں ہے۔ ان کی رہنمائی کرتا ہے اور انہیں مضبوطی بخشتا ہے۔ یہی بات تھی جس نے سیٹل پوسٹ سے بھاگے ہوؤں کو مجوبہ پل کے قریب وجوار میں رہنے پر مجبور کر دیا تھا۔

اسی دن حریت کا جھنڈا کھڑا کیا گیا۔ پہلا خون کیا گیا۔ برگروں کی ایک جماعت کمانڈر کروجنی کے ماتحت ایک اعلان چھپوانے کے لئے چاچف سٹرام کو گئی اور وہاں سپاہیوں نے ان پر بندوقیں چلائیں۔ جس سے ان کا ایک آدمی سخت زخمی ہوا۔ کرنل ونزلو جس کے ماتحت یہ سپاہی تھے۔ گاؤں کے باہر خیمہ لگائے ہوئے تھا اور لینڈ راسٹ کے دفتر اور قرب وجوار کو جہاں ایک فوج میجر کلارک کے ماتحت مقیم تھی۔ مضبوط کئے ہوئے تھا۔ کروجنی نے بھی جواب میں بندوقیں چلائیں اور ان مکانات کا جن میں میجر کلارک ڈیرہ ڈالے ہوئے تھے۔ محاصرہ کر لیا۔ کرنل ونزلو نے لڑائی میں خوب ہاتھ دکھلائے۔ مگر میجر کلارک کو شکست کی ندامت برداشت کرنی پڑی۔

اب انگریزی سپاہیوں پر مصیبتوں کا آسمان ٹوٹ پڑا۔ کرنل آرنسٹرونگ کو حکم ہوا کہ جلد ۲۶۴ سپاہی لیکر لیڈن برگ سے پریٹوریہ کی فوج کی مدد کو روانہ ہو جائے۔ لیکن ساتھ ہی اسکو خبردار کیا گیا۔ کہ رستے میں تمہارا مقابلہ کیا جائے گا۔ کرنل چونکہ کسانوں کی جنگی طاقت کی بہت کم پرواہ کرتا تھا۔ اُس نے اس اطلاع دہی کی ذرا بھی پرواہ نہ کی۔ اور منزلِ مقصود کی جانب روانہ ہوا۔ ۲۰ دسمبر کو وہ بے پرواہی اور بے احتیاطی سے چھکڑوں میں سوار چلا جا رہا تھا کہ مقام برونک ہارسٹ سپروٹ کے قریب رجو کہ پریٹوریہ سے ۳۸ میل کے فاصلہ پر ہے کسانوں کی ایک جماعت نے جنرل جوبرٹ کے ماتحت اس کا مقابلہ کیا۔ جوبرٹ نے اُسے آگے بڑھنے سے روکا۔ اور جب اُس نے (کرنل نے) جواب دیا کہ نہیں میں ضرور آگے بڑھونگا۔ تو اُس پر حملہ کیا گیا۔ انگریزی سپاہیوں نے بڑی بزدلی سے اس حملہ کا مقابلہ کیا۔ اور چند ہی منٹ میں اس قدر آدمی مجروح اور مقتول ہوئے کہ کرنل کو اطاعت اختیار کرنے کے سوا اور کچھ چارہ نہ سوجھا۔

اب سر جارج کالی نے افواج نٹال میں ایک ہزار سے زیادہ آدمی منتخب کئے اور ان

محصورین کی مدد کے لئے جو کہ کثیر التعداد گاؤں میں گھرے ہوئے تھے روانہ ہوا۔ اس کوچ کی خبر جوبرٹ تک پہنچی۔ تو وہ اس سے بھی زیادہ آدمی لیکر نٹال میں داخل ہوا۔ اور بمقام لنگز نک اس شاہ راہ پر جہاں سے انگریزی جنرل کا گزنا ضروری تھا۔ ایک مضبوط جگہ پر خیمہ زن ہوا۔ ۲۸ جنوری ۱۸۸۱ء کو سر جارج کالی نے نک سے گزرنے کی کوشش کی۔ جس کا انجام یہ ہوا کہ ایک تو وہ پسپا ہوا۔ دوسرا اسے نقصان عظیم برداشت کرنا پڑا۔ بعد ازیں اس نے کوہ پراسپکٹ پر جو وہاں سے صرف چار میل کے فاصلہ پر تھا۔ ڈیرہ ڈالدیئے۔ اور اس کمک کا انتظار کرنے لگا۔ جو آجکل میں انگلستان سے آنیوالی تھی۔

۸ فروری کو جنرل کالی قریباً تین سو آدمیوں کے ہمراہ کمپ سے روانہ ہوا۔ اور دریا انگوگو کے قریب کسانوں کی ایک بڑی جماعت نے نکولس سمٹ کے ماتحت اس کا مقابلہ کیا۔ تاریکی ہوگئی۔ اور طرفین میں سے کسی کو فتح نصیب نہ ہوئی۔ انگریزی فوج کی کیفیت سن لیجئے۔ کہ جو آدمی صبح کو روانہ ہوئے تھے۔ ان کا دو تہائی حصہ میدان جنگ میں مجروح اور مردہ پڑا تھا۔

مذکورہ بالا تین لڑائیوں میں تین سو انگریزی سپاہی تلف ہوئے۔ اور قریباً اتنے ہی زخمی ہوئے۔ کسانوں کے کل سترہ آدمی مقتول اور اٹھائیس زخمی ہوئے۔ فن جنگ کے ماہرین کا قول ہے کہ کسان اعلےٰ درجہ کے نشان باز تھے۔ لیکن کسان کہتے ہیں کہ یہ صرف خدا کی مہربانی ہے۔

لیکن اس سے بھی بڑی مصیبت ابھی آنیوالی تھی۔ ۲۶ فروری کی رات کو جنرل کالی چھ سو آدمیوں سمیت اپنے کمپ سے نکلا اور مجوبہ ہل کی چوٹی پر چڑھ گیا۔ یہاں سے وہ نک کے کسانوں کا حال بخوبی معلوم کر سکتا تھا۔ جو کہ دو ہزار فٹ نیچے ڈیرہ ڈالے ہوئے تھے۔ دوسرے دن جنرل جوبرٹ نے انگریزی سپاہیوں کو پہاڑی پر دیکھا۔ اور اسے اپنے وطیرہ کا پتہ لگ گیا۔ اس وقت سو یا اس سے کچھ کم وبیش والنٹیروں نے اپنی خدمات پیش کیں کہ ہم اس پہاڑی کو دشمن سے چھینیں گے۔ اور واقعی وہ پہاڑ پر کی تقسیم فوج کا مقابلہ کرتی ہوئے اوپر چڑھ گئے۔ گولیاں اُن کے سروں پر سے بغیر نقصان پہنچائے گزر جاتی تھیں گویا کہ اُنکے

بازوؤں پر جادو کے تعویذ بندھے ہوئے تھے۔ دوپہر ہونے سے پہلے ستر پاسی والنٹیر پہاڑی کے مختلف حصص پر جا پہنچے۔ اُس سے انگریزی سپاہی گھبرا گئے۔ اور بھاگ نکلے۔ اس دن ۹۲۔ انگریزی سپاہی مقتول ۱۳۴، زخمی اور ۵۹ قید ہوئے۔ انگریزی فوج کا سردار جنرل کالی بھی مقتولین کی ذیل میں تھا۔

اس اثنا میں ٹرنسوال کے دیہات اور شہروں میں جگہ بہ جگہ انگریزی سپاہیوں کا محاصرہ کیا گیا۔ اور چھوٹی موٹی لڑائیوں میں بہت سی انگریزی جانیں تلف ہوئیں۔ مگر کسی نے اطاعت قبول نہ کی۔

سر جارج کالی کی موت کے بعد سر ایولین وڈ انگریزی فوجوں کا افسر مقرر ہوا۔ اِن دنوں چونکہ بہت سے سپاہی نٹال میں آ رہے تھے۔ اس لئے بہت جلد بارہ ہزار سپاہی اُس کے جھنڈے تلے آ گئے۔ لیکن اب انگلستان سے سر ایولین وڈ کے نام حکم موصول ہوا کہ آگے مت بڑھو اور ۵ مارچ کو جانبین میں معاہدہ ہوگیا۔ "اُس کے رُو سے دونوں پارٹیوں میں صلح قرار پائی۔ ری پبلک کی آزادی تسلیم کی گئی۔ اور سوازیوں کا ملک علیحدہ ہوگیا۔" ایک شرط یہ ہے قرار پائی کہ برطانیہ کلاں اعلےٰ طاقت سمجھی جائے۔ اس طرح ری پبلک تسلیم کیگئی اگرچہ رقبہ میں کم اور اختیارات میں محدود۔ اس تاریخ کو برطانیہ کلاں کے جو معاہدہ ہوا اُسکے رو سے مغربی حد بڑھ گئی۔ سویزی لینڈ باجگزار ریاست بنائی گئی۔ اور برطانیہ کلاں کی عظمت صرف برائے نام رہ گئی۔ اگر اندرونی معاملات کا خیال کیا جائے۔ تو ملک اب بالکل خودمختار ہے۔

ری پبلک کے دوبارہ مقرر ہونے کے چار سال بعد لیڈن برگ میں اور تھوڑی مدت بعد اُس سطح مرتفع میں جو کہ دریا لمپوپو اور دریا وال کے درمیان واقع ہے۔ نہایت قیمتی کانیں سونے کی دریافت ہوئیں۔ ایک عرصہ پیشتر ملک کے مختلف حصص میں سونے کی کانیں کھودی جاتی ہیں۔ لیکن اس قدر سونا دستیاب نہیں ہوتا تھا کہ تمام دنیا کی توجہ اپنی طرف مبذول کر لیتا۔ اب جنوبی افریقہ کے دیگر حصص کے رہنے والے بھی ان کانوں کی طرف آنے لگے اور انجام کار باشندگان یورپ نے بھی سونے کی خاطر ترک وطن کیا۔ مشرقی کانوں میں ایک

کانوں بارپرٹن نامی کی بنیاد پڑی اور چند ماہ تک ملک میں یہ نہایت آباد شہر رہا۔ مگر تھوڑے عرصے کے بعد بہت سے باشندے واٹرس رانڈ کی زیادہ مشہور کانوں کو چلے گئے۔ یہاں آنًا فانًا گویا کہ جادو کے اثر سے ایک مشہور قصبہ جوہانسبرگ پیدا ہو گیا۔ یہاں عالیشان مکانات اور موجودہ زمانہ کی تمام ضروری کلیں تعمیر کی گئیں۔ رقبے کے لحاظ سے یہ جنوبی افریقہ کا سب سے بڑا شہر ہے۔ یہاں کی گوری آبادی اکاون ہزار اور کالی آبادی باون ہزار ہے۔ سونے کی پیداوار بڑھتی گئی حتے کہ یہاں ہر سال اسی لاکھ روپیہ کا سونا پیدا ہوتا ہے۔ اس سونے نے جنوبی افریقہ کی ری پبلک کو دنیا میں سب سے بڑا سونا پیدا کرنے والا ملک بنا دیا۔

علاوہ ازیں ری پبلک میں لوہا اور عمدہ قسم کا کوئلہ بھی بڑی مقدار میں پیدا ہوتا ہے۔ اور چاندی، تانبہ، سیسہ اور دیگر معدنیات کی پیداوار بھی معقول ہے۔ جس سے امید ہے کہ یہ ملک بہت جلد مشہور ہو جائے گا۔

جن آدمیوں نے سونے کی طمع سے نقل مکان کیا تھا۔ ان میں بہت سے انگریزی زبان بولتے تھے اور ان کے اور کسانوں کے مقاصد میں بڑا فرق تھا۔ کسان اس قطعہ زمین کو اپنا ملک خیال کرتے تھے۔ کہ جسے انہوں نے اپنے بزرگوں کے خون سے خرید کیا تھا۔ اور اس میں آرام دہ مکانات اور خدا کی پرستش کرنے والی مقدس جگہیں بنائی تھیں۔ وہ اس ملک پر حکومت کرنے کا حق ان ممبروں کو دینے کے لئے ہرگز تیار نہ تھے۔ جنہیں اگر قانون کی بنا دے دی جاتی۔ تو وہ ری پبلک کی آزادی کو تلف کر دیتے۔ مگر وہ مقررہ قوانین کو تبدیل کرنے کی ضرور کوشش کرتے۔ ۱۸۸۲ء سے پیشتر ہر ایک شخص کو ووٹ دینے کا حق حاصل تھا۔ لیکن اب یہ قاعدہ بنایا گیا کہ تمام اجنبی اس وقت تک ووٹ دینے کے مجاز نہ ہوں گے۔ جب تک کہ وہ اس ملک میں مقررہ میعاد تک مستقل رہائش نہ رکھیں۔

اس آبادی کا یہ بھی خیال تھا کہ ملک کی کانوں کی پیداوار میں گورنمنٹ اور سلطنت کا بھی ایک بڑا حصہ ہے۔ بعض کانوں کی پیداوار اس وقت تک ممالک غیر میں نہ جانے پائے جب تک کہ اس کا ایک بڑا حصہ پبلک ورکس۔ عام عمارات۔ ضروری محکمہ جات اور دیگر ترقیوں کے لئے مخصوص نہ کیا جائے۔ اس وجہ سے ملک میں کانیں کھودنے کا محصول کاشتکاری کے

کے محصول کی نسبت بہت زیادہ تھا وہ یہ بھی خیال کرتے تھے کہ کانیں کھودنے والے اور کالونی
تجارت سے فایدہ اٹھانے والے اشخاص ری پبلک میں اس غرض سے نہیں آتے کہ اپنے
اپنا مستقل گھر بنائیں۔ بلکہ اس ارادہ سے آتے ہیں کہ کم از کم وقت میں بہت سی دولت جمع
کر کے واپس چلے جائیں۔ سنا اگرچہ بہت تھا۔ لیکن اسکی دایمی کان تو نہ تھی۔ اور جب کانیں
کھودی جائینگی تو وہ خیال کرتے تھے کہ یہ سب اجنبی یہاں سے چلے جائینگے۔

ان اعتراضات کے جواب میں نووارد لوگ کہتے تھے۔ کہ ہم نے بھی یہاں آکر ملک کی
آمدنی کو اس درجہ پر پہنچایا ہے۔ پہلے یہ بالکل صفر کے برابر تھی۔ اس واسطے قانون میں حصہ
لینے کا حق ہم کو بھی حاصل ہے۔

ان کی اور بھی بہت سی شکایات تھیں مثلاً یہ کہ مدارس میں انگریزی زبان کا رواج
بند کیا جاتا ہے۔ اور ڈچ زبان کو ترجیح دی جاتی ہے۔ مگر ان شکایات سے قطع نظر تمام شکایات کا
مرکز یہ تھا۔ کہ وہ قانون میں یکساں حصہ نہیں لے سکتے۔ گورنمنٹ نے اس تکلیف کو
رفع کرنے کی ایک تجویز نکالی۔ مگر اس سے شکایت کرنے والوں کی خاطر خواہ تسلی
نہ ہوئی۔

گزشتہ چند سال سے گورنمنٹ کی پالیسی کیپ کالونی کی طرف دوستانہ نہیں رہی
اور کالونی کی پیداوار پر بھاری ٹیکس لگانے اور دریا روال میں کالونی کی تجارت کو روکنے
سے تاکہ تمام تاجر خلیج ڈلگوا کے راستے میں تجارت کریں جنوبی افریقہ کے دوسرے حصوں میں
اس کے بہت سے خیر خواہ بھی اسکے بدخواہ ہو گئے ہیں۔

یہ تقریباً ناممکن ہے کہ دسمبر ۱۸۹۵ء اور آغاز ۱۸۹۶ء کے واقعات کی صحیح تاریخ
لکھی جائے کیونکہ جن لوگوں نے اس میں حصہ لیا تھا۔ ان کی غرض ابھی تک معلوم نہیں ہوئی
صرف اسی قدر کہنا کافی ہے کہ جوہانسبرگ کے باشندوں نے پریٹوریہ کی گورنمنٹ کو تہ وبالا کرنے
کی کوشش کی۔ انہوں نے علم بغاوت بلند کیا جسمیں وہ کامیاب نہ ہوئے۔ اسپر بھی ری پبلک
کی گورنمنٹ نے ان سے نہایت نرمی کا سلوک کیا۔

اس بغاوت کے متعلق ایک واقعہ خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔ کیونکہ اس کا انجام جنوبی

افریقہ کے حق میں نہایت خطرناک ثابت ہوا۔ ۲۹ دسمبر ۱۸۹۵ء کی شام کو روڈیسیا کے حاکم ڈاکٹر جیمسن نے رسالے کے پانسو جوان اور بہت سی توپیں لیکر ری پبلک پر بائیں طرف یعنو انگریزوں کی جانب سے حملہ کیا۔ چند برگروں نے باغیوں کو پیچھے ہٹا دیا اور ایک سخت لڑائی کے بعد جسمیں ڈاکٹر جیمسن کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ انگریزی سپاہیوں کو کرانجی کی اطاعت قبول کرنی پڑی۔ اس شکست سے بغاوت کی آگ فرو ہوگئی۔ اور جنوبی افریقہ خانہ جنگی کے مصائب سے بچ گیا۔

گورنمنٹ نے بڑی دانائی سے کام لیا کہ قیدی حملہ آوروں کو ہائی کمشنر کے پاس بھیجدیا اور ہائی کمشنر نے ان کو انگلستان روانہ کردیا۔ جہاں کہ قیدیوں کے سرغنوں کو سخت باز پرس ہوئی۔ اور بعض قید بھی کیئے گئے۔ اس موقعہ پر اس سے زیادہ تاریخی حالات پیش کرنے ضروری معلوم نہیں ہوتے۔

یہ بیان ہوچکا ہے کہ ری پبلک کی پالیسی انگریزی مقبوضات کی طرف دوستانہ نہ تھی لیکن یہ شکر رنجی صرف ایک طرف تک ہی محدود نہ تھی۔ اگرچہ اس معاملہ میں نہ تو کالونی کی گورنمنٹ کا قصور ہے اور نہ کالونی کے باشندوں کا۔ ہم اس بات کو نظر انداز نہیں کر سکتے کہ سوازی لینڈ کو تبدیل کرنے اور ماہ اپریل اور مئی ۱۸۹۵ء میں پرتگال کے مقبوضات اور زولولینڈ کے درمیانی ملک کو انگریزی عملداری میں ملحق کرنے میں جو توقف عمل میں آیا۔ وہ درست پالیسی نہ تھی۔

سونے کی کانوں کے دریافت ہونے کے بعد ری پبلک کی آمدنی آناً فاناً ترقی کرتی گئی۔ اور وہ پبلک کام بھی تکمیل تک پہنچنے لگے۔ جنکا پہلے کبھی خیال بھی نہیں آسکتا تھا مثلاً مدارس جاری ہوئے جنہیں گورنمنٹ امداد دیتی تھی۔ کئی نئے قصبوں کی بنیاد ڈالی گئی ان قصبوں میں بعض عمارات واقعی نہایت عالیشان اور اعلے درجہ کی ہیں۔ سلسلہ تار جاری ہوا۔ دریاؤں پر پل اور چھکڑوں کی آمدورفت کے لیے پختہ سڑکیں طیار ہوئیں۔ اگرچہ ان میں بعض کام ابھی تک مکمل نہیں ہوئے۔

ریل کی سڑک پریٹوریہ سے خلیج ڈلگوا تک مکمل ہوگئی ہے جسکی ایک شاخ باربرٹن

تک جاتی ہے۔ اس ریلوے لاین کو ایک کمپنی بنام نیدر لینڈ ساؤتھ افریقن نے بنایا
تھا۔ اس کمپنی نے ایک اور سڑک تیار کی ہے جو پریٹوریا سے دریا وال کے کنارے سے جو
ہانسبرگ سے گزر کر ویرینگنگ تک جاتی ہے۔ اس میں کیپ کالونی کی گورنمنٹ نے بھی مدد کی
تھی۔ یہ ویرینگنگ پہ اورنج فری سٹیٹ کی درمیانی بڑی لاین سے ملتی ہے۔ اور اس طرح بھی لاین
سے کیپ کالونی کے تین بڑے بندرگاہوں کو شاخیں جاتی ہیں۔ ایک ریلوے لاین کروگرز
ڈارپ سے جو ہانسبرگ کی راہ سے پیٹرزبرگ تک جاتی ہے۔ اور راستہ میں ۵۴ میل تک ایک ڈی
ٹیرولنگی کان بیچ سے گزرتی ہے۔ ایک اور لاین جوہانسبرگ کو نٹال سے ملاتی ہے۔ اور اسیطرح ملک
کے مختلف حصص میں ریل کی سڑکیں تیار ہو رہی ہیں۔

ری پبلک جنوبی افریقہ کی کمشنری یونین میں شامل نہیں ہے پبلک کا قرضہ ساٹھ لاکھ
پونڈ ہے۔

ملک کی حکومت اور کل انتظام ایک پریسیڈنٹ کے متعلق ہے۔ جو پانچ سال کے لئے منتخب
کیا جاتا ہے جب سے ان لوگوں کو آزادی ملی ہے مسٹر کروگر ہی پریسیڈنٹ رہتا ہے ایک اگزیکٹو
کونسل اسے اپنے مشورہ سے مدد دیتی ہے۔ اس میں مختلف محکمہ جات کے تین ممبر اور دو ان آفشل
ممبر شامل ہیں۔ فوج کے لئے ایک جداگانہ سالار ہے جسکو برگر ہر دسویں سال منتخب کرتے ہیں۔

لیجسلیٹو کونسل کے دو حصے ہیں۔ ہر ایک میں ۲۴ ممبر ہوتے ہیں جو چار سال کیلئے منتخب
کئے جاتے ہیں حصہ اول دوسرے حصہ کی نسبت افضل خیال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ جو ممبر اول حصہ میں
داخل ہوتے ہیں۔ انہیں یورپین آبادی انتخاب کرتی ہے۔ وہ یورپین آبادی یا تو ری پبلک میں
پیدا ہوئی ہو یا جسے نہایت اہم اور معتبر شہادت پر وہاں کی آبادی تصور کیا جائے۔ پہلے درجہ کے
مقابلہ میں دوسرے درجہ کی طاقت نہایت ضعیف ہے اس حصہ کو گویا صرف قانون کے معاملات
میں صلاح دینے والا گروہ سمجھنا چاہئے۔ اسکی ممبری بھی زیادہ مشکل نہیں کیونکہ تمام اجنبی دو سال
کی رہائش کے بعد اسمیں شریک ہو سکتے ہیں۔

جنوبی افریقہ کی ری پبلک میں دو لاکھ بیس ہزار یورپین اور سات لاکھ دیسی
ہیں۔

## روڈیسیا

روڈیسیا کے فراخ ملک کے شمال کو دریائے زمبزی۔ جنوب کو جنوبی افریقہ کی ریپبلک مشرق کو مقبوضات پرتگال اور مغرب کو بچوانا لینڈ پروٹکٹوریٹ واقع ہے یہ ملک اس نامور شخص کے نام سے منسوب ہے جسکی قابلیت سے یہ انگریزی مقبوضات میں داخل ہوا تھا اسکی آبادی ایسی پاشاں ہے جیسے کہ دریا لمپوپو کا جنوبی افریقہ سنہ ۱۸۳۶ء سے پہلے تھا جب نقل مکان کرنے والے کسانوں نے موسلکٹیس کو شمال کی طرف نکال دیا۔ تو اس نے اسی طرح ان لوگوں کو تباہ کرنا شروع کیا جس طرح بچوانا کو تباہ کیا تھا۔ بہت سے حصے تباہ ہو گئے۔ انکے باس ماندگان پہاڑوں میں چلے گئے اور ان چٹانوں میں جہاں مشکل سے سائی ہو سکتی ہے رہایش اختیار کی۔

اس پوزیشن سے انہیں ایک بڑا فایدہ یہ تھا کہ جب وہ مٹیابل جرگ کے حملوں کا مقابلہ کرنے کے ناقابل ہوتے تھے۔ تو ان چٹانوں میں چھپ جاتے تھے۔ یہ خونخوار گروہ مکالکا اور مشونہ کی زندگیوں کی کچھ بھی قدر نہ کرتا تھا۔ ان زبردست حملہ آوروں نے فوج کی رہایش کے لیے عمدہ ترین مقامات منتخب کئے اور ان کا افسر بلوویو میں مقیم تھا۔ آج سے دس سال پیشتر ملک کی یہ حالت تھی۔

موجودہ زمانہ کے خیالات کے مطابق یہ سخت ظلم ہے کہ ایک ایسے ملک کو جہاں جاہل اقوام رہتی ہوں. قوت بازو سے قبضہ میں لایا جائے۔ لیکن یہ بالکل انصاف کے مطابق ہے کہ اس قطعہ زمین کے حاکم کے دستخط ایسے اقرار نامے پر کرائے جائیں جسکو وہ اچھی طرح سے سمجھتا ہے چنانچہ ۳۰. نومبر ۱۸۸۸ء کو مسٹر رڈ. میگو. اور ٹامسن نے بہت سی خط و کتابت کے بعد لوبینگولا کے دستخط ایک اقرار نامے پر کرائے جس کے رو سے ان تین اشخاص کو اس ملک میں کانیں تلاش کرنے اور ان سے معدنیات کھودنے کی اجازت تھی. علاوہ بریں اور بہت سے حقوق دوسرے لوگوں نے حاصل کیے. لیکن انجام کار انہوں نے اپنے آپ کو ایک گروہ کی صورت میں بنالیا. اور اسکا نام برٹش ساؤتھ افریقہ کمپنی مقرر ہوا۔

اس عظیم الشان کمپنی نے اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے گورنمنٹ برطانیہ کی خدمت میں ایک چارٹر کی درخواست دی. جو ۲۹ ر اکتوبر ۱۸۸۹ء کو منظور ہوگئی. اس کے رو سے جو کمپنی بنی اس کا سرمایہ دس لاکھ پونڈ تھا. اس کے آٹھ ڈائرکٹر تھے. جن میں تین گورنمنٹ عالیہ کیطرف سے تھے. اور پانچ حصہ داروں اور مالکوں نے مقرر کیے تھے. ڈائرکٹر صاحبان کو اختیار تھا کہ سوائے کمپنی سوائے ججوں اور مجسٹریٹوں کے کمپنی کے افسران کو مقرر و معزول کریں. اور روزمرہ کے تمام کاموں کی نسبت احکام صادر فرمائیں جج اور مجسٹریٹ صاحبان ہائی کمشنر مقرر کرتے تھے اور ہائی کمشنر ضروری قوانین صادر کرتا تھا. لیکن ہر دو امور میں کمپنی کی سفارش ضروری شرط تھی. مسٹر سیسل روڈز جو کہ اس کمپنی کا سرگروہ و رہنما تھا. مینیجنگ ڈائرکٹر مقرر ہوا۔

کمپنی کا مقصد عظیم ملک کے عمدہ حصص پر قبضہ کرنا. اور اس مطلب کے لئے عظیم فوج کا بھیجنا تھا. ڈاکٹر جیمسن ان معاملات کا فیصلہ کرنے کے لئے بلوویو کو بھیجا گیا. وہ اس سے پیشتر بھی ۱۸۸۸ء میں وہاں گیا تھا جبکہ اس نے لوبنگولا کا گنٹھیہ کا علاج کیا تھا. اور اسکی بڑی قدر و منزلت ہوئی تھی. بہنم اعلےٰ نے مشن لینڈ میں ایک یورپین جماعت کو آنے کی اجازت دی لیکن مٹیابل فوج خصوصاً نوجوان رجمنٹ سے یہ امر بالکل بعید تھا. کہ وہ اس جماعت کو بغیر چھیڑ چھاڑ کرنے کے چپ چاپ گزرنے کی اجازت دیتے. اسلئے افسروں نے بالائی حصہ ملک سے چکر لگا کر جانے کا ارادہ کیا تاکہ نہ وہ مخالف سے فوجی کیمپوں کے قریب سے

گزریں اور نہ ان کا مقابلہ کرنا پڑے۔

قصہ کوتاہ یہ پارٹی کیپ کالونی سے مارچ سنہ ۱۸۹۰ء کو روانہ ہوئی اور ۱۲ ستمبر کو اس مقام میں جہاں آجکل قصبہ سالسبری آباد ہے۔ جا پہنچی ڈاکٹر جیمسن نے مشرقی علاقہ کو دیکھ کر معلوم کیا کہ نہایت خفیف کوشش سے سالسبری سے دریا پنگوا پر ریل بنا کر فالسٹول تک ریلوے بنائی جاسکتی ہے۔ دریا پنگوا کی نسبت خیال کیا گیا۔ کہ یہ بیرا گاہ سے راستہ ہر قسم کے انجن اور کلیں لیجانے میں بڑا کارآمد ثابت ہوگا۔

ٹولی۔ وکٹوریہ۔ چارٹر اور سالسبری چار قلعے جنوب سے شمال تک ایک ہی سڑک میں بنائے گئے۔ اور ان میں کمپنی کی پولیس اور پانیر رہنے لگے۔ جن کی تعداد میں ۱۹۲ جوان تھے۔ یہ تمام لوگ سونے کی کانوں کی تلاش میں مختلف گروہوں کی صورت میں ادہر ادہر بھیجے گئے۔ اور انکے ساتھ اس کوشش میں کیپ کالونی اور دوسری پبلکوں کے بہت سے آدمی شریک ہوگئے۔ لیکن چونکہ ان لوگوں کے پاس کافی خوراک وادویات کا ذخیرہ موجود نہ تھا۔ سنہ ۱۸۹۰ء و سنہ ۱۸۹۱ء کے موسم گرما میں انہیں سخت تکلیف ہوئی اور بہت سی قیمتی جانیں بخار کی نذر ہوئیں۔

مشن لینڈ میں گورہ آبادی کا اسطرح دخل پانا لوبنگولا کو پسند نہ تھا۔ اُس کا خیال تھا کہ نہایت قلیل تعداد سونے کی کانوں کی تلاش میں نکلی ہوگی۔ لیکن یہاں تو صدہا آدمی مضبوط قلعوں میں رہتے تھے اور اس طرح نقل و حرکت کرتے تھے۔ گویا ملک کے مالک وہی ہیں لوبنگولا یہ حالات دیکھتا تھا۔ مگر وہ نہیں چاہتا تھا کہ ان لوگوں سے جنگ کرے۔ کیونکہ اس نے خود ہی انہیں کانیں تلاش کرنے کی اجازت دی تھی۔ البتہ وہ ان کا ایک حریف پیدا کرنا چاہتا تھا۔ اور بغیر سوچے اس امر کے کہ اس کاروائی کا کیا انجام ہوگا؟ اس نے مسٹر ایڈورڈ ڈسپرٹ کو اجازت دیدی کہ وہ جسطرح چاہے برٹش لوتھہ افریقن کمپنی کے کھیتوں۔ گاؤں۔ اور چراگاہوں وغیرہ کا انتظام کرے۔ یہ معاملہ سو سال کے لئے ہو گیا۔

جب یہ عظیم حقوق کمپنی نہ اکر لے گئے۔ اور اب اس کا سرمایہ بھی دگنا ہو گیا تھا تو اُس نے مشن لینڈ کی اصلی حکومت کا دعوے کیا۔ اس وقت وہ تمام علاقہ اس میں شامل تھا جسکے مشرقی سمت مقبوضات پرتگال مغربی سمت شاشی نالہ جو انجام کار دریا بسی میں

جاملتا ہے اور مغربی سمت دریا مینائی واقع ہے جو کہ زمبیری کا معاون ہے یہ ہر دو دریا بطور حدود کے مقرر کئے گئے۔ یوروپین باشندے ان کے مغرب کی طرف سونے کی کانیں تلاش کر سکتے تھے لوبنگولا خود مختار تھا اور کوئی شخص اس کے حقوق میں مداخلت نہیں کر سکتا تھا۔ البتہ اس حد کی مشرقی طرف کمپنی لوبنگولا کے حقوق کو کالعدم تصور کرتی تھی۔ اگرچہ خود لوبنگولا اور اسکی فوج اس دعوے کو قبول نہیں کرتی تھی۔

اب کمپنی کا قبضہ مشن لینڈ پر اس قدر محکم ہو چکا تھا کہ وہ اپنی پولیس کا بہت سا حصہ واپس بلا سکتی تھی۔ اور امن عامہ اور اپنی حفاظت کے لیے برگرز اور والنٹیرز پر بھروسہ کر سکتے تھے۔

ادھر یوروپین آبادی دن بدن بڑھ رہی تھی۔ اور چونکہ ملک میں تمام ضروریات کا کافی ذخیرہ موجود تھا۔ سنہ ۱۸۹۱ء و سنہ ۹۲ء کے موسم گرما میں بیماری کی مطلق شکایت نہ تھی۔ اور ۲۰ فروری سنہ ۹۲ء کو کیپ ٹاون اور سالسبری کے مابین سلسلہ تار قایم ہو گیا۔ اور کاشتکاری دن بدن منفعت بخش ہوتی گئی اور ایسی جگہیں دریافت ہوئیں جہاں یورپین آرام و صحت سے زندگی بسر کرتے تھے موجودہ زمانہ کی نہایت ضروری اور کار آمد کلیں مثلاً چھاپہ وغیرہ جاری ہوئیں۔ جولائی سنہ ۱۸۹۳ء میں سالسبری۔ وکٹوریہ اور امٹالی میں پہلی دفعہ عمارتوں کے لیے زمین نیلام ہوئی جس سے بڑی قیمت وصول ہوئی۔ ان لوگوں کو سونا پیدا کرنے کا بڑا خیال تھا۔ وہ کانیں جو مدت ہوئی کھودی جا چکی ہیں۔ از سر نو کھولی گئیں اور سونے کے بڑے بڑے ڈھیلے برآمد ہوئے۔ چونکہ وہ عظیم الشان کل جو اس مطلب کے لیے ضروری تھی۔ صرف ریل کی مدد سے لائی جا سکتی تھی۔ اس لئے تجربہ کرنے سے زیادہ اور کچھ نہیں کیا جا سکتا تھا۔

انہیں ایام میں ساوتھ افریقن ری پبلک کے چند کسانوں نے ایک دیسی سردار سے زمین کے متعلق چند حقوق حاصل کئے۔ اور انہوں نے شمالی علاقہ میں جا کر آباد ہونے کی کوشش کی لیکن جب وہ دریا لمپوپو کو عبور کرنے لگے تو انہیں پولیس نے ڈانٹا کہ یا تو واپس چلے جاؤ یا چارٹرڈ کمپنی کی رعیت کی حیثیت میں تمہیں سفر کرنا ہوگا یہ جواب تشفی

بعض کسانوں نے کمپنی کی حیثیت بنا منظور کر لیا اور منزل مقصود کو روانہ ہوئے۔ مگر بعضوں نے اس شرط کو قبول نہیں کیا، اور گھروں کو واپس چلے گئے کیونکہ پریسیڈنٹ کروگر نے ان کا ذمہ دار ہونا منظور کیا اور اسکے سوا ان کی اور کوئی مدد نہ تھی۔

ابتداء ۱۸۹۳ء تک کوئی مشہور واقعہ نہیں ہوا۔ اس اپریل میں مشن کے چند آدمیوں نے وکٹوریہ فورٹ کے قریب مار کاٹ ڈالی۔ اور اس کا بہت سا حصہ اپنے ساتھ لے گئے اس واقعہ کی خبر ڈاکٹر جیمسن تک پہنچی۔ اس نے بحیثیت مہتمم چارٹرڈ کمپنی ان کو سزا دی۔ اور انہوں نے اپنا جرمانہ ان مویشیوں کو فروخت کرنے سے ادا کیا۔ جو انہوں نے مٹابیلی سے چرائے تھے۔ جونہی اس چوری کا حال معلوم ہوا فوراً لوبنگولا کو باقاعدہ اطلاع دی گئی۔ کہ اس کے مویشی اسے واپس کر دیئے جائیں گے۔ لیکن وہ شیان پر اس قدر ناراض تھا کہ اس نے ایک دستہ اسکی سرزنش کو روانہ کیا۔ یورپین آبادی کو قاصد بھیجکر تسلی دی گئی۔ کہ تمہیں کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچے گا۔ ۹ جولائے کو شیان سے بھاگے ہوئے لوگ یہ خبر لیکر وکٹوریہ میں پہنچے کہ ان کے اقربا قتل کئے جا رہے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد مٹابل کے تند خو سپاہی غریب اہل شہر کا تعاقب کرتے ہوئے وکٹوریہ میں آ پہنچے۔ اور مالکوں کے سامنے نوکروں کو اور نوکروں کے سامنے مالکوں کو قتل کیا۔ انگریزی خون اس بیرحم کارروائی کا دیکھنا کب گوارا کر سکتا تھا۔ جب شیان کے آدمیوں نے پناہ مانگی تو انہیں فوراً پناہ دی گئی۔

جب یہ خوفناک حالات وقوع میں آ رہے تھے ڈاکٹر جیمسن اس وقت سالسبری میں تھا۔ اُسے بذریعہ تار اس واقع کی اطلاع دی گئی اور وہ وکٹوریہ میں آ پہنچا۔ یہاں آکر اُسے معلوم ہوا کہ یورپین کان کھودنے والوں اور کسانوں نے جنگلات چھوڑ دیئے ہیں اور مٹابیل سپاہی کرج تک شیان کی جگہوں کو تباہ کر رہے ہیں۔ اس خیال سے اس نے مٹابیل سپاہیوں کے سردار کو طلب کیا۔ اور اُسے اطلاع دی کہ ایک گھنٹے کے اندر یہاں سے چلے جاؤ ورنہ تم کو جبراً نکال دیا جائے گا۔ سردار لشکر نے اس کا گول مول جواب دیا اور اپنے بہت سے آدمی بلا لئے۔ دو گھنٹے بعد کپتان لنڈی چند سواروں سمیت وہاں آیا تو اُسے معلوم ہوا کہ بہت سے مٹابیل سپاہی چلے گئے ہیں اور صرف تین سو باقی ہیں جو ایک پہاڑی کی طرف جا

شیانہ والے کے بچانے کی کوشش کرتے تھے۔ گھیرے ہوئے تھے۔ کپتان لنڈی نے انہیں چشم زدن میں پسپا کر دیا۔ نوسیل تکسلان کا تعاقب کیا۔ اور اس جد و جہد میں ان کے نو آدمی تلف ہوتے۔ اس وقت معلوم ہوا کہ یورپین آبادی کو بھی نقصان پہنچایا گیا ہے۔ کیونکہ ایک یورپین کسان کا مکان لوٹا گیا تھا۔ اور اس کے کئی سو مویشی چھین لئے گئے۔ البتہ یہ امر قابل اطمینان تھا کہ کسی یورپین شخص کو جسمانی تکلیف نہیں پہنچی تھی۔ یہ معاملہ بڑا ضروری اور اہم تھا۔ اور اس کا آسانی سے فیصلہ ہونا ناممکن تھا۔ ادھر تو لوبنگولا اپنے سپاہیوں کو ان شدید جرائم کی سزا نہیں دیتا تھا۔ اور نہ ہی ان کے آئندہ چلن کا ذمہ وار بنتا تھا۔ ادھر یورپین لوگ یکزبان ہو کر کہتے تھے کہ اگر میٹابل کے لوگ اس طرح ہم پر حملہ آور رہیں گے۔ تو ہم سے اپنا کام سر انجام نہیں ہو سکیگا۔ دونوں طرف ناراضگی کا بیج بویا جا رہا تھا۔ لیکن بالفعل ایک پارٹی بھی جنگ کرنے پر آمادہ نہ تھی۔ ماہ جون میں لوبنگولا نے بہت سی فوج دریا زمبیری کے پار بروٹسا کے سردار ونیکا کے مقابلہ میں بھیجی۔ اس سے اس کی طاقت بہت گھٹ گئی۔ مگر اس وقت برٹش ساؤتھ افریقہ کمپنی کے پاس بھی زیادہ سپاہی نہ تھے۔ یہاں تک کہ سیلسبری کی حفاظت کے لئے بھی کافی فوج موجود نہ تھی۔ جان بین چونکہ خوب جانتے تھے۔ کہ آخرکار جنگ وجدل تک نوبت پہنچے گی۔ اس لئے دونوں طرف خفیف طور پر طیاریاں ہونے لگیں ✤

لوبنگولا کے آدمیوں نے فورٹ وکٹوریہ سے واپس آ کر اپنے سردار کو تمام کیفیت سنائی اس نے فوراً بروٹسا سے فوج کی طلبی کے لئے اپنے قاصد روانہ کئے۔ اور کمپنی سے سو پونڈ ماہوار جو اسے ملا کرتے تھے۔ لینے سے انکار کر دیا۔ اور جب اس سے کسانوں کی جھونپڑیوں کا نقصان اور سرقہ شدہ مویشیوں کی قیمت طلب کی گئی۔ تو اس نے جواب میں کہا کہ میں یہ معاوضہ اس وقت تک نہیں دے سکتا۔ جب تک کہ تم شیانہ کے آدمیوں کو جو تمہارے پاس پناہ گزین ہیں۔ اور ان کے قبائل وجائداد کے میرے حوالے نہ کرو۔ شیانہ اور مکالکا کے آدمیوں نے اطاعت اختیار کرنے کی جو شرائط پیش کیں۔ وہ بنگولا نے منظور نہ کیں۔ اور نہ کچھ ان کی طرف توجہ کی۔ ہائی کمشنر کو یہ بات معلوم تھی کہ اگر چارٹرڈ کمپنی اور میٹابل کے باہم پھر لڑائی چھڑ گئی

تو اس کا اثر ضرور برٹش پر وٹکٹوریٹ تک پہنچیگا۔ یہ سوچکر وہ ہمیشہ صلح قایم رکھنے میں کوشاں رہتا تھا۔ اس نے کمپنی کو فہمایش کی کہ اپنے نقصان کا معاوضہ طلب کرنے میں زیادہ اصرار سے کام نہ لو۔ اسکی بجائے اپنے مقبوضہ ملک کی حفاظت کرو۔ ادہر اس نے لوبنگولا کے ساتھ خط وکتابت شروع کردی۔ لوبنگولا اگرہاں جاتا۔ کہ وہ شیانہ میں ایک خاص حد سے زیادہ دخل نہیں کریگا۔ تو ای کمشنر ضرور خوش ہوجاتا۔ لیکن لوبنگولا نے یہ بات منظور نہ کی تھی وہ اپنی فوج کو یورپین آبادی پر حملہ آور ہونے سے روک سکتا تھا۔ کیونکہ اس کے نوجوان سپاہی لڑای پر بڑی آمادگی ظاہر کرتے تھے۔

اب ایک اور واقعہ سنو جس سے لوبنگولا کو ضرور رنج ہوا ہوگا۔ اس کے سپاہی چند توپیں اور کچھ بارود لئے جارہے تھے۔ انہیں سر ہنری لاچ کے حکم سے بمقام پالاپی روکا گیا۔ اور ایک اطلاعی چٹھی لوبنگولا کی طرف بھیجی گئی۔ کہ اس کا مال اس وقت چھوڑا جائے گا جب ان کی تکالیف رفع ہوں گی۔ ساتھ ہی اس سے صلح کی استدعا کی گئی۔ مگر اسے اشارتاً سمجھا دیا گیا کہ شیانہ کے آدمی جو فورٹ وکٹوریہ میں پناہ گزین ہیں۔ کسی صورت میں بھی اس کے حوالے نہیں کیے جاسکتے۔

بلووے میں اور اس کے قریب لوبنگولا نے پادریوں سے ایسا سخت سلوک کیا جسکی اسکو قرار واقعی سزا ملنی چاہیے تھی۔ اس نے پادریوں سے کہا کہ جب میری فوج دریاز مبزی سے واپس آئیگی۔ تو میں تمہاری حفاظت کا ذمہ وار نہ ہوگا۔ میں تمہیں صلاح دیتا ہوں کہ یہ ملک چھوڑکر چلے جاؤ۔

لوبنگولا دل سے تو صلح کا بڑا خواہاں تھا۔ لیکن بحیثیت میٹابل کا سردار ہونے کے وہ گوارا نہیں کرسکتا تھا۔ کہ شیانہ کے آدمی اس کی اطاعت سے نکل جائیں۔ اور چارٹرڈ کمپنی اپنی جگہ یہ کب اجازت دے سکتی تھی کہ میٹابل کے سپاہی اسکی حدود میں آکر لوٹ مار میں سوقت اس سے زیادہ اور مساعدت بابت کچھ دکھائی نہیں دیتی تھی۔

ان حالات میں آیندہ لڑائی کے لیے دونوں طرف سے جلد جلد تیاریاں ہونے لگیں وکٹوریہ اور سالسبری دونوں قلعے اس طرح پر بنائے گئے۔ جن میں دیسی فوج ہرگز داخل نہیں

ہو سکتی تہی۔ تمام فوج چارٹرڈ لولامی میں رکھی گئی۔ کمپنی نے بہت سے گھوڑے خرید لئے۔
اور جنوبی افریقہ کے بڑے بڑے جوان فوج میں بھرتی کر لئے۔ ان سپاہیوں سے یہ معاہدہ ہوا تھا کہ
وہ جنگ میں بغیر تنخواہ کے کام کریں گے۔ ان کے لئے ہتھیار اور خوراک مہیا کئے جائینگے اور جب
صلح ہو گی تو ہر ایک کو ایک ایک کھیت تین ہزار مربع جریب کا سونے کے بیس سکے اور غنیمت
کردہ مویشیوں میں نصف دیئے جائیں گے۔ باقی نصف کمپنی کی ملکیت ہو گی۔ اکتوبر کے آغاز
تک یہ فوج تیار ہو گئی۔ یہ ہائی کمشنر کے حکم کی منتظر تہی۔ یعنی حکم ہو اور آگے بڑھے۔

۲۸ ستمبر کو ایک سفر مینا بلیٹن نے جو وکٹوریہ سے علاقہ دیکھنے گئی تہی آ کر اطلاع دی۔ کہ
میٹابل کے چھ سات ہزار آدمی قلعہ سے شمال مغرب کو ۲۵ میل کے فاصلہ پر جھاڑیوں میں
پوشیدہ ہیں۔ اور انہوں نے دو یورپین جاسوسوں پر گولیاں بھی چلائی ہیں میٹابل ایسی جگہ
مقیم تھے جہاں ان پر حملہ کرنا نہایت مشکل تہا۔ لیکن چونکہ اب کوئی یورپین آدمی جنگلات میں
نہ رہتا تھا اور میٹابل قلعہ وکٹوریہ تک نہیں پہنچ سکتے تھے اس لئے خواہ وہ کہیں ہوتے وہ زیادہ
نقصان پہنچانے کے ناقابل تھے۔

اس کے پانچ دن بعد ۵ اکتوبر کو میٹابل کے تیس سپاہیوں نے بیچوانا لینڈ بارڈر
پولیس پر شاشی نالہ کے کنارے پر پروٹکٹوریٹ کے درمیان اور کمپنی کے علاقہ سے پرے
بندوقیں چلائیں اور جب چند سوار کمک کے آ پہنچے تو میٹابل جماعت بھاگ گئی بعد میں معلوم
ہوا کہ گولیاں چلانے والے سات آٹھ ہزار فوج کی طرف سے جو لوبنگولا کے داماد گمبو کے ماتحت
تہی۔ جاسوس تھے۔ اس لڑائی سے ہی کمشنر کو صاف معلوم ہو گیا کہ میٹابل چارٹرڈ کمپنی اور
شاہی آدمیوں میں ذرا تمیز نہیں کرتے۔ اس لئے اب صلح کی تمام امیدیں منقطع ہو گئیں بعد ازیں
معلوم ہوا کہ لوبنگولا نے چند باڈی گارڈوں کے سوا باقی فوج کو دو حصوں پر منقسم کر دیا ہے۔
تاکہ جنوب اور مشرق کی طرف کام آسکیں۔ اسکی فوج جو بیرولٹا سے واپس آ رہی تہی
چیچک پڑ گئی اور بہت سے آدمی مر گئے۔ یہ فوج اگرچہ قرنطینہ میں رکھی گئی تہی اور بیماری رفع
نہیں ہوئی تہی تاہم یہ اب میدان جنگ میں طلب کی گئی۔

پروٹکٹوریٹ میں شاہی پولیس پر حملہ ہونے کی خبر کیپ ٹاؤن میں بذریعہ تار پہنچی

اور ہائی کمشنر نے ڈاکٹر جیمسن کو آگے بڑھنے کی اجازت دیدی۔ اب وقت ضایع کرنا مناسب نہ تھا کیونکہ پانچ چھ ہفتوں تک بارش کی امید تھی۔

یہ تجویز قرار پائی کہ دو دستے مختلف سمت سے بلودیے پر حملہ کریں پہلے دستے کا سردار میجر فاربس تھا اور میجر رسن اسکے ماتحت تھا۔

۱۷۔ اکتوبر کو آٹرن مین دستی نے اس پہاڑی سے جو منبع دریا ٹوکے پر واقع ہے۔ کوچ کیا۔ اس میں چھ سات سو یوروپین جنکا ⅔ حصہ سوار تھے۔ شامل تھے۔ اور ان کے پاس پانچ میکسم توپیں اور بہت سی دوسری چھوٹی موٹی توپیں تھیں۔ ان کے پاس باربرداری کیلئے کافی چھکڑے تھے اور علاوہ بریں پانچ چھ سو کالے آدمی تھے۔ جو مویشیوں کو چراتے جاسوسی میں مدد دیتے۔ جھاڑیاں کاٹتے اور دیگر کام کرتے تھے یہ فوج ہر وقت کھلے علاقہ میں رہتی تھی۔ تاکہ مٹیابل لوگ ان پر اچانک حملہ نہ کردیں۔

جنوبی دستہ میں بچوانا لینڈ بارڈر پولیس اور برٹش ساؤتھ افریقہ کمپنی سے آدمی نصفا نصف تھے۔ اور سب مل ملاکر کل ساڑھے چار سو آدمی بنتے تھے۔ جو قریباً سب کے سب سوار تھے۔ لفٹنٹ کرنیل گڈ آڈم ان کا سردار تھا۔ اس دستے کے پاس بھی کئی میکسم توپیں اور چھکڑے موجود تھے۔ سترہ یا اٹھارہ سو بھگوتر کے باشندے اپنے سردار کھاما کے ماتحت تھے۔

۱۸۔ تاریخ کو بدقسمتی سے ایک حادثہ پیش آیا لوبنگولا نے چند افسر ایک یوروپین سوداگر کی حفاظت میں ہائی کمشنر کی طرف مشورہ کے لئے روانہ کئے۔ یہ لوگ ٹاٹی کے مقام پر کرنیل گڈ آڈم کے خیمہ میں آئے۔ مگر اتفاق سے یوروپین سوداگر بغیر اطلاع دینے کے کہ مٹیابل افسر کس غرض سے آئے ہیں۔ کھانا کھانے چلا گیا۔ اور افسر مذکور جاسوس سمجھکر پکڑے گئے۔ اب اگر یہ لوگ ذرا صبر سے کام لیتے تو تھوڑی دیر کے بعد ضرور قید سے رہائی پا جاتے۔ مگر ان میں سے دو آدمی بے تحاشا قید سے بھاگ نکلے۔ اور جب وہ بھاگنے کی کوشش کر رہے تھے۔ انہیں گولی سے مار ڈالا گیا۔ واقعہ نہایت افسوسناک تھا مگر اُسے اتفاق کہنا چاہئے۔ تیسرا افسر جو مرتبہ میں سب سے بڑا تھا معلوم ہوا ہے کہ برائے نام افسر تھا

کیونکہ انسے اس صلح کی کوئی شرائط نہیں۔
ڈاکٹر جیمسن سر جان وِلک بائی اور بشپ نائٹ بروس اس دستہ کے ہمراہ تھے جو میجر فاربس کے ماتحت تھا۔ اس دستہ نے اثنائے کوچ میں میٹابل فوج کی تمام پناہگاہوں کو ملیامیٹ کر دیا اور دشمن ان کا کم وبیش مقابلہ کرتے رہے۔ یہ فوج ہمیشہ محتاط رہتی تھی۔ کہ دشمن دفعتاً اس پر حملہ نہ کرنے پائے صرف دو موقعوں پر ایسا مقابلہ ہوا۔ جسے لڑائی کہ سکتے ہیں دوسرے موقعہ پر لوبنگولا کی فوج تتر بتر ہو گئی۔ اور بھاگ نکلی۔
۲۵ اکتوبر کو صبح ابھی نمودار نہیں ہوئی تھی کہ یہ فوج دریا شانگھی کے منبع پر جا پہنچی یہاں پانچ ہزار میٹابل فوج نے اس کا مقابلہ کیا۔ چار گھنٹہ میں وحشی لوگ تین دفعہ حملہ آور ہوئے۔ مگر ہر دفعہ ان کا استقبال توپوں سے کیا گیا۔ اور انہیں پیچھے ہٹتے ہی بن آئی۔
جنگ شانگھی کے بعد یہ دستہ آگے بڑھتا گیا۔ شکست یافتہ میٹابل اسکے پیچھے تھے جب اس لڑائی کی خبر لوبنگولا کو ہوئی تو اس نے فوج کی کمک کے لئے اپنی باڈی گارڈ کو جس میں انبیزوا اور رنگیو پوا سے عمدہ سپاہی شامل تھے۔ روانہ کیا انبیزوا اور انگیوپو جو خالص نذو نسل سے تھے یقین کرتے تھے کہ صرف وہی گوری فوج کو تباہ کرنے کے قابل ہیں اس گھمنڈ میں وہ اپنی بہادری دکھانے کے بڑے آرزومند تھے۔
یکم نومبر کو دوپہر سے پہلے میٹابل فوج نے گھنے جنگل میں سے نکل کر ایک پشتہ پر جو دریائے زمنبری کے قریب بنایا جا رہا تھا۔ اچانک حملہ کیا۔ انبیزوا اور انگیوپوب سے آگے تھے۔ جس سے یورپین سپاہیوں نے بھی ان کی بہادری کا اعتراف کیا۔ مگر بھلا دہ میکسم اور دوسری توپوں کی آتش بازی کا کیا مقابلہ کر سکتے تھے؟ لڑائی صرف ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔ اور اس میں فتح وشکست کا قطعی فیصلہ ہو گیا۔ دو سیاہ رجمنٹوں کے آدھے آدمی مارے گئے اور دوسری رجمنٹوں کا بھی بہت سخت نقصان ہوا۔ میدان زمنبری سے بھاگے ہوئے سپاہیوں نے لوبنگولا کو اطلاع دی کہ اب ان کی تمام کوششوں کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ جس پر اس نے اپنے بڑے فوجی مقام کو آگ لگا دینے کا حکم دیا۔ اور خود بہت سی فوج لیکر دریا زمنبری کے شمالی علاقہ کو بھاگ گیا۔

۳ نومبر کو میجر فاربس بلو وے سے آٹھ میل کے فاصلہ پر پہنچ گیا۔ وہاں اس نے
[وح]شتناک آواز سنی اور دھواں آسمان کی طرف اُٹھتے دیکھا۔ یہ لوبنگولا کا میگزین تھا جسے
[آ]گ دی جا چکی تھی۔ جواب بھک سے اڑ گیا تھا۔ دوسرے دن ۴ نومبر ۱۸۹۳ء کو چارٹرڈ کمپنی
[کی] فوج اس میگزین کے مقام پر پہنچی۔ وہاں دیکھا کہ دو زندہ آدمی بیٹھے تھے۔ یہ دونوں یورپین
سوداگر تھے۔ جن کے جان و مال کی حفاظت لوبنگولا نے آخری دم تک کی تھی۔

کرنیل گڈ آدم کا دستہ آہستہ آہستہ آرہا تھا۔ اور سوائے ایک موقع کے اسکا کسی نے
[م]قابلہ نہیں کیا۔ ۲۲ نومبر کو گمبو کے کئی سو آدمیوں نے چھکڑوں کے پچھلے حصہ پر حملہ کیا اور
[ش]کست کھا کر بھاگ نکلے۔ اس کے تین دن بعد کھاما اور اس کے آدمیوں نے حملہ و مقابلہ کا
[خ]یال چھوڑ دیا۔ اور پالاپی کو واپس چلے گئے۔ اب یورپین آگے بڑھتے گئے۔ اور انہیں
[خ]بر ملی کہ گمبو پے در پے شکستوں کا حال سنکر اپنی رجمنٹ سمیت شمال کو چلا گیا ہے۔ تاہم یورپین
[ف]وج اس خیال سے کہ مبادا پہاڑی علاقہ میں انہیں کوئی رکاوٹ پیش آئے۔ آہستگی سے کوچ کرتے
[ر]ہتے۔ اور اس بات کو ہمیشہ مدنظر رکھتا کہ دشمن ان پر اچانک حملہ نہ کرنے پائے۔ تمام فوج ۱۵ نومبر
[کو] بلو وے میں پہنچ گئی۔

چند آدمی لوبنگولا کی طرف روانہ کئے گئے۔ کہ اگر تم اپنی شکست کا اعتراف کر لوگے۔ تو
تمہیں کسی قسم کا نقصان نہ ہوگا۔ اس کا اس پر کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ اور ڈاکٹر جیمسن نے ایک دستہ
[اس]کی گرفتاری کے لئے بھیجا۔ تاکہ جنگ و جدل کا خاتمہ ہو جائے۔ ادہر جنوبی دستہ بلو وے میں
پہنچا۔ ادہر میجر فاربس ۲۱۰ آدمی چارٹرڈ کمپنی کے اور ۹۰ آدمی بیچوانا لینڈ پولیس کے
[ل]یکر اس کے عقب میں روانہ ہوا۔ اب موسم برسات شروع ہو گیا تھا۔ اور باربرداری کا اور سفر
[ک]ا کام نہایت تکلیف دہ تھا۔ گھوڑے بہت جلد تھک کر محنت کے ناقابل ہو گئے۔ اور یہ
[ل]ازم آیا کہ بہت سے آدمی بلو وے کو واپس بھیج دیئے جائیں۔ اس سے کمک پہنچنے میں بہت
[ت]وقف واقع ہوا۔ کوچ کے تمام راستوں میں میٹابل پھیلے ہوئے تھے۔ اور یہ صاف ظاہر ہے کہ
اگر سردار پکڑا گیا تو وہ سب فوراً ہتھیار ڈالدیں گے۔

۳ دسمبر کو میجر فاربس کا دستہ دریائے شانگنی کے بائیں کنارے پر پہنچ گیا یہاں

معلوم ہوا کہ لوبنگولا کے وہ تمام چھکڑے جن میں وہ سفر کر رہا تھا دریا کی پرلی طرف موجود ہیں۔ ان کا سردار بیمار تھا جس سے نتیجہ نکالا گیا کہ اب وہ مقابلہ کے بالکل ناقابل ہے۔

میجر وسن چیدہ چیدہ سواروں سمیت ان کے تعاقب کو بھی گیا۔ اور اسے فہمایش کی گئی کہ خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ رات ہونے سے پہلے واپس آجائے۔ سفر مینا پٹن کا باقی حصہ دریا کے کنارے پر رستہ بنانے کے لئے ٹھہر گیا۔

میجر وسن اس رات واپس نہ آیا۔ اور ۴ تاریخ صبح کو دشمن کے چھکڑوں کے قریب پہنچ گیا لوبنگولا کے آدمی لڑائی پر آمادہ تھے۔ انہوں نے یوروپین فوج پر حملہ کیا۔ اور بہت سے گھوڑے مارڈالے بعض آدمی اگر چاہتے تو بھاگ کر واپس آسکتے تھے۔ مگر کسی نے بھی اپنے رفقار کو چھوڑنے کا خیال نہ کیا۔ وہ تمام بڑی بہادری سے مقابلہ کرتے رہے۔ حتے کہ انکا بارود ختم ہو گیا۔ اس وقت جو تینیس بہادر بہادرانہ موت مرے۔ اور مرتے ہوئے بہت سے میٹابل سپاہیوں کا بھی خاتمہ کر گئے۔ جب یہ حادثہ شانگی کے مشرق میں وقوع پذیر ہو رہا تھا مغربی جانب میجر فاربس پر حملہ ہوا۔ اور وہ حملہ آوروں کو پس پا کرنے میں کامیاب ہوا۔ اسی اثنا میں دریا میں بڑی سخت طغیانی آئی۔ اور تمام آبی آمد و رفت رک گئی۔ میدان جنگ سے میجر وسن کی بندوقوں کی آواز سنائی دیتی تھی۔ مگر اس کی مدد کرنا ناممکن تھا۔ ۵ دسمبر کو میجر فاربس تنہا اس بات کے علم کے کہ میجر وسن کے سپاہیوں میں کون بچا ہے۔ اور کون موت کی نذر ہوا ہے بلووے کو واپس آیا۔ واپسی کے وقت راہ میں اسے سخت تکلیف ہوئی۔ مگر کوئی نقصان نہ ہوا

اب دوسری لڑائی کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے لوبنگولا نے چند ایک پیغام بھیجے۔ کہ میں اپنے آپ کو حوالے کر دینا چاہتا ہوں۔ مگر اس نے ابھی تک اس کا عملی ثبوت نہیں دیا تھا۔ یہ بات کہ وہ فوج سمیت اپنے آپ کو یوروپین سرداروں کے سپرد کر دیتا۔ بالکل ناممکن تھا البتہ یہ بات مانی جاسکتی تھی کہ وہ ڈاکٹر جیمسن اور دوسرے انگریزوں سے صلح کی شرائط طے کرنے پر آمادہ تھے۔ جب وہ بلووے سے بھاگا۔ تو اس کے ہمراہ ایک ہزار سوار تھے جب وہ بیمار ہو گیا۔ اور اس کا تعاقب کیا گیا۔ تو اس نے قاصدوں کو بہت سا روپیہ دیکر انگریزی جرنیل کی طرف بھیجا کہ صلح کی شرائط طے کیجاویں۔ لوبنگولا کے قاصد راہ میں بیچوانا لینڈ

بارڈر پولیس کے دو جاسوسوں سے ملے۔ انہوں نے جاسوسوں کو پیغام اور روپیہ دیدیا۔ مگر بے ایمان جاسوس اور پیہ خود ہضم کر گئے۔ اور معاملہ کو مخفی رکھا۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اگر یہ پیغام میجر فاربس تک پہنچ بھی جاتا۔ تاہم میجر ولسن کے آدمی تباہی سے نہیں بچ سکتے تھے۔ لیکن یہ بالکل اغلب ہے کہ تسلی بخش انتظام ہو جاتا۔ اور یہ افسوسناک حادثہ پیش نہ آتا جب تمام امور کا فیصلہ ہو چکا۔ تو مذکورہ راز آشکارا ہوا۔ پولیس کے دونوں ملازموں کو چودہ چودہ سال قید سخت کی سزا ہوئی۔ مگر انصاف یہ ہے کہ ایسے جرم کبیرہ کے مقابلہ میں یہ سزا نہایت ہلکی تھی +

۲۲ نومبر کو بے مین اور چار افسر صلح کی شرائط دریافت کرنے کی غرض سے آئے اور دو دن بعد اور چودہ آدمی آئے۔ وہ بھی صلح کی شرائط معلوم کرنا چاہتے تھے۔ ان سب کو جواب دیا گیا کہ اگر تم ہتھیار دیدو۔ تو تم اپنے قلعوں میں جا سکتے ہو اور باغ وغیرہ بنا سکتے ہو۔ اس صورت میں تمہیں ہرگز کسی قسم کا نقصان نہیں پونچے گا۔ بایں ہمہ فوج کے مکانات تباہ کر دیئے گئے۔

۲۴ جنوری کو ایک مقام پر جو دریائے زمنبسری سے ۸۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے لوبنگولا بخار اور گنٹھیا میں مبتلا رہ کر فوت ہوا اور اُس کی موت سے وہ رکاوٹ جو امن عامہ میں حایل تھی رفع ہو گئی۔ اس سے پہلے ہی بہت سے آدمی انگریزی رعیت بن گئے تھے اور بظاہر اس تبدیلی سے خوش معلوم دیتے تھے۔ اگرچہ ان کے دل ان کے چہروں کے خلاف تھے۔ اس حملہ پر دشمن کے آدمیوں کے علاوہ ۱۹ یورپین تلف ہوئے۔ اس طرح میٹابل لینڈ جو براعظم افریقہ کے وسط میں ایک فراخ و خوشگوار سطح مرتفع ہے۔ اور سطح سمندر سے چار سے چھ ہزار فٹ بلندی پر واقع ہے برٹش ساوتھ افریقہ سے ملحق کیا گیا۔ اور اسے مشن لینڈ کے ساتھ ملا کر ان دونوں حصص کا نام روڈیشیا قرار پایا اس کا دارالسلطنت سالسبری مقرر ہوا۔ ۱۴ نومبر کو ہائی کمشنر نے اعلان کر دیا۔ کہ میٹابل لینڈ ایک ماتحت ضلع بنایا جائے۔ اور ایک خاص مجسٹریٹ بلووے میں رہا کرے۔

دو قصبے بنائے گئے۔ ایک بلووے پر اور دوسرا گویلو پر۔ اور خیال کیا جاتا تھا۔ کہ

ان دونوں قصبے کے درمیانی ملک میں کئی زرخیز کانیں واقع ہیں۔ ۲۰ جولائی ۱۸۵۴ء کو پہلے پہل بلوورسے میں چند مکانات کی زمین پرائیویٹ طور پر فروخت کی گئی۔ اور ۳۱ جولائی سے ۲ اگست تک ۳۵۹ احاطے نیلام کیئے گئے۔ اور ہر ایک کے لیئے بالاوسط ۴۰۱ پونڈ سے زیادہ قیمت وصول ہوئی۔ یکم اگست کو ۱۶۳ احاطے گوبلو میں نیلام ہوئے۔ اور ہر ایک کے لیئے بالاوسط ۳۴ پونڈ وصول ہوئے۔ جنوبی افریقہ میں جوہانسبرگ کے بعد جس شہر نے آبادی اور رونق میں بہت زیادہ ترقی کی۔ اسکا نام بلوورسے ہے۔

جہاں پہلے فوجی مکانات تھے۔ اب وہاں عدالتیں۔ گرجے۔ سکول اور تار گھر بنائے گئے۔ اور کالی اور گوری آبادی دونوں کی حفاظت ان جگہوں میں ہونے لگی۔ جہاں تھوڑا عرصہ پیشتر نصف شب کو قاتل اور قزاق جنگلی حیوانات کیطرح گھوما کرتے تھے۔

مگر یہ حیرت خیز ترقی ۱۸۵۹ء میں دفعتاً رک گئی۔ کیونکہ اس سال ٹڈی دل نمودار ہوا اس کے بعد مویشیوں میں ایک مہلک وبا پھیلی۔ اور ملک میں سخت قحط پڑا۔ بیٹابل سپاہی جو یورپین گورنمنٹ کے ماتحت زندگی بسر کرتے ہوئے اکتا گئے تھے۔ اور ہمیشہ دل سے جنگ پر آمادہ رہتے تھے۔ ہرگز قابل اعتماد رعیت نہیں ہوسکتے تھے۔ اب جب ان کے مذہبی رہنماؤں نے جو پہاڑوں کی غاروں میں رہتے تھے بیان کیا۔ کہ گورے سب کے سب جادوگر ہیں۔ اور یہ سب مصائب ناگہانی انہی کی وجہ سے ہیں۔ تو انہوں نے اس بیان پر اعتبار کر لیا۔ بعض وجوہات سے یہ خیال ان کے دماغ میں سمایا ہوا تھا کہ ۱۸۹۳ء کے جنگ میں ہم مغلوب نہیں ہوئے۔ ان سے تشدد کا وہ سلوک نہیں کیا گیا تھا جو کہ اپنے دشمنوں سے کرتے تھے۔ اور وہ نہیں سوچ سکتے تھے کہ فاتح کیوں اپنے مغلوب دشمن کی جان بخشی کر دیتا ہے۔ سوائے اس حالت کے جبکہ وہ اس سے خائف ہو۔ میٹابل لوگ اس انتظام سے بھی جو کہ قربستیوں کا کیا گیا تھا۔ دل سے ناراض تھے۔

۱۸۹۵ء کے اختتام پر جب پولیس کا سپاہی حصہ اس مطلب کے لئے جسکا ذکر سوتھ افریقن ری پبلک میں ہے واپس بلا لیا گیا۔ اور جب خبریں پہنچیں۔ کہ ڈاکٹر جیمسن فاتح لوبنگولا مغلوب ہو کر قید بھی ہو گیا ہے۔ تو بہت سے میٹابل دفعتاً باغی ہو گئے۔ اس وقت بہت

سے خوش قسمت کان کن اور کسان بھاگ کر شہروں میں آگئے۔ لیکن کئی سو مرد عورتیں اور بچے بیرحمی سے قتل کئے گئے۔

جب یورپین آبادی اور باغیوں کا مقابلہ ہوا تو باغیوں کو شکست فاش ہوئی۔ مگر لڑائی میں بہت سے یورپین بھی مارے گئے۔ اس وقت مشانہ کے کئی آدمی بایں امید کہ میٹابل فتح مند ہوں گے۔ باغی ہوگئے۔ اور ثابت کردیا کہ وہ پرلے درجہ کے احسان فراموش ہیں۔ دسمبر ۱۸۹۶ء سے پہلے بہت سے سرداروں نے صلح کی شرائط منظور کرلیں لیکن ملک میں ہل چل برابر جاری تھی۔

ریلوے بنانے کے لیے سخت کوششیں کی جارہی ہیں۔ مشرقی لائن جو بیرا سے رجو دریا پنگوے کے منبع پر واقع ہے شروع ہے۔ یہ سالسبری کی طرف سرعت سے بڑھ رہی ہے۔ اور امید ہے کہ بہت جلد سرحد پرتگال تک پہنچ جائیگی۔

جب پندرہویں صدی کے خاتمہ پر اہل پرتگال بحیرہ ہند میں آئے تو انھوں نے معلوم کیا کہ جنوبی ساحل افریقہ کے مقامات سومالا تک عربوں کے قبضہ میں ہیں اور ہندوستان فارس اور عرب و جزائر کے تمام ممالک کے ساتھ ان کی تجارت ہے۔ عربوں کو جن لوگوں سے واسطہ پڑتا تھا وہ سب ان کے ماتحت تھے سوا ان اقوام کے جو کہ جزائر میں آباد تھیں۔ اور جو عربوں کے ملک میں نہ تو مخل ہوتی ہیں۔ اور نہ انہیں کسی قسم کی تکلیف دیتی ہیں۔ کیونکہ عربوں کی تجارت سے انہیں بڑا فایدہ پہنچتا تھا۔ آہستہ آہستہ ان اقوام کی کئی خود مختار جماعتیں بن گئیں۔ جو ایک دوسری کا بڑا حسد کرتی تھیں۔ یہ سب لوگ دوغلے تھے کیونکہ ان کے اجداد نے بنٹو عورتوں سے شادیاں کی تھیں۔ اور یہ انہی کی نسل سے تھے۔ یورپ والوں نے ان سب کو بہت تھوڑے عرصہ میں فتح کرکے اپنا مطیع کر لیا۔

اس زمانہ میں سومالا کی شہرت مشرق تک پھیلی ہوئی تھی۔ کیونکہ یہاں سے سونا نکل کر ممالک غیر کو جاتا تھا۔ بنٹو سونے کو ساحل سے تھوڑی دور اپنے گھروں میں جمع کیا کرتے تھے اور عرب ان سے سونا لیکر معاوضہ میں اور چیزیں دیدیا کرتے تھے۔ صحیح طور پر اندازہ کرنا ناممکن ہے کہ کس قدر سونا ہر سال سومالا سے ممالک غیر کو جایا کرتا تھا۔ مگر یہ تحقیق بات ہے کہ پندرہویں صدی میں گذشتہ زمانہ کی نسبت زیادہ مقدار میں سونا کانوں سے نکلتا تھا۔ جب پرتگیز اس ملک میں آئے تو کلنگا خاندان کے لوگ جن کے گھر کانوں کے قرب و جوار میں ہوتے تھے۔ ایک

دوسرے سے سخت عداوت رکھتے تھے۔ اس کنبہ کے سرگروہ کو مانوسوٹا پا کہتے تھے۔ یورپ
والوں نے اس لفظ کے اصلی معنے نہ سمجھے اور غلطی سے یہ نام اس ملک کا مشہور ہو گیا۔ جو سور
زمنبیری سے راس اگلہاس تک چلا جاتا ہے۔ عرب اور پنیشو لوگ ان کھنڈرات کو جانتے
تھے جنکی عمارتیں زمانہ قدیم میں سونا ڈھونڈنیوالوں نے مشن لینڈ میں تعمیر کی ہیں۔ اور جن کی
اصلیت اور تاریخ اب کسی کو بھی معلوم نہ تھی۔

سوفالا اگرچہ معمولی درجہ کی بندرگاہ تھی۔ مگر بہت مشہور ہے۔ شاہ پرتگال نے اسکی شہرت
سنکر اس پر قابض ہونا چاہا۔ اور اس غرض سے پڈرو ڈی نیا کے ماتحت ۱۵۰۵ء میں چند آدمی
وہاں روانہ کئے۔ عربوں نے بالکل مخالفت نہ کی۔ حتٰے کہ انہوں نے چپ چاپ ایک قلعہ بھی تعمیر
کر لیا۔ اس کے بعد چند چھوٹی لڑائیاں ہوئیں۔ جن میں شیخ مارا گیا۔ اور اس کے آدمیوں نے
پرتگیزوں کی اطاعت اختیار کر لی۔ یہ مقام ہرچند کہ مضر صحت تھا۔ لیکن تجارت کی منڈی
نہیں قایم رہی۔ بیکار عربوں کے لئے ضروری اشیا مہیا کی جاتی تھیں۔ اور وہ مفصلات میں جاکر
ان کے عوض میں سونا اور ہاتھی دانت قلعہ میں لاتے تھے۔ یہ اشیا رسیگزین سے موزنبیق تک
ان چھوٹی کشتیوں کے ذریعہ سے لائی جاتی تھیں جنہیں کالے آدمی گوروں کے ماتحت ہو کر چلایا
کرتے تھے۔ جو سونا اور ہاتھی دانت اس طرح حاصل ہوتا تھا وہ پرتگال کے ہیڈ کوارٹر میں جو مشرقی
افریقہ میں واقع ہے بھیجدیا جاتا تھا۔

پچیس سال کے عرصہ میں گورے آدمی صرف سوفالا پر ہی قابض تھے۔ اس کے بعد
دریاز منبیری کے جنوبی کنارے پر دو قلعے بنائے گئے ایک کا نام سنا تھا جو دریا کے دہانہ پر
قریباً ایک سو چالیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور دوسرے کو ٹیٹی کہتے تھے جو ساحل سمندر
سے تین سو میل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ یہ دونوں جگہیں تجارت کے لئے خاص طور پر مشہور تھیں
اور ان تک کشتیوں کے ذریعہ سے مال کی آمد و رفت ہوتی تھی۔

پہلے پہل ۱۵۴۴ء میں ایک شخص لورنکو مارکوئیس کو معلوم ہوا کہ ہاتھی دانت خلیج ڈلگوا
کے قرب و جوار میں رہنے والے باشندوں سے دستیاب ہو سکتا ہے۔ اب ہر سال ایک جہاز
موزنبیق سے اس علاقہ میں جانے لگا۔ اہل جہاز وہاں اترتے تھے۔ ۱۷۰۰ء تک سوائے

اہل ہالینڈ کے اور کسی قوم نے وہاں کوئی قلعہ یا مضبوط مکان تعمیر کیا۔ سولہویں صدی کے خاتمہ سے پہلے موزمبیق سے انہم بن کو جہاز جایا کرتے تھے۔ مگر اسکی مستقل تجارت صرف سنہ ۱۶۳۰ء میں شروع ہوئی۔

اس علاقہ کو آباد کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔ علاقہ کی حفاظت کے لئے چند سپاہی رہتے تھے۔ اور وہ بھی ایک سوداگر کے ماتحت۔ کوئی گوری عورت وہاں دکھائی نہیں دیتی تھی۔ اور تقریباً ہر ایک گورے آدمی کا کسی دیسی عورت سے تعلق ہوا کرتا تھا۔ اس علاقہ میں بخار کی بڑی شدت تھی۔ اس سے سپاہیوں کی طاقت آہستہ آہستہ کم ہوتی گئی۔ ایک اس وجہ سے بھی۔ کہ وہاں کوئی چیز انہیں محنت کرنے کی ترغیب نہیں دیتی تھی۔ سولہویں صدی کے خاتمہ پر ان کی زندگی ایک عذاب کی زندگی تھی۔ وہ مہذب سوسائٹی سے علیحدہ کئے گئے تھے۔ ان کا کوئی مذہبی پیشوا نہ تھا۔ انکی طرز معاشرت نے انہیں سست کر دیا تھا اور وہ سخت گرمی اور بخار کی شدت برداشت کرنے پر مجبور تھے۔

سونا جو کہ تبادلہ میں دستیاب ہوتا تھا۔ اگرچہ خریداروں کے لیے نہایت کم قیمت ہوتا تھا لیکن امید تھی کہ اگر کانیں گوری آبادی کے اہتمام میں ہوں۔ تو زیادہ دولت برآمد ہونی چاہیے اس خیال کی بنا پر سنہ ۱۵۶۹ء میں ایک ہزار جوان جو ہر قسم کے ضروری سامان سے مسلح تھے فرانسسکو بیریٹ ایسے تجربہ کار افسر کے ماتحت لزبن سے افتتاح ملک کی امید سے روانہ ہوئے۔ یہ فوج دریا زمبیزی اور دریا منیروا کے جائے اتصال پر جا پہنچی اور یہاں سے اس نے دریا منیروا کی وادی کو جانے کی سعی کی۔ راہ میں اصلی باشندوں نے کئی مقامات پر مقابلہ کیا۔ اور وہ ہمیشہ مغلوب ہوتے رہے۔ لیکن بیمار مویشیوں میں مہلک وبا کا پڑ جانا۔ ملک کا نشیب و فراز دشمنوں کا مقابلہ اور موسم کی سختی یہ سب باتیں اس فوج کی تباہی کا فوری کا باعث ہوئیں۔ اور بہت تھوڑے سپاہی پرتگال میں زندہ پہنچے۔ کچھ مدت بعد پھر کوشش دوبارہ کی گئی۔ اور فوج سومالا سے روانہ ہوئی۔ لیکن نتیجہ پہلے کی طرح ناکامیابی کی صورت میں نکلا۔

سنہ ۱۵۶۰ء میں چند مشنریوں نے جنوبی مشرقی افریقہ میں قیام کرنا چاہا ان میں ایک کو

جسکا نام گان گیلو ڈی سلورا تھا۔ مانو موٹا پا نے مرڈالا۔ اور باقیوں کو مجبوراً واپس جانا پڑا۔ سنہ ۱۵۶۰ء میں اہل ڈومیکا اس ملک میں داخل ہوئے اور اس دن سے بکر سنہ ۱۵۸۰ء تک کئی شہر ان کے قبضہ میں آگئے۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ہزاروں آدمیوں کو عیسائی بنایا۔ لیکن مسیحی پادریوں کے واپس آنیکے تھوڑا عرصہ بعد شاید ایک دو نسلوں ہی میں وہاں عیسائی مذہب کا نام و نشان تک نہ رہا۔

سنہ ۱۵۹۲ء میں دیسی باشندوں کے ایک گروہ نے ٹیٹی اور سنا کی فوجوں پر حملہ کر کے انہیں بالکل تباہ کر دیا۔ اور جو لوگ سوز تبلیغ سے ان مقامات پر قابض ہو گئے تھے۔ وہ سخت مایوس ہو کر واپس آگئے۔ تاہم انہوں نے کالے آدمیوں کو کسی نہ کسی طرح راضی کر لیا۔ اور وہ ان شہروں میں تجارت کرتے رہے۔ جب پرتگیزوں کا تیز اقبال نصف النہار پر تھا۔ اس زمانہ میں ان کے قبضہ میں صرف دریائے زمبیزی کا جنوبی حصہ مذکورہ بالا قلعہ اور چند اور مقامات تھے جن میں رہنے کے لئے انہیں دیسی سرداروں کو بہت سا روپیہ نذرانہ کی صورت میں دینا پڑتا تھا۔ سنہ ۱۶۰۹ء میں ایک دیسی سردار نے جو درجہ میں مونومو ٹاپا سے کم نہ تھا۔ ایک حصہ ملک کا دعوے کیا۔ پرتگیز فوراً اسکی مدد پر آمادہ ہو گئے۔ اور اس حکمت عملی سے ضرور ان کے پاؤں اچھی طرح جم جاتے۔ لیکن بعض نالایق افسروں کی بیوقوفی سے تمام امیدیں خاک میں مل گئیں۔ اس کے بعد خانہ جنگیاں ہوئیں۔ اور پرتگیز موقعہ کے مطابق اس میں حصہ لیتے رہے ایک دفعہ تو یہاں تک نوبت پہونچی کہ یورپین تاجروں اور پادریوں کی کوشش سے ایک بڑا دیسی سردار معزول کیا گیا۔ اور ایک اور موافق شخص اس کا جانشین مقرر ہوا۔ لیکن دراصل ٹیٹو کے قلعوں سے ایک بندوق کی مار تک بھی یوروپین گورنمنٹ کا قبضہ نہیں ہوا۔

جب اہل ہالینڈ نے پرتگال کی طاقت کو مشرقی سمندروں میں تباہ کیا ہے۔ اسوقت سے موجودہ زمانہ تک سواحل مشرقی افریقہ کے بندرگاہوں کی ایک بھی بات قابل الذکر نہیں اس شکست سے ان کو اس قدر زوال آگیا تھا کہ انیسویں صدی کے آغاز میں دریائے زمبیزی کے کل جنوبی حصص میں صرف ۱۲۷ عیسائی تھے۔ ان میں دو غلام۔ کالے اہل ایشیا اور مختلف

ترقوں اور عربوں کے یوروپین شامل تھے۔ اور ان کے قبضہ میں مفصلہ ذیل مقامات تھے۔
خلیج ڈلگوا یس لارنکو مارکو ئیس۔ ان ہم دین۔ سو مالا۔ سنا اور ٹیٹی۔ زمانہ قدیم کے
تجارتی اور مذہبی مقامات اب اس طرح نابود ہو گئے تھے۔ کہ ان کا جائے وقوع بھی اب
کسیکو معلوم نہ تھا۔

ان لڑائیوں کے بعد جو کہ شاک کی زولو طاقت کو کم کرنے کے لئے وقوع میں آئیں۔
دو گروہ بھاگ کر شمالی علاقہ میں چلے گئے۔ اور جہاں گئے بڑا فساد برپا کیا گیا۔ ان میں ایک
گروہ انگونی تھا۔ جو قتل عام کرتا ہوا اور مخالفین کو تہ تیغ کرتا ہوا جھیل نیاسا کے کنارے تک
پہنچ گیا۔ اور وہ اب تک وہیں آباد ہے۔ دوسرے گروہ کا نام مینی کوسا تھا۔ جنکو آجکل ہیگنزا
کہتے ہیں۔ یہ لوگ اس سطح مرتفع کے جو سمندر اور خشکی کے درمیان دریائے زنبسری سے خلیج ڈلگوا
تک چلا گیا ہے۔ مالک بن بیٹھے۔

۱۸۳۳ء میں انہوں نے لورنکو مارکوئس کی فوج کو گرفتار کر لیا۔ اور تمام سپاہیوں کو
قتل کر ڈالا۔ ۱۸۳۴ء میں انہوں نے انہم بین کو تباہ کیا۔ اور دس باشندوں کے سوا باقی تمام
کو مار ڈالا۔ ۱۸۳۶ء میں وہ سومالا پر قابض ہو گئے۔ اور ایک پرتگیز باشندے کو بھی وہاں رہنے کی
اجازت نہ دی۔ اس کے بعد انہوں نے سنا کو لوٹنا چاہا۔ اس جد و جہد میں کئی باشندے دریائی جزایر
میں بھاگ گئے۔ اور ان کو بہت سا خراج ادا کرنے کی شرط پر واپسی کی اجازت دی گئی پینٹو
کے آدمیوں سے انہوں نے بھیڑ بکری کی طرح سنگدلی کا سلوک کیا۔ کیونکہ جو وہ چاہتے کرتے تھے
کوئی انہیں روکنے والا نہ تھا۔

جب مینی کوسا کے فتح ہونے کے بعد جد و جہد ذرا کم ہوئی تو پرتگیزوں کے مکانات میں
حبشی اور کالے آدمی رہنے لگے جنہیں ہمیشہ مختلف قسم کی تکلیفات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔
۱۸۳۸ء کے بعد بہت سے کسان کیپ کالونی سے نقل مکان کر کے دریاوال اور
دریا لمپوپو کی درمیانی سطح مرتفع پر آباد ہوئے اور اس سے خلیج ڈلگوا کی وقعت اور قیمت
غیر معمولی طور پر بڑھ گئی۔ یہ نئی آبادی کا سب سے قریبی بندرگاہ تھا۔ اس لئے یہاں تک
سڑک بنانے کی سعی بارہا کی گئی یہ کوشش کئی سال تک ناکامیابی کی صورت میں رہیں کیونکہ

ملک میں بخار اور مکھیوں کی شدت تھی۔ لیکن خلیج کے جائے وقوع سے یقین ہوتا تھا کہ ایک نہ ایک دن بندرگاہ بنیگی۔ اور اس کے ذریعہ سے ساؤتھ افریقن ری پبلک اور باقی دنیا میں آمد و رفت قایم ہوجائے گی۔

سنہ ۱۸۶۱ء میں ایک واقعہ پیش آیا۔ جو پرتگیزوں کے حق میں نہایت مفید ثابت ہوا۔ یعنی کوسا انگیزا کے سردار کی وفات تھی جس کے جیتے جی تمام ملک اس کے نام سے کانپتا تھا۔ اسکی وفات پر اس کے دونوں بیٹوں میں سرداری کے لئے جھگڑا ہوا۔ پرتگیزوں نے ایک شخص انزیلا کی مدد کی۔ وہ اس مدد کے ذریعہ سے اپنے مخالف پر غالب آیا۔ اور اس نے ملک کا ایک حصہ پرتگیزوں کو بطور حق الخدمت عطا کیا۔ اس سے بھی بڑی بات یہ تھی کہ اس نے پرتگیزوں کی معاونت اور مرضی ہونیکا اعلان کر دیا۔

جولائی سنہ ۱۸۶۹ء میں گورنمنٹ پرتگال اور ساؤتھ افریقن ری پبلک کے باہم ایک تجارتی معاہدہ ہوا جس کے رو سے ایک درمیانی حد مقرر ہوگئی۔ جو کہ آج تک قایم ہے۔ برطانیہ کلاں اس معاہدہ سے راضی نہ تھا۔ اس لئے اس نے چند نوشتوں کی بنا پر خلیج ڈلگوا کے مشرقی کنارے پر اپنا دعوے پیش کیا۔ یہ نوشتیں بحری صیغہ کے کپتان اون نے سنہ ۱۸۲۳ء میں دیسی سرداروں سے لی تھیں۔ گورنمنٹ پرتگال نے اس دعوے کو نامنظور کیا۔ اور لکھا کہ فرینچ ری پبلک کا پریسیڈنٹ جو فیصلہ کرے ہمیں منظور ہے۔ پریسیڈنٹ نے برطانیہ کلاں کے خلاف فیصلہ کیا۔

مارچ سنہ ۱۸۸۷ء میں لنڈن میں ایک کمپنی اس غرض سے قائم ہوئی کہ گورنمنٹ پرتگال کی اجازت سے لارنکو مارکوس سے ساؤتھ افریقن ری پبلک تک ریلوے تعمیر کرے۔ جب لاین طیار ہوگئی۔ تو گورنمنٹ نے وہ لاین اپنے قبضہ میں کر لی۔ اور جولائی سنہ ۱۸۹۵ء میں آمد و رفت جاری ہوگئی۔ اب ری پبلک کی بہت سی تجارت خلیج ڈلگوا کی راہ سے ہوتی ہے۔ اور چونکہ سونے کی کانیں دن بدن دریافت ہو رہی ہیں اس لئے ریلوے کی تجارت بھی روز افزوں ترقی پر ہے۔

ان وجوہات سے لارنکو مارکوس نہایت مشہور مقام بن گیا ہے۔ ایک چھوٹا قصبہ بھی تعمیر ہوگیا ہے اور باوجود کثرت اموات کے یہ قصبہ بہت ترقی کر رہا ہے۔ قرب و جوار کے علاقے سے جہاں

منظور رہتے ہیں براہ راست اسکی کوئی تجارت نہیں۔ اس مقام کی بنیاد محض ان مسافروں کی ضرورت اور آرام کے لئے ڈالی گئی ہے جو سمندر کی راہ سے ملک میں آتے ہیں۔ پرتگیزوں کے جنوبی مشرقی افریقن مقبوضات میں سب سے مشہور جگہ یہی ہے۔

اس سے دوسرے درجہ پر بیرا کا قصبہ ہے۔ جو آج سے دس سال پہلے ایک بالکل گمنام مقام تھا یہ دریا پنگوے کے دہانہ پر واقع ہے۔ اور سومالا کے شمالی علاقہ میں زیادہ فاصلہ پر نہیں ہے۔ یہ بڑا فراخ عمیق اور بارونق بندرگاہ ہے۔ کسی زمانہ میں یہاں عربوں کی ایک چھوٹی بستی واقع ہے۔ پرتگیزوں نے اس کا زیادہ خیال نہ کیا۔ اور جب اہل ایبا اسے چھوڑ کر چلے گئے تو تین سو سال تک یہ بالکل ویران حالت میں رہی۔

جب ماہ ستمبر سنہ ۱۸۹۰ء میں برٹش سوتھ افریقن کمپنی کیپ کالونی سے سالسبری کی طرف جاری تھی۔ دو شخص مسٹر کالکھن اور سلیس نامی یم ٹاسا کی ملاقات کو گئے اور انہوں نے اس دیسی سردار کو انگریزوں کی پناہ میں آنے کا مشورہ دیا۔ اس سے ان کی غرض کانیں کھودنے اور دیگر قسم کے حقوق حاصل کرنے کی تھی۔ پرتگیز کہتے تھے کہ یم ٹاسا ہمارے ماتحت ہے چنانچہ کچھ مدت بعد چند پرتگیز افسر اس کے قلعہ میں آئے۔ یہاں ۱۴ نومبر کو میجر فاربس (انگریز افسر) نے ان سب کو قید کر کے سالسبری بھیج دیا۔ اس واقعہ کی خبر بہت جلد پرتگال میں پہنچ گئی وہاں اس سے بہت جوش پھیلا اور صدہا طلباء نے اپنے ملک کی عزت بچانے کے لئے والنٹیر ہونے کی درخواست کی جو منظور کیگئی۔ اور وہ بہت جلد بیرا کو بھیجے گئے۔

جب ان کی پہلی جماعت بندرگاہ میں پہنچی۔ تو انہیں انگولا کے چند حبشیوں سمیت نئی تجارتی آبادی (قصبہ انڈراڈا) میں مقیم ہونے کا حکم ملا۔ یہ قصبہ یم ٹاسا کے قلعہ سے بیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ پرتگیز ۵ مئی سنہ ۱۸۹۱ء کو یہاں پہنچے۔ ان سے تھوڑے فاصلہ پر سوتھ افریقہ کمپنی کے ۴۰ سپاہی کپتان ہیٹن کے ماتحت خیمہ لگائے ہوئے تھے اسی کو پرتگیزوں کا ایک دستہ جو ایک سو یورپین اور تین چار سو حبشیوں پر مشتمل تھا ملک کی دیکھ بھال کو روانہ ہوا۔ دو بجے دوپہر کو یہ سپاہی انگریزی پکٹ سے دوچار ہوئے جو اپنے خیمہ کو واپس چلے گئے پرتگیزوں نے تعاقب کیا۔ اور نوبت لڑائی تک پہنچی۔ اس میں انگریزوں نے اپنے دشمنوں

کو شکست فاش دی۔ انکے بہت سے آدمی قتل اور زخمی کئے۔ اور ان کا اپنا کچھ نقصان نہوا۔
اس پر تمام پرتگیز فوج انڈداڈر کو چھوڑ کر ساحل بحر کو بھاگ گئی۔ اور دوسرے دن کمپنی کے آدمیوں نے اس قصبہ پر قبضہ کر لیا۔ یہاں کچھ اسباب انہیں ہاتھ لگا۔ جو مال غنیمت سمجھکر وہ ہضم کر گئے۔ مگر اُٹ کا قیمتی حصہ وہ توپیں تھیں جو دشمن چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔
یورپ میں جلد دونوں سلطنتوں میں صلح ہو گئی۔ اور ماہ جون ۱۸۹۱ء میں بمقام لزبن ایک اقرارنامہ ہوا جس کے رو سے انگریزی اور پرتگیزی مقبوضات کی حد بندی ہو گئی۔ اور یہی حد آجتک مقرر ہے۔ اس اقرارنامہ کے رو سے یہ بھی قرار پایا کہ اگر دونوں طاقتوں میں سے کوئی ایک طاقت دریائے زمبیزی کے جنوب تک اپنے مقبوضات کی حد بن جا دے تو دوسری طاقت اس مملکت کا حصہ خریدنے کی مجاز ہوگی۔ سب سے اہم شرط یہ تھی کہ فوراً پیمایش ہو کر انگریزی علاقہ سے پیشتر ایک ریلوے طیار کیجائے۔ اور اسکے ذریعہ سے تجارت کو فروغ دیا جائے۔
یہ پہلا موقعہ تھا جب کہ باقاعدہ طور پر پرتگیزوں کے مقبوضات کی حد بندی ہوئی۔ اس سے وہ تمام علاقہ جنگلی آدمیوں کے دستبرد سے محفوظ ہو گیا۔ عہدنامہ کی شرائط کے مطابق ایک ریلوے کمپنی بنائی گئی۔ جس کی اولوالعزمی سے یہ ریلوے اب حد سے تھوڑے ہی فاصلہ پر رہگئی ہے اور بڑی سرعت سے سالسبری کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اس لاین کا عرض اڑھائی فٹ ہے۔ اور یہ اس حصہ ملک سے گذرتی ہے۔ جو مکھیوں کی ازدحام کے لئے خصوصیت سے مشہور ہے۔ ۱۸۹۶ء میں مویشیوں میں وبا پھیلنے سے پہلے یہاں چھکڑوں کی مدد سے بآسانی مال آجا سکتا تھا۔
بیرا جو دریائے پنگوئے کے کنارہ پر واقع ہے۔ اس ساحل پر نہایت صحت بخش مقام ہے۔ اس قصبے نے بڑی جلد ترقی کی ہے۔ اور اب ملک کے مشہور ترین مقامات میں اس کا شمار ہوتا ہے۔
جنوبی افریقہ کے تمام پرتگیزی مقبوضات جو زمبیزی اور سبی دریاؤں کے درمیان واقع ہیں موزنبیق کمپنی کے ماتحت ہیں۔ سوائے ٹیٹی کے جو اس علاقہ کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ موزنبیق کمپنی پہلے پہل ۱۸۸۸ء میں کانیں کھودنے کی غرض سے قایم ہوئی تھی۔ اسکے حصہ داروں کی حوصلہ

آمدنی کا سبب یہ تھا کہ انہیں مانیکا کی طلائی کانیں کھودنے کی اجازت مل گئی تھی۔ ۱۸۹۱ء
میں اس کمپنی نے شاہ پرتگال سے چند حقوق اور بھی حاصل کئے۔ اور انہیں ایک سے زیادہ
کانیں کھودنے کی اجازت مل گئی۔ اب اسے دوسرے ٹھیکہ داروں کو ٹھیکہ دینے کا حق حاصل
ہے۔ اور ٹیکس لگانے اور حکمرانی کے دیگر معاملات میں وہ گورنمنٹ لزبن کے ماتحت ہے۔

موزمبیق کمپنی کے افسر اعلےٰ کو جو دریا زمبیزی اور دریا سبی کے درمیانی علاقہ میں
رہتا ہے گورنر کہتے ہیں۔ اس کا ہیڈکوارٹر بیرا میں ہے۔ اس کے ماتحت کمشنر اور کمشنروں
کے ماتحت افسر ضلع کام کرتے ہیں مقدمات کا فیصلہ کرنے والے افسر براہ راست گورنمنٹ
لزبن کی جانب سے مقرر ہوتے ہیں۔ اور وہ کمپنی کے ماتحت نہیں۔ بلکہ گورنر جنرل کے
ماتحت ہوتے ہیں۔

سنا اور سوفالا تو زمانہ قدیم میں مشہور تھے۔ اور نہ یہ زمانہ حال ہی میں مشہور ہو سکے ہیں
بیرا کے مقابلہ میں انکی شہرت اور رونق بالکل ہیچ ہے۔

دریا لمپوپو اور سبی کے درمیان [illegible] کا درمیانی علاقہ جسکی ایک طرف سوتھ افریقن ریپبلک
اور دوسری طرف سمندر ہے۔ ایک دوسری کمپنی کے ماتحت ہے جو کہ نومبر ۱۸۹۲ء میں قائم
ہوئی تھی اور جسکی ترقی کے لئے کوئی نمایاں کوشش نہیں کیگئی۔

انہمبین بندر دریا لمپوپو اور سبی کے درمیانی حصہ میں ایک بندرگاہ ہے گذشتہ سالوں
میں اس میں بہت کم ترقی ہوئی ہے۔ کیونکہ اس کی تجارت صرف بنٹوؤں تک محدود ہے۔ اور
لارنکو مارکس اور بیرا کے مقابلہ میں اس کی شہرت کچھ بھی نہیں۔ اس قصبہ میں ایک گرجا چند
گھر اور اس سے بھی تھوڑی دکانیں ہیں۔

اب اس ملک کے چند حالات لکھنے باقی ہیں جسکا صدر مقام ٹیٹی ہے اور جو دریا زمبیزی
پر انگریزی اور پرتگیزی مقبوضات کے وسط میں موزمبیق کمپنی کے علاقہ کے مغرب کی طرف
واقع ہے ٹیٹی کے سوا تمام ملک بنٹوؤں سے آباد ہیں۔ اور اس قصبہ میں بھی یورپ والوں
کے چند مشنیوں مکانات کے سوا ان کا اور زیادہ دخل نہیں۔ اس کی حفاظت کے لئے حبشیوں
کی ایک فوج [illegible] ہے جو گورے سرداروں کے ماتحت ایک قلعہ میں جو بر لب دریا واقع ہے

رہتی ہے۔ یوروپین آبادی معہ افسران کے پچیس یا تیس سے زیادہ نہیں۔ اور انکی تجارت بھی نہایت محدود ہے۔

ٹیٹی کی گورنمنٹ پرتگیزوں کی مقبوضات کی مانند ہے۔ سوا ان علاقوں کے جو چارٹرڈ کمپنی کے ماتحت ہیں) قوجی قسم کی ہے۔ اور موزمبیق کے ماتحت ہے۔ عیسائی مشنریوں نے حال ہی میں یہاں سے تھوڑی دور اپنے چند آدمی اشاعت مذہب کی غرض سے روانہ کئے ہیں۔ امید غالب ہے کہ کسی دن یہ مقام بہت ترقی کرے گی۔

گذشتہ چند سال سے دریائے زمبیزی اور لارنکو مارکوئس کے درمیانی ملک میں ہٹوؤں کو مطیع کرنے کے لئے بہت مصائب کا مقابلہ کرنا پڑا ہے۔ لیکن اہل پرتگال کو معلوم ہوگیا ہے کہ اس وحشی آبادی سے کس قسم کا سلوک کرنا چاہیئے۔ چنانچہ وہ ان لوگوں میں اپنا سکہ جمانے میں خاطر خواہ طور پر کامیاب ہوئے ہیں۔ ۱۸۹۵ء کے خاتمہ پر یم زیلا کے جانشین اور اسکے بیٹے گن گن نہانا ئی سے چند ایسی حرکات وقوع میں آئیں جسکا جواب گورنمنٹ کو ہتھیاروں سے دینا پڑا۔ انجام کار یم زیلا گرفتار ہو کر ۱۸۹۶ء میں جلا وطن ہوا۔ اور اس کے دفع ہوتے ہی ملک سے بدامنی بھی اٹھ گئی۔

اب کئی ایک بندرگاہ ایسے ہیں جنکا تعلق براہ راست یوروپ اور نٹال اور کیپ کالونی کی انگریزی بستیوں سے تعلق ہے۔ ملک کی تجارت روز افزوں ترقی پر ہے اور پرتگیزوں کے جنوبی افریقہ کی امیدیں اس وقت سے بہت زیادہ روشن معلوم دیتی ہیں جب پیڈرو ڈی نیا نے اپنا پہلا قلعہ دریا سونالا کے کنارہ پر تعمیر کیا تھا۔

# فصل بست و نہم

## برٹش پروٹکٹوریٹ ۔ جرمن پروٹکٹوریٹ ۔ خلیج الفش و جزائر گوائینا

## برٹش پروٹکٹوریٹ

دریا مالوپو اور باٹیٹل کا دریائی حصہ انگریزی حفاظت میں ہے یعنے وہاں کی تمام گورا آبادی کو وہاں کے کمشنر کے مقرر کردہ ججوں کا فیصلہ منظور کرنا پڑتا ہے۔ دیسی آبادی کے تصفیے بھی ہائی کمشنر کے متعلق ہوتے ہیں۔ اگرچہ اسے اس بات کا ذرا بھی حق حاصل نہیں۔ کہ وہ دیسی آبادی کی اندرونی متعلق امور میں دخل اندازی کرے۔ اس ملک کے بعض حصص میں بش من اور آوارہ گرد بچوانا والے آباد ہیں۔ جن کے اجداد زمانہ قدیم میں چشموں اور دریاؤں پر غلامی کی ذلیل زندگی بسر کیا کرتے تھے۔

اس ملک کے مشہور قبائل یہ ہیں۔ نبگا کٹی جو بٹھوین سردار کے ماتحت ہے بکوئنیا جو سیبل کے ماتحت ہے اور بانگوٹیا جو کھاما سردار کے ماتحت ہے۔ ان تمام قبائل نے ماسل کٹی کے ہاتھوں سخت تکلیف اٹھائی۔ اور وہ گویا تباہی سے بال بال بچ گئے۔ ان کے قلعوں کا مغربی علاقہ اس قسم کا تھا۔ جہاں وہ مٹیابل کے خوف کے بغیر پناہ گزین ہو سکتے تھے۔ مٹیابل والے ان تمام جگہوں سے جہاں کنوئیں کھودے جا سکتے تھے۔ بالکل ناواقف تھے لیکن بایں ہمہ ان قبائل کا سب مال اسباب ضائع ہو گیا۔ اور انکے سینکڑوں آدمی فاقہ سے مر گئے۔

بنگواکیتی کا سب سے بڑا قلعہ کیپٹی ہے۔ اور اس کے قریب ہی وہ مقام واقع ہے۔ جہاں بتھوین کے بزرگ میکابا نے منٹاٹی کے ایک عظیم گروہ کو شکست دی تھی۔ اس منٹاٹی گروہ نے اس ملک کے جنوبی حصہ کو جسے آجکل ساؤتھ افریقن ری پبلک کہتے ہیں بالکل تباہ کر دیا تھا۔ یہ گروہ اس وقت فاقہ کشی کی حالت میں دو حصوں میں تقسیم ہو گیا تھا۔ اور اس سے پہلے کہ دوسرا گروہ پہلے گروہ کی مدد کر سکے میکابا نے اس گروہ پر حملہ کیا۔ اور اسے شکست فاش دی۔ اس لڑائی میں میکابا معہ بہت سے رفقا کے کام آیا۔

جب نقل مکان کرنے والے کسانوں نے ماسل کیٹی کو شمال کی جانب بھگا دیا۔ تو بنگواکیٹی واپس آکر آباد ہوئے۔ اسوقت آجتک کسی نے ان کو چھیڑنے کی جرات نہ کی۔

اس سے شمالی علاقہ میں ایک گروہ بکواتا نامی رہتا ہے۔ ان کے سب سے بڑے قلعہ کا نام مالوپولول ہے یہ وہی گروہ ہے جن کے پاس لونگ سٹون رہا تھا۔ اس زمانہ میں ان کا سردار سشاہی لی تھا جو بڑا دور اندیش شخص تھا۔ اور حتے الوسع جنگ سے احتراز کیا کرتا تھا۔ اس پالیسی سے اس کے آدمی تعداد میں بڑھتے گئے۔ اور بتدریج مرفع حال بھی ہو گئے۔ پانچ چار سال ہوئے اس نے انتقال کیا۔ اور اس کا بیٹا سیل اس کا جانشین مقرر ہوا۔

اس سے شمال کی طرف بانگوٹیو ہے ماسل کیٹی نے اس گروہ کو بری طرح تباہ کیا لیکن اس کے سردار کو جان سے نہیں مارا بلکہ اسے اپنی فوج میں بھرتی کر لیا۔ جب اس قبیلہ کے باقیماندہ آدمیوں نے خیال کیا کہ اب کسی قسم کا خطرہ باقی نہیں۔ تو وہ ایک شخص سکھوی کے ماتحت جو شاہی نسل سے تھا صحرا سے باہر نکل آئے۔ اور شاشانگ میں رہنے لگے اس قیام کی حفاظت باسانی ہو سکتی تھی۔ پانی یہاں نہایت کمیاب تھا۔ اور کسی شخص کو ادھر جانیکا خیال بھی نہیں آسکتا تھا۔

کئی سال گذر گئے اور مٹشنگ جو فرقہ بانگوٹیو کا سردار تھا۔ میٹابل کی فوج میں ایک سپاہی کیطرح کام کرتا رہا۔ انجام کار پادری ڈاکٹر میفٹ نے موسل کیٹی سے اسکی سفارش کر کے اسے آزاد کرایا۔ اور مٹشنگ کے آدمیوں نے بڑی خوشی سے اپنا سردار تسلیم کیا۔ لیکن اسکی عادات میٹابل کی سی ہو گئی تھیں۔ اور وہ رعایا پر سختی سے حکومت کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے

رعایا اس سے ناراض ہو گئی۔ ان لوگوں نے آخر بغاوت کی جس سے مٹشنگ کو بچوانا کے سردار سٹاشی لی کے پاس پناہ لینی پڑی۔ اور سکھوی پھر کچھ عرصہ کے بعد بانگوٹیو کا سردار بن گیا۔

یہ بالکل ناممکن تھا کہ شاشانگ ایسی جگہ میں یہ گروہ طاقتور بن سکے لیکن میٹابل کے ڈر سے یہ آگے بڑھنے کی جرات نہیں کر سکتا تھا۔ اس لیئے اس گروہ نے اسی جگہ رہنے کا انتظام کر لیا۔

سکھوی کا بڑا بیٹا کھاما بڑا ذہین شخص تھا۔ مگر اس کے اور اس کے باپ اور اسکے بھائی کھاسنے کے باہم سخت عداوت ہو گئی تھی۔ کھاما جو عیسائی ہو چکا تھا۔ توہمات کا قایل نہ تھا اور سکھوی اسکی آزادی کو بغاوت سے منسوب کرتا تھا۔ یہ نوجوان شخص اپنے گروہ کے چند آدمیوں سمیت شمال مغرب کو چلا گیا۔ اور دریا باٹلمٹی کے کنارے پر آباد ہوا یہاں یہاں بہت سے آدمی وبا سے فوت ہوئے اور کھاما باقی آدمیوں سمیت واپس آیا۔ وطن میں آکر اس نے اپنے باپ اور بھائی کو شکست دی اور خود شاشانگ کا سردار بن گیا کھاسنے نے سوتھ افریقن ری پبلک کے پاس پناہ لی۔

کھاما غیر معمولی طور پر قابل حکمران ثابت ہوا ہے اور سرکار انگریزی سے عمدہ سلوک کرنے پر اس نے شاشانگ اور دریا باٹلمٹی درمیانی حصہ پر قابض ہونے کی باقاعدہ اجازت حاصل کر لی ہے۔ جب اسکے اور مٹیابل کے درمیان ایک مضبوط پولس قایم کی گئی تو وہ شاشانگ سے پاسپےپی میں آگیا۔ یہاں باغات کے لیئے عمدہ زمین اور کافی پانی دستیاب ہو سکتا تھا بعد میں اس نے اپنے بھائی کھاسنے کو شاشانگ میں آباد ہونیکی اجازت دیدی۔

باکلہاری اور بشمن گروہ جو پروٹکٹوریٹ کے غیر آباد حصص میں پھرتے رہتے ہیں بیچارے بڑے مصیبت زدہ لوگ ہیں باکلہاری کا سلسلہ نسل تو بچوانا سے ملتا ہے۔ لیکن مدت مدید تک سنگدل مالکوں کی غلامی کرنے سے ان کا جوش بالکل سرد پڑ گیا ہے۔ اور وہ بڑے شکستہ النفس ہو گئے ہیں۔ گذشتہ دس سال سے جبکہ انگریزی افسر ملک میں آئے ہیں۔ انکی حالت بہت کچھ سدھر گئی ہے اور ان کی جانیں اب زیادہ حفاظت میں ہیں۔ ان میں بعض نے مکانات

کے مالک بھی ہو گئے ہیں۔ لیکن جنگلی نوقوں کو ابھی تک معلوم نہیں ہوا کہ اب ان کے مالک اپنی مرضی کے مطابق ان سے سلوک نہیں کر سکتے۔ بیچن لینڈ پروٹکٹوریٹ کے بڑے بڑے قلعوں میں مشنری سوسایٹی لنڈن کے پادری کئی سال سے مقیم ہیں اور ان کی مسلسل کوششوں سے بہت سے آدمیوں نے عیسائی مذہب قبول کر لیا ہے۔

کیپ ٹون سے بلو سے تک جانیوالی ریلوے کنیا مالو پو لول اور ملپسے پی کے پاس سے گزرتی ہے۔ اس طرح اس ملک کے سب سے آباد حصہ کا تعلق بندرگاہ سے قائم ہے۔ پروٹکٹوریٹ دو ضلعوں میں منقسم ہے۔ ہر ایک ضلع ایک افسر کے ماتحت ہے اور ان افسروں کو احکام براہ راست ہائی کمشنر سے موصول ہوتے ہیں۔ تمام یوروپین اشخاص جو اس ملک میں رہتے ہیں۔ اور نیز وہ لوگ جو کسی سردار کے ماتحت نہیں ہیں۔ انہیں اپنے جرایم کی جواب دہی کے لئے اُن ہی مجسٹریٹوں کی عدالت میں حاضر ہونا پڑتا ہے۔ سردار اپنی رعایا کا آپ حاکم ہے۔ اور سوائے خاص جرائم کبیرہ کے ان کے معاملات میں دخل نہیں دیا جا سکتا۔ تاہم ان کے باہمی تعلقات براہ راست یا بالواسطہ سرکار انگریزی کے ماتحت ہیں اور گورے افسروں کی تنخواہ وغیرہ کے لئے انہیں بہت سا روپیہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ جنوری ۱۸۹۷ء میں رعایا کو سخت تکلیف ہوئی۔ کیونکہ ۱۸۹۵ء اور ۱۸۹۶ء میں قحط پڑ گیا تھا۔ [illegible] تقریباً تمام مویشی مر گئے تھے۔ قابل اطمینان بات یہ تھی کہ انسانی زندگی کو بچانے کے لئے بہت سی کی ممالک غیر سے [illegible] گئی۔ اور سینکڑوں مزدور ریلوے بنانے کے کام پر لگائے گئے۔ برٹش پروٹکٹوریٹ کیپ کالونی اور اورنج فری سٹیٹ کے باہم چند شرائط مقرر ہیں۔

**جرمن پروٹکٹوریٹ** ۱۸۸۳ء میں جرمنی نے افریقہ کے جنوب مغربی ساحل پر پاؤں جمانے شروع کئے۔ لوڈانگرا اور اس کے سواحل پر اپنا قبضہ ظاہر کیا۔ اب آہستہ آہستہ انہوں نے اپنا قبضہ اس قدر بڑھا لیا کہ یہ تمام علاقہ جس کے شمال کی طرف دریا کونین جنوب کو دریا اورنج اور مغرب کو بحر اٹلانٹک واقع ہے۔ انکی ملکیت ہو گیا لیکن والفش بے جو اس ساحل کا سب سے عمدہ بندرگاہ ہے کیپ کالونی کے ماتحت ہے۔

بر اعظم کے دیگر سواحل کے خلاف جرمن پروٹکٹوریٹ کی آب وہوا خشک ہے۔ اور یورپین

مویشیوں کے بہت موافق ہے۔ جنوبی حصہ میں شاذ و نادر بارش ہوتی ہے۔ اور قدرتی چشمے بھی ابتدا میں بہت تھوڑے ہیں۔ شمال کی طرف بتدریج نمی زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ لیکن بایں ہمہ کبھی بھی زمین زراعت کے قابل نہیں۔ اگرچہ یہ مویشیوں کی پرورش کے لیے نہایت عمدہ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس ملک میں تانبے کی کانیں بھی ہیں۔ مگر ابھی اس بات کا فیصلہ نہیں ہوا کہ تانبا اگر یہاں سے کھود کر یورپ میں پہنچایا جاوے۔ تو وہ تمام اخراجات نکال سکتا ہے۔ امید ہے کہ تانبے کی کانوں کی کھدوائی ہونے پر آہستہ آہستہ دوسری کانوں کا پتہ بھی مل سکیگا۔

اس ملک میں شمال کی طرف ولفش بے تک تو ہاٹن ٹاٹ کہتے ہیں۔ اور اس سے آگے بنٹو ہررو اور ڈمارا اور اوویمبو وغیرہ قبایل جو خاص افریقہ کے رہنے والے ہیں۔ اور انکی رگوں میں ایشیائی خون کی آمیزش نہیں مشرقی بنٹو کی نسبت سیاہ فام اور کم عقل ہوتے ہیں اور ان کے علاوہ ایک اور فرقہ آباد ہے۔ جو بلحاظ نسل کے بنٹو ہے مگر ان کی عادات اور رسوم ہاٹن ٹاٹ کی طرح اور ان کا ذریعہ معاش بشمن سے مشابہ ہے انہیں عام طور پر برگ ڈاما کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ بات کہ ان کی یہ حالت کس طرح ہوگئی۔ ابھی تک واضح نہیں ہوئی۔ لیکن ان کے بزرگوں کو غالباً ہاٹن ٹاٹ نے فتح کیا ہوگا۔ اور انہیں مجبوراً فاتح قوم کی زبان اختیار کرنی پڑی ہوگی۔

جنوبی افریقہ کی وحشی اقوام کو فتح کرنیکا تجربہ جرمنی والوں کو بھی دیگر یورپین قوموں کیطرح حاصل ہے انہوں نے پہلے ہاٹن ٹاٹ سردار ہنڈرک وبٹوئی سے جنگ و جدل کیے اور پھر ڈمارا والوں سے لڑتے رہے۔ لیکن جیسا کہ دیکھا گیا ہے ساز و سامان کی افراط سے انجام کار یورپین ہی لڑائی میں فتح مند رہے۔ ایک ہزار سے زیادہ جرمن فوج پر ٹکٹوریٹا میں رہے اور بادی النظر میں ان کے گزارہ کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ کیونکہ تجارت بہت کم پیمانہ پر ہے۔ کیپ گرامس کے گرد و نواح سے بہت سا گوانا (دہات) نکالا جاتا ہے جو کہ اغلباً بہت جلد ختم ہو جائے گا۔

جرمن گورنمنٹ اس جگہ کو آباد کرنے کی سخت کوشش کر رہی ہے اگرچہ یہ ملک اس قابل نہیں کہ یہاں زیادہ آبادی ہو سکے۔ جنوبی افریقہ کے دیگر حصص سے چند کسان اس جگہ

اگر آباد ہوئے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ وہ مویشی پالنے میں کامیاب ہوں۔ چند آدمی یہاں تجارت
سے اور بعض بطور پادری کے یہاں گزارہ کر سکتے ہیں۔ لیکن جب تک کہ ملک میں بہت سی
کانیں دریافت نہ ہوں سوائے ان دو پیشوں کے اور پیشہ ور لوگ یہاں گزارہ نہیں کر سکتے۔
اس پروٹکٹوریٹ میں بندرگاہ نہ ہونے سے اسکی ترقی میں بڑی رکاوٹ واقع ہوئی ہے۔ مال
بعض اوقات [illegible] یا سواکوپ کے پاس اتارا جاتا ہے۔ لیکن یہ صرف اسی صورت میں ممکن
ہے جبکہ موسم بالکل ٹھیک ہو۔ اور اس وقت بھی خطرہ رہتا ہے۔ کیونکہ لہریں ہر وقت ساحل
سے ٹکراتی رہتی ہیں۔ سوداگری کا بہت سامان کیپ کالونی کے بندرگاہ بنام والفش بے
کے راستے لایا جاتا تھا اور امید کی جاتی تھی کہ کسی وقت بحر انجینیر دریا سواکوپ کے دہانہ
پر مال اتارنے کی جگہ بنانے میں کامیاب ہونگے۔

## والفش بے اور جزائر گوانا

واضح ہو کہ جب ایسٹ انڈیا کمپنی نے والفش بے کو گورنمنٹ کیپ کالونی کے
حوالے کر دیا تھا تو ۱۸۰۰ء تک گورنمنٹ انگلشیہ نے اس بات کا کچھ خیال نہ کیا۔ مگر اس مقام
کو باموقع دیکھ کر مارچ ۱۸۷۸ء میں گورنمنٹ انگلشیہ نے اس خلیج اور اسکے سواحل پر قبضہ کر لیا
اور ایک مجسٹریٹ وہاں کے انتظام کے لئے مقرر کیا۔ چند سال بعد اگست ۱۸۸۴ء میں یہ
علاقہ کیپ کالونی میں شامل کیا گیا۔ چونکہ یہ ملک بالکل خشک اور ریتلا ہے اسلئے اسکا ذکر نہایت
مختصر ہے۔ اس حصہ میں جو انگریزی مقبوضات کو جرمن مقبوضات سے علیحدہ کرتا ہے قریباً سات سو
عیسائی ہاٹن ٹاٹ قوم کے آباد ہیں انکے علاوہ ایک مجسٹریٹ و پولیس حبشیوں کا ایک خاندان اور چند تاجر یا مشنری
والفش بے اور دریائے اورنج کے درمیانی ساحل پر چھوٹے چھوٹے جزیرے واقع ہیں جہاں بہت سے سمندری
جانور بستے ہیں نہیں چونکہ برسات نہیں ہوتی اس لئے جزائر گوانا بڑے قیمتی تصور کئے جاتے ہیں ۱۸۶۶ء
میں یہ جزیرے جو تعداد میں بارہ ہیں کیپ کالونی کے ماتحت ظاہر کئے گئے تھے۔ ان میں سب سے قیمتی اکیبو جزیرہ
جسکا رقبہ ایک میل سے کم ہے۔ یہاں صرف وہی آدمی رہتے ہیں جو گورنمنٹ نے گوانا جمع کرنے کیلئے مقرر
کئے ہیں۔ گوانا کاشتکاری کے کسانوں کے ہاتھ بہت کم قیمت پر فروخت کیا جاتا ہے۔

## دیاکی اور نٹال کا درمیانی علاقہ

گذشتہ سالوں میں کیپ کالونی نے اس علاقہ کو جس کے ایک طرف انڈدوے اور دریا کی اور دوسری طرف نٹال واقع ہے اپنے ساتھ ملا لیا۔ لیکن چند وجوہات سے اس کو کیپ کالونی کا حصہ کہنے کی بجائے اسے کیپ کالونی زیر انحصار رکھنے والا ملک کہا جاتا ہے۔ یہ ملک اپنی طرف سے ممبر کونسل میں بھیجتا ہے۔ اور جب تک یہاں کی متعین جماعت خصوصیت سے ان کو مشتہر نہ کرے پارلیمنٹ کے قانون ملک میں رواج نہیں پاتے۔ سول کے واسطے ان کا اپنا ضابطہ ہے۔ نیٹو باشندوں کے دیوانی مقدمات یوروپین مجسٹریٹ انگریزی قانون کے مطابق فیصل کرتے ہیں۔ ملک کا گورنر اپنے ماتحت مجسٹریٹوں کے مشورہ سے پبلک کے لئے خود قانون تجویز کر سکتا ہے۔

یہ بڑا خوبصورت اور سرسبز قطعہ زمین ہے۔ اور وضع میں نٹال سے مشابہ ہے۔ مگر ڈریکنز برگ کے جنوبی سطح مرتفع پر اس قدر سردی پڑتی ہے کہ نیٹو اس کو خوشگوار نہیں سمجھتے۔ یہی وجہ ہے کہ آج سے چند سال پیشتر اس جگہ سوائے بشمین کے اور کوئی نہیں رہتا تھا۔ اسکی جنوبی سمت میں کئی عمدہ جنگل واقع ہیں۔ بارش اکثر ہوتی ہے اور آبپاشی کافی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ فالتو پانی ڈھلواں زمین کے باعث ندیاؤں میں بہہ جاتا ہے۔ آب و ہوا عمدہ ہے اور گھاس اور

ترکاریاں اس کثرت سے ہوتی ہیں۔ کہ اگر ملک ہموار ہوتا۔ تو ضرور موسمی سیلابوں کی شکایت ہوا کرتی جنوبی افریقہ میں آبشاریں بکثرت ہیں۔ دریائے زمبیزی کی وکٹوریا آبشاروں سے دوسرے درجہ پر دریائے اوسنج کی آبشاریں ہیں۔ ان میں ٹگیلا کی آبشار ڈارگنسبرگ سے سو سو فٹ کے فاصلہ پر ہے۔ اور یمگنی کی آبشار شمال میں مارٹنزبرگ سے چند میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ان سب خوش منظر آبشاروں میں ایک آبشار دریائے سبٹا کی ہے دریائے سبٹا بالعموم تین چار شاخوں میں ہو کر گرتا ہے۔ لیکن طغیانی کے وقت اسکی چار پانچ سو فٹ کی چوڑی چادر چار سو فٹ کی بلندی پر سے ایک تنگ گھاٹی میں گرتی ہے۔

تین سو سال پیشتر جب یورپین اس ملک میں آئے تو نیٹوؤں کی زیادہ تعداد یہاں آباد نہ تھی۔ چند چھوٹے گروہ جنوبی علاقہ میں دریائے زمزمولو تک آباد تھے۔ اور اس سے پرے نیٹو اور ہاٹن ٹاٹ کے دو مختلف فرقے آباد تھے۔ ان کی خصائل اور رسوم زمانہ حال کے فرقوں کی طرح تھیں۔ لیکن زمانہ حال کے گروہ یا تو بنے ہی نہیں تھے یا وہ اسقدر حقیر تھے۔ کہ سیاحوں نے انکی طرف کچھ توجہ نہیں کی۔

سترھویں صدی کے خاتمہ پر چار ملاحوں نے جنکا جہاز ٹوٹ گیا تھا۔ معلوم کیا۔ کہ اس ملک میں یہ چار قبائل آباد ہیں پانڈراز۔ پانڈاموسس۔ ٹمبس اور کوسس آجتک یہ چاروں قبیلے جنوب کی طرف دریائی تک پھیلے ہوئے تھے۔ اور ان کی ایک چھوٹی شاخ دریائے بفیلو کے دہانہ پر آباد تھی چند ہاٹن ٹاٹ تو انہوں نے شمال کی طرف بھگا دئے اور باقیوں کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ یہ فرقے جوں جوں آگے بڑھتے گئے۔ ان کی تعداد میں ترقی ہوتی گئی۔ پچھلے صفحوں میں ان لوگوں کا حال زمانہ مذکور سے ۱۸۵۰ء تک جب کوسس نے ان کے مویشیوں اور غلہ کو تباہ کر دیا تھا۔ کافی طور پر بیان ہو چکا ہے۔ دوسرے سال یعنی ۱۸۵۱ء میں انہیں اس سازش میں ملوث رہنے کے جرم میں کیپ کالونی کی مسلح پولیس نے دریائے باشی سے پرے تک بھگا دیا۔ چند سومنگاس اور کوس کو جنہوں نے انگریزی رعایا بننا منظور کیا ضلع ادتیا میں رہائش رکھنے کی اجازت دیگئی۔ اور ایک انگریزی افسران کے انتظام کے لئے مقرر ہوا۔ کوسا کا علاقہ دریائے کی اور باشی کے درمیان ۱۸۶۴ء تک غیر آباد

پڑا رہا۔ اسی سال سر فلپ وڈ ہاؤس نے انگریزی حد کو جو دریا کی کے مغربی جانب واقع ہے مضبوط کرنا ضروری سمجھا۔ کیونکہ گورنمنٹ سرحد کی فوج کو کم رہی تھی۔

اس کی پہلی تجویز یہ تھی کہ غیر آباد حصہ ملک کیپ کالونی کے نوجوان کسانوں میں بانٹ دیا جائے۔ مگر سرکار انگریزی نے جنوبی افریقہ میں اپنے مقبوضات بڑھانے سے انکار کیا۔ اسلئے مجبوراً سر وڈ ہاؤس کو یہ صلاح چھوڑنی پڑی۔ پھر اس نے ٹمبوؤں کو مشرق کی طرف جانیکی ترغیب دی اور اسطرح اس حصہ ملک کو آباد کرنیکا ارادہ کیا۔

اس ارادہ کو پورا کرنے کے لئے ضروری تھا۔ کہ کریلی ایسے دشمن کو دوست بنایا جائے چنانچہ کٹسنی اور ووویلی کے ہر دو اضلاع اس کے پیش کئے گئے۔ اور اس سے وعدہ کیا گیا کہ جب تک تو گورنر کی مرضی کے مطابق کام کرے گا۔ تجھے ہر سال سو پونڈ پنشن کے دیئے جائینگے سردار نے بخوشی اسے منظور کرلیا۔ اور فوراً بہت سے آدمی لیکر ملک میں آپہنچا۔ اس سے کیپ کالونی کو کچھ فایدہ نہ ہوا۔ کیونکہ سنڈل کے ماتحت گیگا نے جن کو کریلی کے پیسے زمین پیش کیگئی تھی کہ وہ دریا کی کے مغرب سے اس ملک میں آکر آباد ہوں نامنظور کیا۔ وہ بیان کرتے تھے کہ ہم سرکار انگریزی کی رعایا بننا قبول نہیں کرتے۔ لیکن غالباً ان کی اس پیشکش کو منظور کرنے کی اصلی وجہ ان کی کریلی سے محبت تھی۔ تاہم گلکن گرے کے ٹمبس اور چند منگاس جو کس کا کے مغرب کی طرف آباد تھے۔ ان کے ہم خیال نہیں تھے۔ اور انہوں نے گورنر کا کہنا مان لیا ٹمبس زلنگا اور سینٹ مارک کے اضلاع میں اور منگاس بسوسو۔ کولیسکو اور ٹسبرزرکھ کے اضلاع میں آباد ہو گئے۔

اس طرح دریا انڈوا اور کی کا درمیانی علاقہ ٹنٹو لوگوں سے آباد ہو گیا۔ ان پر انگریزی افسر مقرر کئے گئے لیکن چونکہ گورنمنٹ انگلشیہ اس ملک کو ملحق کرنا چاہتی تھی اسلئے وہ افسر محض ایجنٹوں کے طور پر کام کرتے تھے۔

سر فلپ وڈ ہوس کی جو غرض ٹمبوؤں کو یہاں آباد کرنے کی تھی وہ حاصل نہ ہوئی کیونکہ یورپین آبادی نے وہاں جانا منظور نہ کیا۔ کیپ کالونی کے منگاس اور ٹمبس قبائل میں بہت تھوڑے لوگوں نے نقل مکان کیا تھا۔ اور یہ ممکن نہ تھا کہ گورنمنٹ ان کو بالکل پیچھے ہٹا

دینے کے لئے طاقت کا استعمال کرتی۔

تمبو قبیلہ کا بڑا گروہ دریا باشی اور یم ٹاٹا کے مابین آباد تھا۔ ۱۸۶۳ء کے بعد اس کا جو سردار تھا۔ اس کا نام گنگلزو سے تھا۔ اور وہ عام طور پر بڑا شریف اور نرم زبان تھا لیکن زود رنج ضرور تھا۔ اسکی سب سے بڑی بیوی کوسا کے سردار کریلی کی بیٹی تھی۔ اور وہ اس عورت سے کبھی کبھی ایسی سختی کا سلوک کرتا تھا کہ کریلی نہایت برامن تھا۔ ۱۸۷۵ء میں اس نے غصہ سے دیوانہ ہوکر اپنی بیوی کی ایک ملازمہ کو جو کہ کریلی کے ناجائز تعلق سے بھتیجی تھی۔ قتل کیا۔ اس طرف سے دشمن اس پر حملہ کرنے پر آمادہ تھے۔ اور چونکہ اس کے جرگہ میں بہت سے تھوڑے آدمی قابل اعتماد تھے۔ اس لئے اس نے اپنے اراکین کے مشورہ سے انگریزوں سے مدد طلب کی اور حضور قیصرہ ہند مرحومہ کی رعیت بننا منظور کرلیا۔ ہائی کمشنر نے سرحدی فساد روکنے کی غرض سے اس درخواست کو نا منظور نہ کیا۔ اور ۱۸۷۵ء میں الی ادٹ۔ الگوبو۔ یم ٹاٹا۔ گونڈلی کے اضلاع سرکاری انگریزی کے تبعہ میں اسی طرح آ گئے۔ جس طرح دیگر اضلاع کے بیان میں آچکا ہے۔

دریا باشی کے مشرقی کنارے پر ایک گروہ بم وانا نامی رہتا تھا۔ یہ اس گروہ کا جو زولو کی پہلی لڑائی میں تباہ ہوگیا تھا۔ بقیہ تھا۔ نام کو تو یہ گروہ کوسا کے خاندان سے متعلق تھا لیکن ۱۸۵۰ء میں اس نے اپنے آپ کو تباہ نہیں کیا تھا۔ لہذا جب دوسرے سال کریلی کو دریا باشی کے پرے بھگا دیا گیا۔ تو اس گروہ نے اسے پناہ دی۔ کریلی اس زمانہ سے ۱۸۷۵ء تک خودمختار رہا۔ اس وقت ملک میں وہ خانہ جنگی جسکا ہم ابھی ذکر کریں گے شروع ہوئی اور بم وانا کے سردار مولی نے جو اس قدر کمزور تھا کہ اپنے آپ کو الگ نہیں رکھ سکتا تھا سرکار انگریزی کی رعیت بننا منظور کیا۔ ہائی کمشنر نے یہ درخواست مان لی اور الی ادٹ ڈیل پر قبضہ کرلیا۔ اس طرح تمام کیپ کالونی کی حد سے دریا یم ٹاٹا تک انگریزی قبضہ میں آگئیں۔

خیال کیا جاتا تھا کہ یہ ملک ہائی کمشنر کی حفاظت میں ہے جو سرکار انگریزی کا مختار تھا ۱۸۷۹ء تک جبکہ اوتیا۔ بسوموہ۔ کا لکرے اور سٹبر در لخت کے اضلاع شامل کر دیے گئے تھے

اسکا کوئی حصہ کیپ کالونی سے ملحق نہیں ہوا تھا مثلاً نی۔ ولودیل۔ ٹزنگا۔ سینٹ بارکس ایلی ادر انگکولو۔ یم ٹاٹا۔ کونڈلی اور الی اور ٹ ڈیل اضلاع ۱۸۸۵ء میں شامل ہوئے۔

۱۸۴۴ء میں جب پانڈوسٹیٹ کی بنیاد ڈالنے کی سعی کی گئی۔ تو دریا یم ٹاٹا اور دریا یم زم کومو کا درمیانی ملک ایک سردار فاکو نامی کو دیا۔ لیکن اس کوشش میں کامیابی نہ ہوئی کیونکہ شمالی حصہ تقریباً غیر آباد تھا۔ اور جنوبی حصہ میں بہت سے مفرور قبایل آ گئے تھے جو بجائے خود پانڈوس کے برابر طاقتور تھے۔ ملک میں لڑائی جھگڑے شروع ہو گئے۔ اور فاکو اس کے کچھ حصہ کا دعوےٰ چھوڑ کر نہایت خوش ہوا۔ بایں ہمہ کہ ملک کا باقی حصہ فتح کر کے اسپر حکومت کرے گا۔ اول اس نے یم ٹم وونا اور یم زم کومو اور نٹال کے درمیانی حصہ ساحل کو چھوڑ دیا اور اس طرح بہت سے مثل الغنو۔ سے اپنا پیچھا چھوڑایا۔ ۱۸۶۱ء میں اُس نے باقی ملک کا دو تہائی حصہ گورنمنٹ کیپ کالونی کے سپرد کر دیا۔ کی مجوزہ حد پانڈوموسس کو بکاس ملہنگ ونیس اور چند دیگر حصص سے علیحدہ کرتی تھی۔ فاکو چاہتا تھا کہ وہ اپنے دشمنوں کو فتح کرے تو ان اضلاع کا حکمران دخل نہ دے۔ پانڈوموسس اسکی طرح پرانا گروہ تھا۔ جسے وہ خود یا اسکی بزرگس فتح نہیں کر سکتے تھے۔

فاکو کی درخواست خوشاً منظور نہیں کی گئی۔ سر جارج گرے اور اس کے جانشین گورنروں کا خیال تھا کہ مجوزہ حد کا شمالی علاقہ سرکار انگریزی کے لئے بالکل غیر ضروری ہے اس کے بعد سر جارج گرے نے اسکا کچھ حصہ آڈم کاک اور گریکاز کو اس شرط پر نذر کیا۔ کہ وہ اورنج فری سٹیٹ کو چھوڑ کر وہاں چلے جائیں۔ اور انہوں نے اس شرط کو منظور کر لیا۔ ۱۸۶۲ء میں سر فلپ وڈہیس نے انہیں کاکس ٹڈ اور یم زولو میں آباد کیا۔ اور تمام شمالی علاقہ جو فاکو کے قبضہ میں تھا مشرقی گریک لینڈ کے نام سے مشہور ہوا۔

گریکاز کو یہاں آباد کرنے کا مدعا یہ تھا کہ یہ قوم کافی شایستہ اور ملک میں امن قایم رکھنے کے قابل سمجھی جاتی تھی۔ مگر اس ارادہ میں کامیابی نہ ہوئی۔ کیونکہ چند سال آڈم کاک نے انگریزوں سے درخواست کی کہ ملک میں افسر مقرر کئے جائیں جو گروہوں کو ایک دوسرے کو نیست و نابود کرنے سے باز رکھیں۔

اوریخ فری سیٹ اور موشیش کی آخری لڑائی میں کم لیا لو۔ ٹبلو لو۔ ونگلو بین گروہ ملک میں آئے جنہیں سرفلپ وڈہوس نے ماؤنٹ فلیچر اور میٹابل میں قیام پذیر ہونے کی اجازت دی۔ اس سے پہلے ہی چند آزاد شدہ غلام اور کالونی کے حبشی ضلع میکلیر میں آباد ہو گئے تھے۔

ان قبایل کے متواتر لڑائی جھگڑوں سے ہائی کمشنر کو مداخلت کرنے کی ترغیب ہوئی کیونکہ تقریباً تمام سردار اپنے تیئں انگریزوں کا ماتحت بنانے پر آمادہ تھے۔ ۱۸۷۳ء میں ایک ریذیڈنٹ ملک میں بھیجا گیا۔ اور میکلیر۔ ماونٹ فلیچر۔ سولو۔ اور کمبو جیار اضلاع اس کے ماتحت کئے گئے دوسرے سال آدم کاک کی رضامندی سے میٹابل۔ کاک سٹڈ اور یم زم کو لو کے اضلاع پر قبضہ کر لیا گیا۔ اور اسیطرح ۱۸۷۶ء میں ماونٹ فلیچر کا حلقہ برضامندی سردار لکا مو الحق سلطنت کیا گیا۔ فاکو کی مجوزہ سرحد سے شمال کی سمت ہے۔ آٹھ ضلعے واقع ہیں ۱۸۷۹ء میں یہ ضلعے بھی باقاعدہ طور پر کیپ کالونی میں شامل کئے گئے۔ ۱۸۸۶ء میں ضلع ماونٹ رلیف جس میں زس بینز معہ اپنے سردار جوجو کے آباد تھے۔ بلا لیا گیا۔ یہ فاکو کی حد سے جنوب کیطرف واقع تھا۔ لیکن یہ ضروری تہا کہ یا تو زس بینز کو شامل کر لیا جاوے یا ایک قلیل شجاع گروہ کو بالکل اس سے نیست و نابود دیکھا جائے۔

اس قطعہ زمین کو جسکا رقبہ سولہ مربع میل سے کم ہے۔ اور دریا یم زم دو لو کے دہانہ کے مغرب کو واقع ہے۔ زیرین حصہ سے لیکر سمندر تک پورٹ سینٹ جان کہتے ہیں یم زم دو لو دریا کا دہانہ سو گز دو نواح کے معاونوں کے ریت کے ٹیلوں سے محدود ہے۔ جب بالائی حصہ ملک میں بارش ہوتی ہے تو اس ریتلے ٹیلے کے درمیان ایک نہر تیس فٹ یا اس سے زیادہ گہری پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر جب بارش نہ ہو۔ تو یہ نہر کبھی تین فٹ سے زیادہ گہری نہیں ہوتی۔ اس ٹیلے سے اوپر ایک پانی کی چادر واقعہ ہے۔ جو دو سو سے اڑھائی سو گز چوڑی بیس سے تیس فٹ گہری اور گیارہ یا بارہ میل لمبی ہوتی ہے۔

اس ساحل پر چند ایسے مقامات ہیں۔ جہاں کشتیاں ٹھہر سکتی ہیں۔ لیکن ایسٹ لنڈن اور پورٹ لنڈن کے درمیان دریا یم زم دو لو کا دہانہ ہے ایک ایسی جگہ ہے۔ جسے ٹھیک معنوں میں

دریا کی سے مغربی سمت میں اقوام کو ساتی ماہ تک لڑتے رہے۔ مگر انجام کار ان کا سردار سنڈلی لڑائی میں مارا گیا۔ اور انہوں نے اطاعت قبول کر لی۔

اکتوبر ۱۸۸۰ء میں بسا ٹوؤں کی بغاوت سے کچھ عرصہ بعد پانڈ موسس نے سولو اور کمبو کے اضلاع میں بسا ٹو نے ماونٹ فلچر اور میٹا بلی کے اضلاع میں اور ٹمبس نے سینٹ مارکس۔ نزلنگا اور انگو بو کے اضلاع میں یورپین آبادی سے اظہار عداوت کیا انہوں نے ہنگامہ کشت و خون جاری کر دیا۔ سب سے مشہور قتل میجر ایلیٹ میمپٹن ہوپ ہن ہن اور واران کا ہے) اور بہت سا مال و اسباب بھی لوٹا لیکن برگروں اور انکے مخالف مٹوؤں نے چار ماہ کے قلیل عرصہ میں انہیں بالکل مغلوب کر لیا۔

سب اس ملک میں دو چیف مجسٹریٹ رہتے ہیں۔ ایک کے ماتحت اوٹیا۔ بٹر ورتھ۔ کماکوے۔ بسومو کنیٹنی۔ ولو ویل بالنگا۔ الی اوٹ سینٹ مارکس۔ انگکوبو۔ یم ٹاٹا۔ کونڈلی۔ الی اوٹ ڈیل۔ بی برڈ تک سکوبنی۔ پورٹ سینٹ جان۔ یم سکابا۔ ٹونبکولو اور بی زانا کے اضلاع ہیں۔ اسے ٹرنسکی یمٹبولینڈ کا چیف مجسٹریٹ کہتے ہیں۔ اور اسکے ماتحت ہر ایک ضلع میں ایک اور مجسٹریٹ رہتا ہے۔ دوسرے چیف مجسٹریٹ کے ماتحت میکلیئر۔ ماؤنٹ فلچر۔ سولو۔ کمبو۔ ماؤنٹ فریر۔ میٹابل۔ ملاک سٹڈ۔ یم زم کولو اور ماونٹ ایلف یہ نو اضلاع شامل ہیں اور اسے گریکا لینڈ کی چیف مجسٹریٹی کہتے ہیں۔ اس ملک میں سات لاکھ منٹو سات ہزار اٹن ٹاٹ اور دو غلے اور چودہ ہزار یورپین رہتے ہیں۔ یہاں کے یورپین یا تو سرکاری افسر پادری اور سوداگر ہیں۔ یا وہ کسان ہیں جو ڈارکنسبرگ کی سطح مرتفعوں پر گریکا سے خرید کردہ زمین پر آباد ہیں۔ سرداروں کو وسیع دیوانی اختیارات حاصل ہیں۔ اور انہیں معقول تنخواہیں ملتی ہیں۔ کیونکہ اگر انکا کچھ خیال نہ کیا جائے تو ملک پر حکومت کرنا مشکل ہو جائے جرائم کبیرہ کے ملزم ان ججوں کے پیش ہوتے ہیں جو کیپ کالونی کے قانون کے مطابق ملک میں دورہ کرتے ہیں۔

ملک میں ٹیکس صرف یہی ہے کہ ہر ایک دکان سے دس شلنگ سالانہ وصول کیا جاتا ہے اور یہ رقم گورنمنٹ اور مشن سکولوں کے اخراجات کے لئے ضروری سمجھی جاتی ہے ملک میں ایک بڑی مضبوط پولیس کی ضرورت ہے۔ اور اس خرچ کو پورا کرنے کیلئے سوداگری کا ٹیکس یعنے چونگی کافی ہے۔

اب ملک میں آبادی دن بدن بڑھ رہی ہے کیونکہ اب وہ تمام مشکلیں رفع ہو گئی ہیں جو زمانہ قدیم میں سد راہ ہوا کرتی تھیں لوگ جوار مکی یم گن گن۔ دودھ اور پکا ہوا گوشت کھاتے ہیں اور ایسی مدہ خوراک کھانے سے وکھلی ہوا میں رہنے سے وہ بہت مضبوط ہو گئے ہیں

## کیپ کالونی کی موجودہ حالت

جب سے کیپ کالونی کا انتظام دیسی باشندوں کے ہاتھ میں آیا ہے۔ اسکی رونق بہت زیادہ ہوگئی ہے۔ مگر ابھی تک قدرتی رکاوٹ سے اسکی ترقی کا بہت کچھ انحصار صرف کاشتکاری پر ہے۔

مارو کے میدان میں جہاں رس دار پودے پائے جاتے ہیں مختلف قسم کی بھیڑیں اور بکریاں بکثرت پلتی ہیں ان کا خون صحت کے حق میں نہایت عمدہ سمجھا جاتا ہے۔ دریا اورنج کے کناروں پر بہت عمدہ چھوٹا گھاس اگتا ہے۔ جو کہ مویشیوں کے گزارہ کے لئے کافی ہوتا ہے۔ کالونی کے انہی حصوں میں کاشت ہو سکتی ہے۔ جہاں دریا اور نالے بہتے ہیں اور ان بڑے نالا بونکو بنانے کے لئے جن سے باغوں اور چراگاہوں کو پانی دیا جا سکے۔ بہت محنت خرچ کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں کوئیں کھودنے میں بھی بڑی کامیابی ہوئی ہے۔ جنوبی ساحل اور مشرقی ساحل کے متصل ضلع میں کافی بارش ہو جاتی ہے۔ اس سے کاشت بہت ہوتی ہے اور مویشی بھی خوب موٹے تازے ہوتے ہیں گندم اور مکی بافراط ہوتی ہے گھوڑونکے لئے جو بوئے جاتے ہیں جنکی فصل خاطر خواہ ہو جاتی ہے اسکے علاوہ دیگر ترکاریاں بھی بڑی افراط سے پیدا ہوتی ہیں۔

کالونی کے جنوبی مغربی حصہ میں جو پہلے پہل سترھویں صدی میں آباد ہوا تھا۔ گندم اور انگور کی

کاشت کی جاتی ہے۔ ابھی یہاں گندم اس کثرت سے پیدا نہیں ہوتی کہ اہل ملک و اہل جہاز کی گزران کے لئے مکتفی ثابت ہو کیونکہ کسانوں پر کان کھودنیوالوں کی بنسبت لگان کا بوجھ ہی پہلے سے بہت زیادہ ہے لیکن یقین ہے کہ تھوڑے عرصہ میں گندم بافراط پیدا ہونے لگیگی

لوگ گذشتہ چند سال سے شراب خوری کے عادی بھی ہو گئے ہیں۔ اگرچہ یہ شراب انگریزی منڈیوں میں بہت زیادہ مقبول نہیں ہوئی۔

یہ شتر مرغ بطور پالتو جانور کے رکھے جاتے ہیں کیونکہ ان کے پروں کی تجارت مالی پہلو سے بہت مفید ہے خلاف اسکے جنگلی جانوروں کی کھالیں نہایت کمیاب ہیں اب ملک ان حیوانات سے بالکل پاک ہو چکا ہے جن سے یہ کسی زمانہ میں بھرا ہوا تھا۔ ہاتھی دانت کی تجارت قابل اطمینان طور پر بڑھ گئی ہے اور وہ ہاتھی دانت جو کہ ممالک غیر کو بھیجا جاتا ہے براعظم کے وسطی علاقہ سے لایا جاتا ہے۔

۱۸۵۲ء سے نماکالینڈ میں تانبے کی کانیں کھودی جاتی ہیں۔ اس سے ملک کا وہ حصہ جس سے کسی زمانہ میں بالکل لاپرواہی کا سلوک ہوتا تھا۔ اب نہایت قیمتی زمین بن گیا ہے مگر یاد رکھنا چاہئے۔ کہ جنوبی افریقہ میں چند امور ایسے بھی درپیش ہیں جن سے اسکی ترقی میں رکاوٹیں پیدا ہو گئی ہیں بعض اوقات طویل اور سخت خوفناک قحط ملک پر حملہ کرتا ہے۔ اس موسم میں قلت بارش سے ہر سبزی تباہ ہو جاتی ہے۔ اور لاکھوں مویشی اس خشک سالی کی نذر ہوتے ہیں۔ غلہ کی گرانی سے تکلیف اٹھانیوالے لوگ خصوصاً دیسی باشندے ہوتے ہیں جو اسقدر عاقبت اندیش نہیں ہوتے کہ سخت ضرورت کے وقت کا کچھ انتظام پہلے سے کر رکھیں۔

آب و ہوا کے خوشگوار ہونے سے حشرات الارض بہت بڑھ گئے ہیں جس سے کسانوں کو بعض اوقات ان تکلیفات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو کبھی وسطی اور شمالی یورپ کے کسان خیال میں بھی نہیں لا سکتے۔

کیٹرپلر کا دل کئی دفعہ فصل کو تباہ کر دیتا ہے اور ٹڈی دل نمودار ہو کر بھی اسیطرح تباہی کا موجب ہوتا ہے ٹڈی دل کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ اسکی آمد سے پیشتر جو ملک باغ کیطرح سرسبز ہوتا ہے وہ اسکے جانے کے بعد صحرا سے زیادہ ویران ہو جاتا ہے۔ مویشی مختلف قسم کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور قریباً تمام ملک میں رات کے وقت گھوڑوں کو اصطبل کے اندر باندھنا پڑتا ہے۔ ورنہ کھلی زمین میں رات بھر رہنے سے انہیں ایک سخت مہلک بیماری چمٹ جاتی ہے پھیپھڑوں کی بیماری۔

اور ریڈ واٹر کی بیماری سے ہر سال ہزارہا سینگ دار حیوان ہلاک ہوتے ہیں اور اس سے کم خطرناک بیماریاں بہت سی ہیں ۱۸۹۶ء میں خشک سالی اور ٹڈی دل نے ملک کو سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا اور ابھی تک اندیشہ ہے کہ وہ نامراد وبا جس نے جنوبی علاقہ میں تقریباً تمام مویشیوں کو ہلاک کر دیا۔ کہیں دریائے زمبیزی سے گزر کر شمال کی طرف بھی نہ آ جائے۔

۱۸۹۵ء میں وہ علاقہ جو برٹش بچوانا لینڈ کے نام سے مشہور تھا کیپ کالونی میں شامل کیا گیا۔ مگر ابھی مستقل انتظام شروع نہیں ہوا تھا کہ وہ حصے جو نئے انتظام کے رو سے ساؤتھ افریقن ری پبلک سے علیحدہ کئے گئے تھے۔ باہم جنگ جدل میں مصروف ہو گئے۔ اور ان کی لڑائیاں اس وقت تک مسلسل طور پر جاری رہیں جب تک کہ انگریزی جھنڈا پریٹوریہ میں نصب نہ کیا گیا۔ اسکے کچھ عرصہ بعد ملک میں امن و امان رہا۔ کیونکہ گورنمنٹ ٹرانسوال طاقتور سرداروں کی مدد کرتی تھی۔ اور ملک فوج کی عزت کرتا تھا۔

جب ری پبلک کا انتظام از سر نو شروع ہوا تو پرانے جھگڑے اور بھی زیادہ سختی سے جاری ہو گئے بعض سرداروں نے انگریزوں کی خیر خواہی کا اظہار کیا اور باقیوں نے کسانوں کی حکومت کو ترجیح دی یہ فرض کر لینا درست ہوگا۔ کہ وہ لوگ انگریزوں کے انصاف یا مہربانیوں کے مداح ہیں وہ تو صرف انگریزی طاقت کی عزت کرتے ہیں۔ کیونکہ کوئی وجہ دکھائی نہیں دیتی کہ وہ انگریزوں کو دوسری قوموں کی نسبت زیادہ پسند کریں۔ اور انگریزوں کو اپنی قومی رسوم اور دیگر تمام عزیز چیزوں کے تباہ کرنے میں مدد دیں واقعی وہ اعلیٰ طاقت کی پرستش اور عزت کرتے ہیں اور وہ ہمیشہ طاقتور کے طرفدار ہونے پر تیار ہیں لیکن یہ ضروری بات ہے کہ اگر بچوانا قبائل میں ایک قبیلہ ری پبلک کی حمایت کرے تو اسکا مدمقابل قبیلہ انگریزوں کا خیر خواہ بن جائے۔

اس موقعہ پر ایک انگریز نے ایک سردار کو جسکے پاس وہ مقیم تھا صلاح دی کہ تم گورے آدمیوں کو اپنی فوج میں بھرتی کرو اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ والنٹیئر طلب کئے گئے اور ان سے اقرار کیا گیا کہ لڑائی کے اختتام پر نہیں ایک ایک کھیت صلہ میں دیا جائیگا۔ مخالف سمت نے بھی ایسا ہی کیا اور اسطرح یورپین سپاہی میدان جنگ میں ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کے لئے مستعدی سے سامنے آئے اگرچہ لڑائی سے انکا براہ راست کچھ تعلق نہ تھا۔ دراصل ان آدمیوں کو ایک دوسرے کا خون بہانے میں فرق تامل نہ تھا۔ اور یہ بہت جلد یقین ہو گیا کہ اگر خلل نہ دیا گیا تو والنٹیئر

تمام ملک کو آپس میں بانٹ لینگے اور اپنے آقاؤں کی غنیمت کا بہت تھوڑا حصہ انکی نذر کرینگے ۔

اب ایک طرف ساؤتھ افریقن ری پبلک کی مغربی حد پر لڑائی کا طوفان بے تمیزی سے اٹھا ہوا تھا جسے پریسیڈنٹ کروگر کی گورنمنٹ نے روکنے کی ذرا کوشش نہ کی۔ اس ریاست کے زمیندار قبائل جو انکی اطاعت سے نکل گئے تھے بچانے پر آمادہ نہ تھے۔ اسکے سوا انکا ایک عذر یہ بھی تھا کہ ہمارے مخالف والنٹیر کھلم کھلا انگریزی علاقہ ڈائمنڈ فیلڈ میں بھرتی کئے گئے ہیں ان مشکلات سے اہل انگلستان کو یقین ہو گیا کہ تمام خرابی کی بنیاد ری پبلک ہے جو تمام ایسا رہیں گورنمنٹ سے متفق تھے اسلئے ایک بڑی فوج سر چارلس واران کے ماتحت ان قبائل کو تباہی سے بچانے کے لئے بھیجی گئی۔

اس اثنا میں والنٹیروں یا دوسرے الفاظ میں لٹیروں نے ملک کے بہت سے حصہ پر قبضہ کر لیا تھا اور دونوں طرف خود مختار سلطنتیں قائم ہو گئی تھیں۔ ایک کا نام سٹال لینڈ کی ری پبلک اور دوسری گوگوشن کی ری پبلک کہتے تھے جس وقت سر چارلس واران وہاں پہنچا تو گوشن کے آدمی مقابلہ کرنے کی بجائے جنوبی افریقہ کی طرف بھاگ گئے۔ سٹال لینڈ کے رہنے والوں نے بھی بلا ایک گولی چلانے کے انگریزوں کی اطاعت قبول کر لی۔

اس فوج کو جسقدر تکلیف اٹھانی پڑی اس کے مقابلہ میں بہت زیادہ فائدہ ہوا کیونکہ ملک میں انگریزی مفتوح کو بہت فائدہ پہنچا۔ سرکار انگریزی کے حقوق جنکی طرف بے توجہی ہوتی رہتی تھی دوبارہ مل گئے اور براعظم کے وسط تک ایک بڑی سڑک بنائی گئی ۱۸۸۵ء میں وہ علاقہ جو جنگ و جدل کا ماخذ بن رہا تھا انگریزی قبضہ میں آ گیا۔ اسکی ایک کالونی بنائی گئی جسکا افسر ملکہ معظمہ کا مقرر کردہ ہائی کمشنر تھا اور جسکی ماتحت مینفکنگ وری برگ۔ ٹانگ کرلن اور گارڈونیا پانچ ضلعے تھے۔

ملک کا سب سے عمدہ حصہ بچوانا جرگوں کیلئے وقف کیا گیا لیکن اب تمام عموماً انگریزی زمیندار آباد ہیں اور بہت سی زمین خالی بھی پڑی ہوئی ہے جو مویشیوں کی پرورش کیلئے نہایت مناسب ہے کاشت صرف محدود جگہوں میں کیجاتی ہے کیونکہ قلت آب کی ہمیشہ شکایت رہتی ہے آب و ہوا نہایت خوشگوار ہے وسط گرما میں اگرچہ دن کو زیادہ گرمی پڑتی ہے تاہم راتیں بڑی ٹھنڈی اور خوشگوار ہوتی ہیں۔

جب سے انگریزی حکومت کا دور دورہ رہا۔ تمام ملک کی طرح یہاں بھی امن قائم ہو گیا ہے کیپ سے ایک ریلوے لائن نکلی ہوئی صوبہ کے عین درمیان سے گزر کر روڈیشیا میں بلوایو تک جاتی ہے اور یہاں کیپ کالونی

کی درمیانی لائین آکر ختم ہوتی ہے۔ یہ لائین ملک کے سب سے بڑے حصوں متھامنک اور دری برگ سے ہو کر گزرتی ہے
برٹش بچوانالینڈ جیسا کہ اوپر بیان ہوا ۱۸۹۵ء میں کیپ کالونی میں شامل کیا گیا۔

کیپ کالونی کی پیداوار کا اندازہ نہیں ہو سکتا کیونکہ جو چیزیں باہر بھیجی جاتی ہیں ان کا جزو اعظم ری پبلک سے اور قلیل حصہ دریائے لپو کے شمالی علاقہ سے لایا جاتا ہے۔ ۳۰ جون ۱۸۹۶ء تک ایک سال پیشتر جو اشیا کیپ کالونی کے بندرگاہوں سے روانہ کی گئی تھیں۔ ان کی فہرست ذیل میں درج ہے۔

سونا ۸۰۴۰۸۴۸ پونڈ جواہرات ۴۸۴۹۰۶۰ پونڈ اون ۱۹۲۶۰۸۲ پونڈ شتر مرغ کے پر ۶۰۴۳۶۸۳ پونڈ کھالیں ۷۴۹۱۰۴ پونڈ انگورا اسپیر ۱۲۳۰۳۳۴ پونڈ تانبا ۶۵۱۱۲۶۱ پونڈ انگور ۲۰۷۲۹ پونڈ خشک پھول ۱۲۷۴۵ پونڈ پھل ۹۵۷۴ پونڈ سینگ ۷۴۰۰ پونڈ خشک مچھلی ۳۳۹۲ پونڈ برانڈی ۳۹۶۰ پونڈ مصبر ۳۳۴۳ پونڈ آگوا ۲۳۳۴ پونڈ تیجی اسنت ۲۰۱۷ پونڈ متفرق ۴۳۲۰۱۱ پونڈ۔ کل میزان ۱۶۷۴۷۷۵۰۸ پونڈ۔

اس تعداد سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جنوبی افریقہ میں معدنیات کی پیداوار کس قدر زیادہ ہے جو اشیا ممالک غیر کو روانہ کی گئیں۔ ان کا ۳/۴ حصہ سونا جواہرات اور تانبا تھے اگر دوسری چیزوں کا حساب کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ پیداوار ۱۸۵۰ء کی نسبت دس گنا ہے۔

مختلف بندرگاہوں سے اس نسبت سے مال روانہ کیا گیا:۔

کیپ ٹاؤن ۱۳۱۰۵۱۴۸ پونڈ۔ پورٹ الزبتھ ۱۹۱۱۴۰۴ پونڈ ایسٹ لنڈن ۸۶۲۰۵۸ پونڈ پورٹ نالاؤ ۲۱۵ ۲۶۶ پونڈ نائل بے ۳۵۲۳ پونڈ مشن ۷۶۶۵ پونڈ پورٹ سینٹ جونز ۱۹۰۷ پونڈ سونا اور جواہرات جو کہ بذریعہ ڈاک روانہ کیے گئے انکی مالیت ۱۸۵۸۰ پونڈ تھی کل مجموعہ ۱۶۷۴۷۷۵۰۸ پونڈ۔

سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۸۹۶ء کو جو چیزیں ممالک غیر سے آئیں انکی قیمت ۱۵۹۸۱۹۸۲ پونڈ تھی۔

اگر اس تعداد میں نٹال کو بھی شامل کر لیا جائے۔ اور جنوبی افریقہ کے قومی قرضہ اور سرمایہ قومی کا سود بھی شامل کر لیں تو جنوبی افریقہ ہر سال ایک کروڑ اسی لاکھ پونڈ کا مال ممالک غیر سے خرید کرتا ہے۔ تجارت کا بہت سا حصہ براہ راست برطانیہ کا ماں سے ہوتا ہے اور کیپ کالونی اس تجارت میں خاص حصہ لیتا ہے۔

اگر ان علاقوں کو جو اپنے امن اور انتظام کے لئے گورنمنٹ انگلشیہ پر انحصار رکھتے ہیں۔ ممالکات برطانیہ سے خارج کیا جائے تو انگریزی مقبوضات کی آبادی میں ۴۰ لاکھ ۸۰ ہزار یورپین ۳۰ لاکھ ۵۰ ہزار اصل باشندے ہیں۔ اصلی باشندوں کا ۳/۴ حصہ نیٹو اور باقی دو غلے ایشیائی باشندے آزاد شدہ غلاموں کی اولاد اور ہاٹن ٹاٹ

باشندے ہیں ہر قسم اور فرقہ کے لیے ایک ہی قانون مقرر ہے سوائے چند نیٹوؤں کے جن کے لیے علیحدہ انتظام
کیا گیا ہے مثلاً شراب کی ممانعت اور رات کو ان کی نگہبانی کرنا جبکہ بڑی تعداد میں یورپین زمینداروں کے کھیتوں
میں کام کرتے ہیں۔

نیٹوؤں میں عیسائی مشنری کئی سال سے کام کر رہے ہیں۔ اسلئے انمیں بہت سے آدمی ایسے ہیں جو دو تین
پشتوں سے عیسائی ہیں یہاں پادریوں کے ایک گروہ نے اگرچہ بہت ترقی کی ہے لیکن بحیثیت مجموعی نتیجہ
مایوسی انگیز ہے ان مدارس میں جہاں نوجوان کو صنعتی۔ انتظام اور محنت کی عادت ڈالی گئی ہے بہت فایدہ ہوا
ہے۔ لوسٹارن سب سے پہلے فری چرچ آف سکاٹ لینڈ کے مشنریوں نے شروع کیا۔ اور دریا ٹاملٹی کے مغربی
کنارہ پر لوڈیل کا مدرسہ ایک ایسی مثال ہے۔ جسکی تقلید دوسری عیسائی سوسائٹی کر رہی ہیں یہ عام طور پر مانا گیا
ہے کہ اکثر پادریوں کی طریقہ تعلیم بہت ناقص تھا۔ انکا خیال تھا کہ وحشی اقوام کے بچوں کو لکھنا پڑھنا حساب
تاریخ جغرافیہ اور گرامر کی تعلیم کے ساتھ خصوصیت سے مذہبی کتب پڑھائی جائیں۔ گورمنٹ نے مدرسوں کو امداد
دی مگر اب بہت سا روپیہ اور محنت صرف کرنے کے بعد ثابت ہو گیا ہے کہ اس قسم کی تعلیم بالکل بیفایدہ تھی دوغلے
غلاموں کی اولاد اور ہاٹن ٹاٹ بھی پادریوں کے ماتحت رہتے ہیں اور یورپین اقوام کے ساتھ رہنے سہنے
سے انکی طرز معاشرت بالکل تبدیل ہو کر یورپین لوگوں کی سی ہو گئی ہے۔

اکثروں کا مذہب عیسائی ہے۔ یہ کھیتوں اور قصبوں میں اچھا کام کرتے ہیں۔ مگر بالعموم محنت سے گریز
کرتے ہیں اور نہایت فضول خرچ ہیں ان لوگوں کو روپیہ جمع کرنے کے بہت عمدہ مواقع ملے ہیں۔ مگر
شاذ و نادر کوئی شخص دولت مند دیکھا جاتا ہے۔

کالونی کے ایشیائی باشندے جنہیں ملایا کہتے ہیں۔ ان سپائس آئی لینڈرز کی اولاد ہیں جو
سترہویں اور اٹھارویں صدی میں افریقہ میں لائے گئے تھے۔ اصلی ایشیائی اگر سب کے سب نہیں تو
انکا ایک جزو اعظم مسلمان ہیں۔ بہت سے اصلی باشندے اور دوغلوں نے بھی اسلام اختیار کر لیا ہے اور
انہوں نے باہم شادیاں کر لی ہیں۔ اسطرح ملایا لوگوں میں خالص ایشیائی۔ خالص یورپین اور خالص
افریقن بھی شامل ہو گئے ہیں۔ ان میں بعض کبھی تو عیسائی مذہب اختیار کر لیتے ہیں اور کبھی اسلام۔ یہ لوگ
ان لوگوں سے جنکا ذکر ہوا واقعی اعلیٰ درجہ کے ہیں انمیں بعض عمدہ کاریگر اور بڑے مالدار ہیں سب کے سب قصبوں میں
رہتے ہیں بعض ہندوستانی بھی وہاں نقل مکان کر گئے ہیں اور جو عیسائی ہیں وہ رومن کیتھولک مذہب کے پیرو ہیں

عیسائی مشنری اسبات پر بڑا زور دیتے ہیں کہ گوروں کی نسبت حبشیوں کے لڑکوں کو تعلیم دینے کیطرف زیادہ توجہ کیجائے چنانچہ کئی سال تک ایسا ہی ہوتا رہا جس کا انجام یہ ہوا کہ اس وقت بہت سے یورپین کسان ایسے ہیں جو بالکل لکھ پڑھ نہیں سکتے۔ مگر امید ہے کہ اب یہ حالت زیادہ عرصہ تک نہیں رہیگی دیہاتی مدارس میں تکلیف دہ امر یہ ہے کہ کھیت ایکدوسرے سے بہت فاصلہ پر ہیں۔ تاہم اس تکلیف کا کم و بیش دفعیہ اسطرح کیا گیا ہے کہ دورہ کرنے والے ٹیچر مقرر ہیں۔

قصبوں اور گاؤں میں پبلک مدارس ہیں۔ جو مقامی انتظامی کمیٹی اور گورنمنٹ کے سررشتہ تعلیم سے مقرر ہیں اور انکا نصف خرچ گورنمنٹ ادا کرتی ہے۔ اول و دوم درجے کے مدارس میں صرف یورپین بچے تعلیم پاتے ہیں علاوہ بریں بہت سے کالجوں میں اعلے تعلیم دی جاتی ہے۔ اور چند مفید مدارس مذہبی سائٹیوں نے بھی قایم کئے ہیں کیپ کالونی کی ایک اپنی یونیورسٹی ہے جسکا اختیار صرف امتحان لینا اور طلبا کو سندات دینا ہے۔

رعایا کو انصاف سے بہرہ ور کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جاتا۔ ملک کے ۹۲ ضلعوں اور نائب ضلعوں میں ۹۲ مجسٹریٹ عدالت کرتے ہیں۔ تمام مالی اور فوجداری جھگڑوں کا تصفیہ انہی کے سپرد ہے عدالت عالیہ ایک چیف جسٹس اور آٹھ ججوں پر مشتمل ہے۔ چونکہ دو ججوں سے کورم بنتا ہے اسلئے تین جج گراہم ٹاؤن میں تین جج کمبرلے میں اور تین جج کیپ ٹاؤن میں عدالت کرتے ہیں ہر سال میں دو مرتبہ ہر ایک جج دورہ کرتا ہے اور ان مقدمات کا فیصلہ کرتا ہے جنہیں مجسٹریٹ فیصل نہیں کر سکتے۔

قصبوں اور گاؤں میں پبلک کتب خانے قایم ہیں۔ اور مشکل کوئی جگہ ایسی ملیگی جہاں مختلف فرقوں کے دو یا تین گرجے نہ ہوں۔ قریباً ان سب میں سے بیمہ کمپنیاں خیراتخانے اور خیراتی فنڈ کھلے ہوئے ہیں تمام گاؤں میں اعلے اختیارات میونسپل کمیٹیوں کے ہاتھ میں ہیں اور شاذونادر ان اختیارات کا بیجا استعمال ہوتا ہے ہر ایک ضلع میں ایک ڈویژنل کونسل ہے۔ جو گاؤں کی میونسپل کمیٹیوں کی طرح ملک کے بہت سے حصہ پر خود مختارانہ حکومت کرتی ہے۔ ملک کے غیر آباد حصوں میں سڑکیں اور دریاؤں پر پل بنائے گئے ہیں۔ شاید مشکل سے ایک بھی جھونپڑی ایسی نہیں ملیگی جو ڈاک یا تار کے ذریعہ سے جنوبی افریقہ سے تعلق نہ رکھتی ہو۔ ریلوے کی نسبت کتاب کے ابتدائی حصہ میں لکھا جا چکا ہے اور جو نقشہ چسپاں کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوگا کہ اسوقت ملک میں کتنی ریلوے سڑکیں کھلی ہوئی ہیں۔

تمام بندرگاہوں کو اور خصوصیت سے ٹیبل بے کی بندرگاہوں کو بڑی ترقی دی گئی ہے یہاں پرانے وقتوں میں تو موسم سرما کے طوفان کے بعد شکستہ قیمتی جہازوں کے ٹکڑے نظر آیا کرتے تھے۔ مگر اب ان کی جگہ ڈاک کے جہاز بڑی محفوظ حالت میں ٹھہرتے ہیں ان کاموں پر آج تک ساڑھے بائیس لاکھ خرچ آچکا ہے اور ابھی تک انہیں ترقی دی جا رہی ہے۔

ساحل بحر پر بہت سے لائٹ ہوس بنائے گئے ہیں جو تاریک میں جہاز رانوں کو خطرہ سے آگاہ کرتی ہیں۔ اسلئے وہ خطرات ان لوگوں کی یاد میں نہیں رہے جو متقدمین کو تکلیف دیا کرتے تھے۔

کیپ کالونی اور یورپ کے درمیان دو تار کے سلسلے قایم ہیں یہی وجہ ہے کہ آج جو مشہور بات کیپ کالونی میں واقع ہوتی ہے اسکی مفصل کیفیت دوسرے دن یورپ کے اخبارات میں چھپ جاتی ہے۔ ہر ہفتہ بڑے شاندار جہاز مسافروں اور ڈاک سے لدے ہوئے انگلستان کو جاتے ہیں اور وہاں سے ڈاک اور مسافر لاتے ہیں اسطرح اکثر اوقات چھ ہزار میل کا راستہ پندرہ دن سے کم عرصہ میں طے ہوجاتا ہے اور یہ راستہ دنیا میں سب سے خوشگوار راستہ ہے۔

گذشتہ چالیس سال کے عرصہ میں جو ترقی کیپ کالونی نے کی ہے اسکے مقابلہ میں دو کروڑ اسی لاکھ کا قومی قرضہ بھی درج کیا جانا چاہیئے اسبات کو یوں بھی بیان کرسکتے ہیں کہ اگر دیسی باشندوں کو علیحدہ رکھا جائے تو تقریباً رکھتہ پونڈ قرض ہر ایک شخص کے حصہ میں نکلتا ہے۔ مگر ہر ایک شخص کا نسبتی حصہ قرض اس خیال سے کم کردینا چاہیئے کہ ادنے کام صرف کالے آدمی کرتے ہیں۔ اور سوائے مشرقی حد کے وہ کہیں اور جگہ فساد نہیں کرتے۔ اسبات کا فیصلہ کرنا بہت مشکل ہے کہ گوروں کے مقابلہ میں کالوں پر کیا ٹیکس لگانا چاہیئے۔

۱۸۹۶ء میں جو سال کہ اپنے حادثات کے لئے عرصہ دراز تک مشہور رہیگا خشک سالی ٹڈی دل مویشیوں کی وبا۔ ڈاکٹر جیمسن اور جنگ میٹابل یہ تمام واقعات ایسے تھے جنھوں نے جنوبی افریقہ کی حالت ابتر کردی لیکن خدا کی مہربانی سے اب یہ تمام خطرات کم ہورہے ہیں۔ اور آیندہ ترقی کی روشن امیدیں دلوں میں گھر کررہی ہیں +

**تمام شد**

# پیسہ اخبار لاہور

جس میں ہر ہفتہ ملک کے تمام ضروری معاملات پر اعلیٰ درجہ کی رائے زنی کی جاتی ہے۔ اور انگریزی عربی۔ ترکی وغیرہ اخبارات کے مضامین ترجمہ ہو کر درج ہوا کرتے ہیں۔ اور جسکو باقی تمام اردو اخبارات سے زیادہ سے زیادہ اور تازہ خبریں بہم پہنچانے کا فخر حاصل ہے۔ ہر ہفتہ دُنیا کے کسی مشہور شخص کی تصویر و حالات بھی چھاپے جاتے ہیں۔ بوجہ اپنی نہایت ارزاں قیمت اور ہر دلعزیز پالیسی کے ہندوستان بھر کے تمام اُردو اخبارات سے زیادہ چھپنے والا ہے۔ **قیمت** معہ محصول ڈاک فقط اڑھائی روپے (عہ۸) پیشگی قیمت کی وصولی پر تین نادر کتابیں ہر ایک خریدار کو مفت ملتی ہیں +

# انتخاب لاجواب

دُنیا کے تمام نہایت دلچسپ اخباروں۔ مفید کتابوں اور تحریروں کا عطر مجموعہ جس میں ہزارہا ایسے قیمتی۔ علمی اور عملی مضامین دل بہلاؤ اور تعلیم کے لئے درج ہوتے ہیں کہ جو اور کسی ذریعہ سے اردو زبان میں مل نہیں سکتے۔ ہندوستان بھر کی کسی زبان میں اس قسم کی کوئی کتاب یا رسالہ نہیں چھپا۔ اُردو زبان میں بے نظیر نعمت ہے۔ ناظرین میں کئی قسم کے انعام تقسیم ہوتے ہیں اور نامہ نگاروں کو معاوضہ دیا جاتا ہے

ہفتہ وار اشاعت ۲۴ صفحہ کلاں **قیمت** معہ محصول ڈاک چار روپے (للعہ) +

# بچوں کا اخبار

انگلستان اور امریکہ میں کم از کم ایک سو اخبار بچوں کی تعلیم و تربیت کے متعلق شائع ہوتے ہونگے۔ مگر اُردو زبان میں تمام ہندوستان میں ایسا ایک اخبار یا رسالہ بھی شائع نہیں ہوتا۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے بچوں کا اخبار بڑی آب و تاب کے ساتھ کارخانہ پیسہ اخبار سے ماہوار شائع ہونا شروع ہوا ہے۔ اور اُسے ملک کے تمام اخبارات اور اہل الرائے لوگوں اور محکمہ تعلیم کے اکثر افسروں نے بچوں کے اخلاق آداب اور تعلیم و تربیت کے لئے نہایت مفید تسلیم کیا ہے۔ کوئی بال بچہ والا گھر اس سے خالی نہ رہے **قیمت** سالانہ معہ محصول ڈاک دو روپے چھ آنے (عہ۲) {درخواستوں کا پتہ :- **مینیجر پیسہ اخبار لاہور**